U5276 P- 23-1202

Title - QAUL FAISAL.

Creator - Abul Kalaam Azad.

Publisher - Khalid Book Dipo (Lahore).

Date - 1966.

Pages - 157.

Subjects - Azad, Abul Kalaam - Sawaneh;
Tarkeeb Azadi Hind - Azad,
Abul Kalaam

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

رسالہ

قول فیصل

یعنی

...ت مولانا ابوالکلام مدظلہ کا بیان جو انہون نے گورنمنٹ کے استغاثہ کے جواب مین تحریر کیا

اور جو

...ب خلافت و سوارج کے اسباب و مقاصد اور ملک کے قومی و مذہبی فرائض پر سب سے بہتر اور مستند بیان ہے

مع روئداد گرفتاری و مقدمہ

"...م کسی حال مین بھی جائز نہین رکھتا کہ مسلمان آزادی کھو کر زندگی بسر کرین۔ انھین مرجانا چاہیے یا آزاد رہنا چاہیے۔ تیسری راہ اسلام مین کوئی نہین"

"یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ہے جس کی ترتیب مین ہم دونون یکسان طور پر مشغول ہین تمھارے ...ے مین مجسٹریٹ کی کرسی آئی ہے' اور ہمارے حصے مین یہ مجرمون کا کٹھرا۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ اس کام کی تکمیل کیلیے ...رسی بھی اتنی ہی ضروری ہے جسقدر یہ کٹھرا۔ آؤ' اس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردین۔ مورخ ...ے انتظار مین ہے' اور مستقبل کب سے ہماری راہ تک رہا ہے۔ ہمین جلد جلد یہان آنے دو' اور تم بھی جلد جلد فیصلہ ...ے رہو۔ ابھی کچھ دنون تک یہ کام جاری رہے گا۔ یہانتک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جاے۔ یہ ...ے قانون کی عدالت ہے۔ وقت ... ہے۔ وہ فیصلہ لکھے گا' اور اسی کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا"!

البلاغ پریس کلکتہ

ضروري

—*·*—

مطالعہ سے پہلے

—*[*]*—

چند مقامات میں چھاپے کي معمولي غلطیاں رهگئي هیں -
پہلے انہیں درست کرلیجیے - پھر پڑھیے - اگرچہ تھوڑي سي زحمت ضر
لیکن مطالعہ کے وقت اشتباہ اور تردد سے بچے محفوظ هوجائینگے :

صفحہ	سطر	غلط	
۱۴	۱۲	کرنمبل لا	کر
۳۳	۱۴	راضع	را
۳۶	۲۰	خراهش کر	خو
۳۹	۱۳	کوئی نہیں غلطی	کوئي غا
۴۴	۱۲	لیکن	
۴۷	۱۹	راضع	
۴۷	۲۰	جم	
۴	۲۷	راضع	
۴۹	۵	"اصطلاحات"	"ا
۴۹	۹	ایسي هي هے	ایسي ه
۵۲	۲۳	جبر تشدد کے ذریعہ	جبر
۵۵	۱۹	نہ کرنا	
۶۶	۱۸	Massini	hi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہ بدمستی سزد گر متہم سازد مرا ساقی
ہنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد! (۱)

بنگال کے ایک مشہور ھندو جرنلسٹ اور پولیٹکل رھنما نے رُوداد کے انگریزی ایڈیشن کیلیے جو تحریر بطور دیباچہ کے لکھی ھے، اُسی کا ترجمہ یہاں بطور اُردو دیباچہ کے درج کیا جاتا ھے - وہ لکھتے ھیں :

مولانا ابو الکلام کی گرفتاری اور مقدمہ کی یہ مختصر رُوداد ھے، جو ملک کے اصرار و طلب سے سرسری طور پر مرتب کرکے شائع کی جاتی ھے - مقدمہ کی رُوداد زیادہ تر مقامی اخبارات کی رپورٹوں اور ایسوشیئیٹڈ پریس کے تاروں سے نقل کی گئی ھے - بہت سے تفصیلات بخوف طوالت نظر انداز کردی گئیں - اثناء مقدمہ میں عدالت سے باھر جو واقعات ظہور میں آے اور جن میں سے اکثر ایسے ھیں جو مولانا کی گرفتاری سے بہت قریبی تعلق رکھتے تھے، اُنکا بھی کچھہ ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ رُوداد مقدمہ کے موضوع سے وہ خارج تھے -

(فہرست مضامین)

اس مجموعہ میں، سب سے پہلے وہ " پیغام " درج ھے جو گرفتاری سے دو دن پہلے مولانا نے لکھکر اپنے کاغذات میں رکھدیا تھا اور گرفتاری کے بعد شائع ھوا - اُسکے بعد گرفتاری کی مختصر کیفیت درج ھے - پھر تاریخ وار تمام پیشیوں کی رُوداد دی گئی ھے - اسکے بعد مولانا کا بیان ھے، جو اُنھوں نے عدالت کیلیے لکھا -

---

(۱) مولانا نے اپنے بیان کا عنوان اسی شعر کو رکھا ھے، جیسا کہ اُنکے مسودہ میں ھے - لیکن چونکہ بیان اسلیے لکھا گیا تھا کہ اُسکا انگریزی ترجمہ عدالت میں داخل کیا جاے، اسلیے ترجمہ کے وقت نکال دیا گیا -

فی الحقیقت اصل مقصود اس رسالہ کی ترتیب سے اُسی کی اشاعت ہے - آخر میں بطور ضمیمہ کے مولانا کا وہ مضمون بھی شامل کردیا ہے ' جو کلکتہ پہنچکر اُنہوں نے " پیغام " میں شائع کیا تھا ' اور جسمیں گورنمنٹ کے تازہ جبر و تشدد کے جواب میں ایک نئی مدافعانہ حرکت کی اپیل کی گئی تھی - ملک نے اس اپیل کا جس جوش و مستعدی کے ساتھہ جواب دیا ' اور خصوصا بنگال میں جیسی یادگار اور غیر مسخر دفاعی پیش قدمی شروع ہوئی ' وہ موجودہ تحریک کی تاریخ کا سب سے زیادہ شاندار اور پر فخر کارنامہ ہے - اگر بدقسمتی سے اس فتح مندی کے تمام ثمرات یکایک ضائع نہ کردیے جاتے تو فی الحقیقت ملک نے میدان کا پہلا مرحلہ جیت لیا تھا ' اور قریب تھا کہ ایک نیا کامیاب دور شروع ہو جاے - چونکہ مولانا کی گرفتاری ہی سے اس نئی حرکت کا سلسلہ شروع ہوا ' اسلیے ضروری معلوم ہوا کہ یہ مضمون بھی روئداد میں شامل کردیا جاے - پہلی دسمبر سنہ ۲۱ - سے ۱۱ - فروری تک ملک نے جو فتح مند دفاع کیا ہے ' وہ گویا اِسی دعوت کا عملی جواب تھا -

(مولانا کی گرفتاری اور اُسکی نوعیت)

ملک کے مسلمہ لیڈروں میں سب سے آخری گرفتاری مولانا اور مسٹر سی - آر - داس کی ہوئی - مسٹر داس کی گرفتاری بنگال کے مقامی حالات کا نتیجہ تھی - لیکن مولانا کا معاملہ اُنسے بالکل مختلف تھا - اگر ۱۷ - نومبر کے بعد کے حالات پیش نہ آتے ' جب بھی اُنکی گرفتاری اٹل تھی ' اور ہر صبح و شام متوقع تھی - گذشتہ ایک سال کے اندر شاید ہی کسی نے اسقدر صاف صاف اور بے پردہ چیلنج گورنمنٹ کو دیا ہوگا ' جیسا کہ مولانا نے دیا - مسئلۂ خلافت اور سوراج سے قطع نظر ' خاص طور پر بھی وہ برابر گورنمنٹ کو اپنی گرفتاری کیلیے دعوت دیتے رہے ' اور اُنکا طرز عمل ہمیشہ آن کمپرومائزنگ رہا -

(گرفتاری کیلیے مسلسل دعوت)

مارچ سنہ ۲۱ - میں مہاتما گاندھی کے ہمراہ مولانا نے پنجاب کا تیسرا دورہ کیا - اُسوقت ضلع لاہور اور امرتسر میں سڈیشن میٹنگس ایکٹ نافذ تھا - یعنی نہ تو کوئی پبلک جلسہ ہوسکتا تھا - نہ کوئی پبلک تقریر کی جاسکتی تھی - اسی لیے مہاتما جی نے بھی گجرانوالا جاکر تقریر کی - لاہور اور امرتسر میں کوئی تقریر نہیں کی - کیونکہ اُسوقت تک قانونی خلاف ورزی کی اجازت

نہیں دي گئي تھي - لیکن مولانا نے صاف صاف کہدیا کہ اگرچہ اِسوقت اس قانون کي خلاف ورزي کرنے کا عام طور پرحکم نہیں دیا گیا ہے ' لیکن میرے لیے افضلیت (عزیمت) اِسي میں ہے کہ خلاف ورزي کروں ' اور سچائي کے اعلان سے باز نہ رہوں - جب میں افضل بات پر عمل کرسکتا ہوں تو کم مرتبہ طریقہ کے دامن میں کیوں پناہ لوں ؟ (۱) چنانچہ انہوں نے اعلان کردیا کہ جمعہ کے دن شاهي مسجد میں بیان کرینگے - بعض وزراء حکومت پنجاب نے مہاتما جي سے شکایت کي کہ مولانا کا طرز عمل آپ کے خلاف ہے - لیکن مہاتما جي نے کہا - بلا شبہ میں عام طور پر سول نس اوبیڈین کی اجازت کا مخالف ہوں' لیکن ایسے ذمہ دار افراد کیلیے جیسے کہ مولانا ہیں' ہر وقت اُسکا دروازہ کھلا ہے - چنانچہ جمعہ کے دن اُنہوں نے پہلے جمعہ کا خطبہ دیا - اُس کا موضوع بھی وقت ہی کے مسائل تھے - پھر نماز کے بعد صحن مسجد میں ترک موالات پر ایسی دل ہلا دینے والی تقریر کی جو ہمیشہ اہل لاهور کو یاد رهیگی - لاهور کے نیم سرکاري اینگلو انڈین آرگن " سول اینڈ ملیٹري " نے اس پر لکھا تھا کہ اس کارروائي کے ذریعہ علانیہ اهل پنجاب کو قانون شکني کي دعوت دي گئي ہے - مسٹر گاندھي اپنے رفیق کو اس سے باز رکھنا ضروري نہیں سمجھتے - اگر گورنمنٹ پنجاب نے اس پر فوري کارروائي نہیں کي تو پنجاب کے نوان کو اپریٹرز کي جرأتیں بہت بڑھجائینگي - یہ بھي لکھا تھا کہ مارشل لا کے حکام نے شاهي مسجد کو اسي مجبوري سے بند کردیا تھا - اب سول حکام کو بھي اس پر غور کرنا چاهیے - اس نوٹ کي سرخي " صحن مسجد میں باغیانہ لکچر" تھا -

ایک ہفتہ کے بعد وہ امرتسر آے - یہاں بھي تقریر ممنوع تھي - لیکن جامع مسجد میں انہوں نے خطبہ دیا - اور نماز کے بعد مکرر تقریر کي - اُسي وقت

---

(۱) مولانا نے اس موقعہ پر اسلام کي دو اصطلاحیں بولي ہونگي " رخصت " اور " عزیمت " - ہر نیک عمل میں ایک طریقہ رخصت کا ہوتا ہے ' اور ایک عزیمت کا - اہل عزائم "ہمیشہ عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور رخصت کي آسانیوں کو عامۃ الناس کیلیے چھوڑ دیتے ہیں" - یہي بات مولانا نے مضمون نگار سے بھي دھرائي ہوگی اور اسکا مطلب سمجھایا ہوگا - انہوں نے اسی کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے - رخصت اور عزیمۃ دعوۃ کا فرق مولانا نے " تذکرہ " میں خوب واضح کیا ہے -

وہ میل ٹرین سے لکھنؤ جارہے تھے - اسلیے دس پندرہ منٹ سے زائد نہ بول سکے - تاہم انہوں نے صرف اسلیے تقریر کی تھی کہ گورنمنٹ پنجاب کو یہ کہنے کا موقعہ باقی نہ رہے کہ جمعہ کا خطبہ معمولی تقریر نہیں ہے' جس کے ارتکاب سے سرکاری آرڈر کی خلاف ورزی ہوئی ہو - پس عام بول چال کے مطابق جس تقریر کو پولیٹکل تقریر کہہ سکتے ہیں' وہ بھی انہوں نے نماز کے بعد کردی اور گورنمنٹ کیلیے کسی حیلے حوالے کی گنجائش باقی نہ چھوڑی !

مگر گورنمنٹ پنجاب نے بالکل تغافل کیا - گرفتار کرنے کی جرأت نہ کرسکی - مولانا نے یہ واقعہ خود مجھسے بیان کیا تھا -

اسکے بعد کرانچی خلافت کانفرنس کے رزولیوشن کی بنا پر علی برادرز اور دیگر اصحاب کی گرفتاری عمل میں آئی - اُس موقعہ پر تو مولانا نے اپنی گرفتاری کیلیے یکے بعد دیگر ایسے شجاعانہ بلاوے دیے' کہ شاید ہی کوئی نظیر اسکی ملسکے - علی برادران ۱۴ - اگست کو گرفتار کیے گئے' لیکن کلکتہ میں ۱۸ - کی صبح کو خبر پہنچی - انہوں نے اسی وقت هالیڈے پارک میں جلسہ کے انعقاد کا اشتہار دیا' اور شام کو بیس ہزار سے زیادہ کے مجمع میں تقریر کی - انہوں نے کہا تھا :

" جس رزولیوشن کی بنا پر علی برادران گرفتار کیے گئے ہیں' وہ اسلام کا ایک مانا ہوا اور مشہور معروف مسئلہ ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکا اعلان کرے - وہ رزولیوشن دراصل میرا ہی طیار کیا ہوا ہے اور میری ہی صدارت میں سب سے پہلے اسی کلکتہ کے ٹاؤن هال میں منظور ہوا ہے - میں اُس سے بھی زیادہ تفصیل اور صفائی کے ساتھہ اسوقت اُسکے مضمون کا اعلان کرتا ہوں - یہ سی - آئی ڈی کے رپورٹر بیٹھے ہیں اور میں اُنہیں کہتا ہوں کہ حرف بحرف قلمبند کرلیں - اگر یہ جرم ہے تو گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیے کہ اسکا ارتکاب ہمیشہ جاری رہیگا "

اسکے بعد دھلی میں مرکزی جمعیۃ العلماء اور خلافت کمیٹی کا جلسہ ہوا - ان دونوں جلسوں میں بھی اُنہوں نے کرانچی رزلیوشن کو زیادہ صاف اور واضح لفظوں میں پیش کیا - نیز ایک تجویز اس مضمون کی بھی پیش کی کہ "چونکہ گورنمنٹ نے اس اسلامی حکم کی تبلیغ کو جرم قرار دیا ہے' اسلیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اب اسکے اعلان میں اپنی جان لڑادے' اور ہر مقام پر اس غرض سے جلسے منعقد کیے جائیں - "

چنانچہ تمام ملک میں جلسوں کے انعقاد اور کرانچي رزو لیوشن کي تصدیق کا سلسلہ شروع ہوگیا - اور گورنمنٹ حیران و درماندہ ہوکر رہگئي !

پھر کرانچي ' بمبئي ' آگرہ ' لاہور وغیرہ مقامات میں بھي وہ برابر اس کا اعلان کرتے رہے - بمبئي ' آگرہ ' اور لاہور کي کانفرنسوں کے صدر بھي وھي تھے - آگرہ کي پراونشیل خلافت کانفرنس میں کرانچي رزولیوشن پیش کرتے ہوے انھوں نے جس طرح گورنمنٹ کو چیلنج دیا ' اُسے سنکر بڑے بڑے با ہمت اشخاص بھي دم بخود ہوگئے تھے اور فیصلہ کردیا تھا کہ صبح سے پہلے ھي وہ گرفتار کرلیے جائینگے !

علی برادرز کي گرفتاري کے بعد مہاتما گاندھی جي نے ہندو مسلمان لیڈروں کو بمبئي میں جمع کرکے ایک مینوفسٹو شائع کیا تھا - اس میں کرانچي رزو لیوشن کي اس بنا پر تائید کي تھي کہ موجودہ حالت میں سرکار کي سول اور فوجي ملازمت کو ملکي غیرت کے خلاف کہنا کوئي جرم نہیں ہے ' اور ایسا کہنا ایک جائز فعل ہے - اسپر اخبار ٹائمز آف انڈیا نے لکھا تھا کہ گورنمنٹ اس مینوفسٹو پر دستخط کرنے والوں کے خلاف کوئي کارروائي نہیں کریگی - کیونکہ صرف اس خیال کو زبان سے ظاہر کردینا یا شائع کرنا جرم نہیں ہے - بلکہ عملاً سپاہیوں کو ورغلانا - اور اُنکو ترک ملازمت کي دعوت دینا جرم اور سازش ہے - کرانچي کا مقدمہ عملي اقدام کي بنا پر کیا گیا ہے - مجرد رزو لیوشن پاس کردینے کی بنا پر نہیں ہے -

یہ بات بہت سے کمزور دلوں کیلیے ایک حیلہ بن گئی - وہ کرانچی رزو لیوشن کا اعلان کرتے ' مگر " ایسا کرونگا " اور " ایسا ہونا چاھیے " وغیرہ الفاظ کے ساتھہ بولتے - بالفعل عمل کرنے پر زور نہ دیتے ' نہ اپنے عمل کرنے کا اظہار کرتے - لیکن مولانا نے یہ تسمہ بھي لگا نہ رکھا - انھوں نے بمبئي ' آگرہ ' لاہور وغیرہ کي تقریروں اور اپنے تحریري اعلانات میں صاف صاف کہدیا کہ یہ صرف میرا اعتقاد یا زبانی اعلان ھی نہیں ہے ' اور نہ لیڈروں کے مینوفسٹو کی طرح صرف اس بات کے جواز کا مدعی ہوں - بلکہ دو سال سے اس پر عمل بھی کر رہا ہوں - آئندہ بھی کرونگا اور ہر شخص سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ھی کرے - میں پوري جد و جہد کرونگا کہ ہر سپاھی تک اس پیغام حق کو پہنچا دوں -

بمبئی کی اُس میٹنگ میں میں بھی شریک تھا - مولانا نے میٹنگ میں بھی اپنی یہ راے ظاہر کردي تھی کہ مینوفسٹو کا مضمون ناکافی ہے اور صرف ایسا کہنے کے " جواز " کا اظہار کرنا حصول مقصد کیلیے سودمند نہیں - اُنھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے عملاً ایسا کیا ہے اور ہمیشہ کرتا رہونگا -

ابتدا میں گورنمنٹ نے علي برادران اور انکے ساتھیوں کے بر خلاف صرف کراچي رزو لیوشن کا الزام لگایا تھا - لیکن جب مولانا نے بار بار اعلان کیا کہ کراچي رزو لیوشن خلافت اور جمعیت العلماء کي گذشتہ تجویزوں کا صرف اعادہ ھے - ورنہ سب سے پہلے خود انہوں نے ۲۹ - فروري سنہ ۲۰ - کو خلافت کانفرنس کلکتہ میں اسکا اعلان کیا ھے ' تو پھر گورنمنٹ بھي چونکي ' اور جونہي مقدمہ سشن کورٹ میں شروع ھوا ' سرکاري وکیل نے دعوے میں ترمیم کرکے کلکتہ کانفرنس کا رزو لیوشن بھي شامل کردیا - اسپر مولانا نے ایک برقي بیان فوراً تمام اخبارات میں شائع کرایا تھا - جسکي بے باک شجاعانہ اسپرٹ نہایت ھي عجیب و غریب تھي اور ھمیشہ ھندوستان کي تاریخ میں یادگار رھیگي - اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ صرف اتني ھي ترمیم سے سرکاري دعوا مکمل نہیں ھوسکتا - اور مرحلے بھي ابھي باقي ھیں :

" سب سے پہلے کلکتہ خلافت کانفرنس کیلیے یہ رزو لیوشن میں نے طیار کیا - خود اپني قلم سے لکھا ' اور میري ھي صدارت میں منظور ھوا - اسکے بعد دھلي میں جمعیۃ العلماء کا جلسہ ھوا اور میں نے اس رزو لیوشن پر بصورت فتوی کے دستخط کیا - پھر بریلي میں جمعیۃ کا جلسہ ھوا - اس کا بھي میں ھي صدر تھا ' اور صدارت کي طرف سے اس رزو لیوشن کو پیش کرکے منظور کرایا تھا - علاوہ بریں رسالۂ خلافت میں ایک خاص باب اس موضوع پر لکھہ چکا ھوں ' اور اسکي بے شمار کاپیاں تقسیم ھوچکي ھیں - پھر کلکتہ ' دھلي ' کراچي ' بمبئي وغیرہ میں بھي میں نے ایسا ھي بیان کیا ھے - میں اس کا بھي اقرار کرتا ھوں کہ یہ صرف میرا زباني اظہار ھی نہ تھا بلکہ میں نے اس پر عمل بھي کیا ھے اور ھمیشہ لوگوں کو کہتا رھا ھوں کہ اسکي تبلیغ کرتے رھیں - اگر یہ " سازش " اور " اغوا " ھے تو مجھے اسکے ارتکاب کا ھزار مرتبہ اقرار ھے - گورنمنٹ کو چاھیے تھا کہ علي برادر سے پہلے (جنہوں نے صرف نقل و اعادہ کیا ھے) مجھپر مقدمہ چلاتي "

۳۰ - ستمبر سنہ ۲۱ - کو یہ بیان ملک کے تمام انگریزي اور ورنی کلر اخبارات میں شائع ھوگیا ' مگر گورنمنٹ کي جانب سے بالکل اغماض کیا گیا اور کوئي کارروائي اُنکے بر خلاف نہ کي گئي - یہ امر واقعہ ھے کہ تمام ملک کو اسپر سخت تعجب اور حیراني ھوئي تھي - جیسا کہ اُنہوں نے اپنے " بیان " کي دفعہ ۲ - میں اشارہ کیا ھے -

یہ واقعہ علاوہ اُن بے شمار تقریروں اور کارروائیوں کے ھے ' جن میں وہ برابر بلا کسي ادنی تزلزل کے یکساں قول و فعل کے ساتھہ مشغول رھے -

Certainly

پس اِن حالات میں اگر اسقدر توقف اور پس و پیش کے بعد گورنمنٹ نے اُنہیں گرفتار کیا ' تو جیسا کہ خود اُنہوں نے کہا ھے ' فی الحقیقت یہ کوئی خلاف توقع بات نہیں ھے ' اور اُنکی طرح ھمیں بھی اسپر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاھیے -

(آخری دفاعی معـرکہ)

ایسا معلوم ھوتا ھے کہ خدا کی حکمت اُنکی گرفتاری سے بروقت ایک خاص کام لینا چاھتی تھی - اسیلیے تعجب انگیز طور پر اُنکی گرفتاری برابر ملتوی ھوتی رھی - اور پھر ٹھیک اُسی وقت ھوئی ' جبکہ تحریک کی نئی زندگی کیلیے اُسکی ضرورت تھی - اگر یہی واقعہ دسمبر سے پہلے ظہور میں آ جاتا ' تو وہ نتائج کیونکر حاصل ھوتے جو دسمبر کے بعد کے حالات ھی میں وجود پذیر ھوسکتے تھے ؟

۱۷ - نومبر کے بعد اچانک قومی تحریک جن حالات میں گھرگئی تھی ' اُسکا صرف اُنھی لوگوں کو اندازہ ھے جو تحریک کے اندرونی نظم و نسق میں دخل رکھتے ھیں - یہ وہ موقعہ تھا کہ ملک نہایت بے چینی کے ساتھہ کسی نئے اِقدام کا انتظار کر رھا تھا - سال کے اختتام میں (جو نوان کوا پریشن پروگرام کے نفاذ کی مجوزہ مدت تھی) صرف دو ماہ باقی رھگئے تھے ' اور ساری اُمیدوں کا مرکز مہاتما گاندھی جی کا یہ اعلان تھا کہ پہلی دسمبر سے وہ بردولی تعلقہ میں اجتماعی سول ڈس اوبیڈین شروع کردینگے - لیکن یکایک بمبئی میں پرنس آف ویلز کے ورود کے موقعہ پر شورش نمودار ھوئی ' اور اُس سے مہاتما گاندھی جی کے ذکی الحس قلب پر ایسا شدید اثر پڑا کہ اُنہوں نے نہ صرف بردولی کا کام ملتوی کردیا ' بلکہ پے درپے تین بیانات شائع کرکے اعلان کردیا کہ موجودہ حالات میں تحریک کی ناکامیابی کا ھمیں اعتراف کرلینا چاھیے !

اس اعلان نے تمام ملک میں افسردگی اور مایوسی کی ایک عام لہر دوڑا دی - قریب تھا کہ لوگوں کے دل بالکل ھی بیٹھہ جائیں - چنانچہ ۲۲ - نومبر کو جب کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ھوا تو تمام ممبروں پر یاس و حسرت چھائی ھوئی تھی اور کچھہ نظر نہیں آتا تھا کہ تحریک کو زندہ رکھنے کیلیے کونسا فوری عمل اختیار کیا جاے ؟ مولانا اور مسٹر داس نے خود مجھسے واپسی کے بعد کہا تھا : " ھم بالکل تاریکی میں گھرگئے تھے " لیکن خدا کی رحمت نے فوراً چارہ سازی کی ' جبکہ ۲۲ - نومبر کو بمبئی میں لوگ راہ عمل سونچ رھے تھے ' تو ٹھیک اُسی وقت گورنمنٹ کے نئے جبر و تشدد سے کلکتہ میں ایک نیا دروازۂ عمل کھل چکا تھا -

جونہی گورنمنٹ بنگال نے رضا کاروں کی جماعت اور مجالس کو خلاف قانون قرار دیا، فوراً اہل کلکتہ نے ایک ہزار دستخطوں سے نئی جماعت رضا کاراں کا اعلان شائع کردیا - اسکے بعد مسٹر سي - آر - داس اور مولانا کلکتہ پہنچے، اور اُنہوں نے معلوم کرلیا کہ فتح مندي کا اصلی میدان بنگال هی میں گرم هوگا - اُنہوں نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی یا ورکینگ کمیٹی، یا مہاتما گاندھي کی اجازت کے انتظار میں وقت ضائع نہیں کیا، بلکہ فوراً رضاکاروں کي تنظیم اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا - روزانہ چار چار پانچ پانچ سو گرفتاریوں کي تعداد پہنچ گئي - بنگال کي پیش قدمي نے دوسرے صوبوں پر بھي اثر ڈالا - نئي حرکت هر طرف شروع هوگئي، اور اچانک ملک میں ایک ایسي نئي زندگي پیدا هوگئي کہ لوگوں کو پچھلي افسردگي و مایوسی کا ایک گزرے هوے خواب جتنا بھی خیال باقي نہ رھا -

خود مولانا کو بھي اس حقیقت کا پورا یقین تھا جیسا کہ انکے " پیغام " مورخہ ۸ - ڈسمبر سے واضح هوتا ھے - علاوہ بریں ۴ - سے ۸ - تک اُنہوں نے جو خطوط لوگوں کو لکھے، اُن میں بھي صاف صاف اپنا ارادہ اور یقین ظاهر کردیا ھے - ایک خط کي نقل همیں آنکے سکریٹري سے ملي ھے، جو مولانا کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء دهلي کے نام اُنہوں نے لکھوایا تھا - اُس میں لکھتے هیں :

" بدایوں کے جلسہ (جمعیت) میں شرکت کا قطعي ارادہ تھا - لیکن یہاں پہنچکر جو حالات دیکھے، اور جو حالات روز بروز ظہور پذیر هو رھے هیں، اُن کے بعد بہت مشکل هوگیا ھے کہ میں کلکتہ سے نکل سکوں - کلکتہ سے نکلنے کے یہ معني هونگے کہ میں ایک بہترین مہلت عمل دیدہ و دانستہ ضائع کردوں - مجھے تو ایسا نظر آتا ھے کہ شاید سول ڈس اوبیڈین کا عقدہ یہیں حل هوگا - روز بروز ایک نئي شاھراہ کامیابي کي میرے سامنے کھلتي جاتي ھے - یقین کیجیے کہ بدایوں کے جلسہ میں عدم شرکت کا مجھے بھي نہایت افسوس ھے - لیکن میں محسوس کرتا هوں کہ بحالت موجودہ کلکتہ سے نکلنا کم از معصیت نہوگا "

واقعات ما بعد نے ثابت کردیا کہ اُنکا خیال کسقدر صحیح تھا؟ فی الحقیقت کلکتہ نے پوري شجاعت کے ساتھہ میدان سر کیا اور اسکي کامیابي کے سامنے حریف کو علانیہ سرجھکانا پڑا - افسوس ھے کہ بدبختانہ عین وقت پر رھنمایان ملک کے قوت فیصلہ نے غلطی کي، اور یکے بعد دیگرے ایسي لغزشیں هوگئیں کہ ۱۸ - سے ۲۳ - ڈسمبر تک جو عظیم الشان فتح هوئي تھي، وهي اب شکست بنکر همارے سامنے آگئي ھے!

(مقدمہ کي چند خصوصيات)

اب ھم اُن بعض امور کي طرف ناظرين کو توجہ دلانا چاھتے ھيں جنکي وجہ سے يہ سادہ اور مختصر مقدمہ ملک کے بے شمار پوليٹکل مقدمات ميں ايک خاص اھميت رکھتا ھے ' اور جن ميں ھماري اخلاقي اور پوليٹکل زندگي کيليے نہايت ھي قيمتي رھنمائي پوشيدہ ھے :

(کامل صادقانہ روش)

سب سے پہلے جو چيز ھمارے سامنے آتي ھے ' وہ مولانا کا مضبوط ' يک سو ' قطعي ' اور ھر طرح کي دورنگيوں اور تذبذب آميز باتوں سے محفوظ کيرکٹر ھے - يہ اگرچہ اُنکي پبلک لائف کے ھر حصے ميں ھميشہ نماياں رھا ھے' اور نظر بندي کي چار سالہ زندگي ميں اچھي طرح ھم اُس کا اندازہ کرچکے ھيں' ليکن عدالت اور باقاعدہ چارہ جوئي کي صورت نظر بندي سے بالکل ايک مختلف صورت ھے - پہلے ميں کوئي موقعہ اظہار بريت اور بحث و دلائل کا نہيں ھوتا - دوسرے ميں سزا دھي کي بنياد ھي بحث و دلائل اور ڈيفنس پر ھوتي ھے - پس در اصل ايک ليڈر کي روش اور استقامت کي اصلي آزمائش گاہ عدالت ھي کا ھال ھے -

اس حقيقت کو دونوں پہلوؤں سے جانچنا چاھيے - اس لحاظ سے بھي کہ عام طور پر ايک قومی رھنما اور سياسي ليڈر کی روش گرفتاري کے بعد عدالت ميں کيا ھونی چاھيے ؟ اور اس لحاظ سے بھي کہ خاص طور پر نون کو اپريشن اُصولوں کے ماتحت ايک سچے نون کو اپريٹر کو عدالت ميں کيا کرنا چاھيے ؟ مولانا کی روش دونوں حيثيتوں سے ھمارے ليے سبق آموز ھے -

سب سے بڑي چيز " قول " اور " عمل " کي مطابقت ھے - يعني ھم جو کچھہ کہا کرتے ھيں ' وقت پڑنے پر ٹھيک ٹھيک ويسا ھي بلکہ اُس سے زيادہ کر دکھائيں - مولانا نے اپنے مضبوط طرز عمل سے دکھلا ديا کہ وہ وقت پر اپني کوئي بات اور کوئي دعوی بھي واپس لينا نہيں چاھتے -

ايک ليڈر جب گورنمنٹ کے خلاف طرز عمل اختيار کرتا ھے ' اور اظہار حق ميں اپنے آپ کو نڈر اور بے پروا بتلاتا ھے ' تو وہ بار بار ظاھر کرتا ھے کہ ھر طرح کي قربانيوں کيليے طيار ھے - اور گورنمنٹ کو چيلنج ديتا ھے کہ اُسے جب چاھے گرفتار کرلے - ليکن جب گورنمنٹ خود اُسي کے اختيار کيے ھوے اور پسند کيے ھوے طريقہ کے

مطابق اُسے گرفتار کرلیتی ہے اور اپنے نقطۂ نظر اور قانون کے مطابق مجرم ٹھہرا کر سزا دلانا چاہتی ہے، تو پھر اُس وقت سونا آگ پر تپنے لگتا ہے - اور کھوٹے کھرے کے پہچان کی گھڑی آجاتی ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ اُسوقت تین طرح کی طبیعتیں تین طرح کی راہیں اختیار کرتی ہیں :

(۱) کچھہ لوگ جنکے زبانی دعوؤں کے اندر کوئی محکم ایمان اور سچائی نہیں ہوتی، وہ تو فوراً اپنے دعوؤں سے دست بردار ہوجاتے ہیں، اور اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کرکے عجز و نیاز کا سر جھکا دیتے ہیں - یہ سب سے ادنیٰ درجہ ہے -

(۲) کچھہ لوگ جو اِس سے بلند درجہ رکھتے ہیں، اُنکی طبیعت اس درجہ گر جانے کو تو گوارا نہیں کرتی، لیکن سزا سے بچنے کیلیے وہ بھی بیقرار ہوتے ہیں - اسلیے وہ بھی فوراً اپنا طرز عمل بدلدیتے ہیں، اور عدالت پر ظاہر کرنے لگتے ہیں کہ جو کچھہ وہ کرتے رہے، اُسکا مقصد وہ نہیں ہے جو گورنمنٹ نے سمجھا ہے، بلکہ کچھہ دوسرا ہی ہے - پھر طرح طرح سے اُسکی تاویلیں کرتے ہیں، اور مخالفت کو موافقت بنانا چاہتے ہیں - کبھی پولیس اور سی - آئی - ڈی کی رپورٹوں کو بالکل جھوٹا کہدیتے ہیں، کبھی اپنے کہے ہوے اور لکھے ہوے جملوں کو توڑ مروڑ کر کچھہ کا کچھہ بنانا چاہتے ہیں - کبھی گورنمنٹ کا شکوہ کرتے ہیں کہ کیوں خواہ مخواہ بلا قصور اُنہیں گرفتار کرلیا ؟ غرضکہ اپنی تمام پچھلی شجاعانہ آمادگیوں کو فراموش کر کے اچانک ایک نیا پوزیشن اختیار کرلیتے ہیں، اور اگرچہ سزا سے نہ بچ سکیں لیکن سزا سے بچنے کیلیے جسقدر بھی حیلے حوالے کرسکتے ہیں، اُسمیں کمی نہیں کرتے - پہلی قسم کی طرح اس قسم کے لوگ بھی بعد کو اپنے طرز عمل کی حمایت یا معذرت میں یہ حیلہ اختیار کرتے ہیں کہ لڑائی بھی ایک طرح کا فریب ہے - ہم نے صرف اپنے بچاؤ کیلیے دشمن سے فریب کھیلا، ورنہ در اصل ہمارے دل میں وہی ہے جو پہلے تھا - لوگ بھی اسے مان لیتے ہیں -

یہ بات گویا اسقدر مسلم اور پیشتر سے سمجھی بوجھی ہوئی ہے کہ جب کوئی لیڈر عدالت میں ایسا رویہ اختیار کرتا ہے، تو پبلک ذرا بھی تعجب نہیں کرتی اور سمجھہ لیتی ہے کہ یہ سب کچھہ صرف عدالت کیلیے کیا گیا ہے جہاں ایسا ہی کرنا چاہیے - پالیٹکس میں ایسا کرنا ہی پڑتا ہے - گویا پالیٹکس میں جھوٹ، نفاق، دو رنگی، ذلت نفس، اور مکر و فریب کے سوا چارہ نہیں !

(۳) کچھہ لوگ ان دونوں قسموں سے بھي بلند تر هیں - وہ زیادہ باهمت اور نڈر دل رکھتے هیں - اسلیے عدالت کے سامنے بھي اُنکي جرأت و شجاعت اُسي آن بان کے ساتھہ نظر آتي هے جس طرح پبلک مجمعوں میں نظر آتي تھي - لیکن زیادہ دقت نظر کے ساتھہ جب اُنکے طرز عمل کو دیکھا جاتا هے ' تو وہ بھي بے لاگ اور یکسو ثابت نہیں هوتا - کیونکہ گو وہ ساري باتیں همت اور بے باکي کي کرتے هیں ' لیکن حقیقت اور اصلیت کے اقرار و برداشت سے اُنہیں بھی گریز هوتا هے - یعنے عدالت کی سزا سے بچنے کیلیے وہ بھی کوئی دقیقہ حیلے حوالوں کا اُٹھا نہیں رکھتے - البتہ اُنکی حیلہ جوئی بہت هی مخفی اور باریک هوتی هے - پچھلی دو جماعتوں کی طرح کھلی هوئی اور صاف نہیں هوتی - وہ گورنمنٹ کی مخالفت سے انکار تو نہیں کرتے لیکن ساتھہ هی عدالت اور قانون کی آڑ میں پناہ بھی لینا چاهتے هیں - یعنی یہ ظاهر کرتے هیں کہ گو اُنہوں نے یہ سب کچھہ کہا اور کیا هے ' تاهم اُنہیں سزا نہیں ملنی چاهیے - کیونکہ عدالت اور قانون کی رو سے وہ هر طرح ایک جائز فعل تھا - کسی طرح بھی سزا کا موجب نہیں هوسکتا - ساتھہ هي وہ اس بات کی بھي سخت شکایت کرتے هیں کہ بلا " قصور " اُنہیں گرفتار کیا گیا - نیز عدالت کو باور کرانے کی کوشش کرتے هیں کہ اُنکو سزا کا دینا نہایت " نا انصافی " کی بات هوگی ! یہ طرز عمل اُنکا اُس گورنمنٹ اور گورنمنٹ کی عدالت میں هوتا هے جسکے ظلم و ستم کا وہ شب و روز رونا روچکے هیں ' اور جسکے انصاف سے اُنہوں نے همیشہ مایوسی ظاهر کی هے - نیز جسکی نسبت اُنہیں یقین بھی هے کہ خواہ کتني هی قانون اور انصاف کے نام پر اپیلیں کی جائیں ' لیکن اُنہیں سزا دیے بغیر نہیں چھوڑا جائیگا !

یہ آخري قسم گویا سب سے بلند اور اعلی سے اعلی جماعت هے جو هماري پولیٹکل جد و جہد کا دور اسوقت تک پیدا کرسکا هے - لیکن " قول " اور " فعل " کی مطابقت سے اسکا طرز عمل بھی خالی هے - اگر فی الواقع وہ اپنے تمام دعوؤں میں سچی تھی ' اور دعوت آزادي و حق پرستي کے نتائج بھگتنے کیلیے طیار تھی ' تو چاهیے تھا کہ اپنی گرفتاري اور سزا یابي کا بلا کسي اعتراض اور شکایت کے استقبال کرتي ' اور صاف صاف کہدیتي کہ فی الواقع اُس نے ایسا هي کام کیا هے جس پر گورنمنٹ کے نقطۂ خیال کے مطابق سزا ملني چاهیے - اور چونکہ اُس نے خود اپني پسند سے یہ راہ اختیار کي هے ' اسلیے اُسکے قدرتي نتائج کیلیے

وہ کسي طرح گورنمنٹ کو ملامت بھي نہیں کرتي - گورنمنٹ دنیا کے تمام جانداروں کي طرح یقیناً اپنے مخالفوں کو سزا ھي دیگي - پھولوں کا تاج نہیں پہنائیگي - پس جب ایک بات قدرتي طور پر ناگزیر ھے تو کیوں اس سے گریز کیا جاے ؟ اگر گریز ھے تو آزادي و حق طلبي کي راہ میں قدم رکھنا ھي نہیں چاھیے -

لیکن مولانا کا طرز عمل اس اعتبار سے بالکل ایک نئي راہ ھمارے سامنے کھولتا ھے - انہوں نے بتلادیا ھے کہ " قول " اور " فعل " کي مطابقت اور سچي اور بے لاگ حقیقت پرستي کے معني کیا ھیں ؟ انہوں نے اپنے بیان میں سب سے پہلے اسي سوال پر توجہ کي ھے - انہوں نے صاف صاف تسلیم کرلیا ھے کہ وہ بحالت موجودہ گورنمنٹ کے نقطۂ نظر اور قانون سے واقعي " مجرم " ھیں ' اور یہ ھرگز قابل ملامت و شکایت نہیں ھے کہ گورنمنٹ انہیں سزا دلانا چاھتي ھے - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ جب انہوں نے استغاثہ کے مواد کو بہت ھي کمزور پایا ' تو ایک ایسی جرأت کے ساتھہ جسکي کوئي نظیر موجود نہیں ' استغاثہ کا بار ثبوت بھي اپنے ذمے لے لیا ' اور خود اپنے قلم سے وہ تمام باتیں بتفصیل لکھدیں جنکا ثبوت استغاثہ کیلیے بہت مشکل تھا اور اسلیے وہ پیش نہ کرسکا تھا - اس طرح عدالت پر اچھي طرح واضح ھوگیا کہ استغاثہ کے دعوے سے بھي کہیں زیادہ وہ گورنمنٹ کے مجرم ھیں - اور یہ بالکل ایک قدرتي بات ھے کہ انہیں سزا دي جاے -

چنانچہ ھم خود انہي کي زباني سنتے ھیں کہ انکا ارادہ بیان دینے کا نہ تھا - کیونکہ انہیں یقین تھا کہ انکے خلاف گورنمنٹ کو جو کچھہ کہنا چاھیے وہ سب کچھہ پیش کر دیگي - لیکن جب کارروائي شروع ھوئي اور انہوں نے دیکھا کہ صرف دو تقریروں کي بنا پر استغاثہ دائر کیا گیا ھے اور وہ ان بہت سي باتوں سے بالکل خالي ھیں ' جو ھمیشہ وہ کہتے رھے ھیں - تو انہوں نے محسوس کیا کہ " گورنمنٹ میرے خلاف تمام ضروري مواد مہیا کرنے میں کامیاب نہیں ھوئي اسلیے میرا فرض ھے کہ میں عدالت کو اصلیت سے با خبر کر دوں " وہ تسلیم کرتے ھیں کہ " قواعد عدالت کي رو سے یہ میرا فرض نہیں ھے " مگر چونکہ " حقیقت کا قانون عدالتی قواعد کي حیلہ جوئیوں کا پابند نہیں ھے " اسلیے " یقیناً یہ سچائي کے خلاف ھوگا کہ ایک بات صرف اسلیے پوشیدگي میں چھوڑ دي جاے کہ مخالف اپنے عجز کي وجہ سے ثابت نہ کرسکا "

اسکے بعد انہوں نے یہ بھی واضح کردیا ھے کہ وہ کیوں " جرم " کا اقرار کرتے ھیں ؟ وہ کہتے ھیں - اسلیے کہ جب ایک قوم اپنے ملک کی آزادی کا مطالبہ کرتی ھے تو اُسکا مقابلہ اُس طاقت سے ھوتا ھے جو عرصہ سے اُسکے ملک پر قابض و متصرف ھے - کوئی انسان یہ پسند نہیں کریگا کہ اسکے قبضہ میں آئی ھوئی چیز واپس چلی جاے - پس قدرتی طور پر یہ مطالبہ قابض طاقت پر شاق گزرتا ھے اور جہانتک اُسکے بس میں ھوتا ھے وہ اپنے فوائد کے تحفظ کیلیے جد و جہد کرتی ھے - یہ جد و جہد کتنی ھی خلاف انصاف ھو، مگر کسی طرح بھی قابل ملامت نہیں ھے - کیونکہ ھر وجود اپنی حفاظت کیلیے ضرور ھاتھہ پانوں ماریگا - ایسا ھی مقابلہ ھندوستان میں بھی شروع ھوگیا ھے - پس یہ ضروری ھے کہ جو لوگ موجودہ بیورو کریسی کے خلاف جد و جہد کررھے ھیں، بیورو کریسی بھی اُنکی مخالفت میں جد و جہد کرے، اور جہانتک اُسکے امکان میں ھے، اُنکو سزائیں دے - چونکہ وہ نہ صرف جد و جہد کرنے والے ھی ھیں، بلکہ اس جد و جہد کی دعوت دینے والے ھیں، اسلیے ضروری ھے کہ اُنھیں سزا دی جاے، بلکہ زیادہ سے زیادہ سزا دی

چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئی بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنہوں نے کہا " چونکہ بیان میں از روے قانون اپنی بریت کو لازمی طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ھے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میری راے یہی ھوگئی ھے کہ کوئی بیان نہیں دینا چاھیے " گویا اُنہوں نے بھی مولانا کے طرز عمل

اُنہوں نے اپنے بیان کے آخر میں اسکا بھی اعتراف کیا ھے کہ آزادی و حق طلبی کی جد و جہد کی مقاومت میں دنیا کی جابر گورنمنٹیں جو کچھہ کرچکی ھیں، اسکو دیکھتے ھوے تسلیم کرنا چاھیے کہ ھندوستان میں اسوقت جسقدر جبر و تشدد ھو رھا ھے، وہ بہت ھی کم ھے !

کیسی بے لاگ اور خالص صداقت شعاری ھے، جو اس بیان سے ٹپک رھی ھے ؟ کیا اس سے بھی بڑھکر راست بازی اور شجاعت و استقامت کی کوئی مثال ھوسکتی ھے ؟

لوگوں کو شیوۂ حق گوئی کے اس نئے نمونہ پر اگر تعجب ھو تو کوئی حیرت کی بات نہیں - کیونکہ ابھی ھم اس مقام سے بہت ھی دور پڑے ھوے ھیں - ابھی تک تو ھمارا یہ خیال ھے کہ پالیٹکس میں ھر طرح کی ھٹ دھرمی اور صریح غلط بیانی تک جائز ھے !

مولانا کا یہ طرز عمل عام خیالات سے کسقدر مختلف ہے ؟ اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہوگا - مولانا نے مندرجۂ بالا مطالب لکھتے ہوے یہ الفاظ لکھے ہیں "کہا جاسکتا ہے کہ جیسے فریق کی طرح دوسرے فریق کی جد و جہد بھی قابل ملامت نہیں" یعنے قوم کی طرح گورنمنٹ بھی اپنی جد و جہد میں قابل ملامت نہیں - چونکہ یہ خیال عام خیال سے بالکل ہی بعید تھا - لوگوں کی سمجھہ میں کسی طرح یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ گورنمنٹ کو بھی اُسکی جابرانہ جد و جہد میں ناقابل ملامت مانا جاے - اسلیے تمام اخبارات نے اِسے کتابت کی غلطی سمجھا اور "کہا جاسکتا ہے" کی جگہہ "کہا جاتا ہے" بنا دیا - گویا گورنمنٹ یا اُسکے طرفدار ایسا کہتے ہیں ' ورنہ در اصل ایسا نہیں ہے - حالانکہ اسکے بعد کی عبارت بالکل اس تبدیلی کے خلاف تھی !

(نوان کوا پریشن اُصول)

یہ جو کچھہ ہمیں نظر آیا ' مولانا کے مسلک کی عام حیثیت تھی - اگر " ترک موالات " کا پروگرام نہ ہوتا ' جب بھی وہ ایسا ہی کرتے - لیکن اب اس کارروائی نہ کی جاے ' کیونکہ نوان کوا پریشن عدالت کے انصاف اور جواز ہی سے منکر ہے - اس اعتبار سے بھی مولانا نے ہمیں بتلادیا ہے کہ ڈیفنس نہ کرنے کے کیا معنی ہیں ؟

بہت سے لوگوں نے "ڈیفنس نہ کرنے" پر صرف اتنا ہی عمل کیا کہ عدالتی دستور کے مطابق وکلا اور قانون پیشہ اشخاص کو اپنے طرف سے مقرر نہیں کیا - لیکن جہانتک تعلق اصل ڈیفنس کا ہے' اسمیں اُنہوں نے کوئی کمی نہیں کی - پوری طرح اپنی بے قصوری اور استغاثہ کے خلاف قانون و انصاف ہونے پر بحثیں کیں ' اور ہر طرح کے قانونی مواد سے استدلال کیا ' بعض حالتوں میں عدالت سے انصاف کی اپیل بھی کی گئی - یعنی خود اپنی زبان و قلم سے وہ سب کچھہ کرگزرے جو وکیل اور کونسلی اُنکی جانب سے ڈیفنس میں کرسکتا تھا - پس فی الحقیقت یہ " ڈیفنس نہ کرنا " نہیں ہوا ' بلکہ " براہ راست خود ڈیفنس کرنا " ہوا -

لیکن مولانا کا طرزعمل کسقدر یک سو اور کامل معنوں میں ڈیفنس سے مبرا ھے ؟ اُنھوں نے اظہار بے جرمي کي جگھہ جرم کا صاف صاف اعتراف کیا ' اور بجاے انصاف کي اپیل کرنے کے عدالت کو خود ھي اپنے تمام جرائم کي فہرست سنادي - ساتھہ ھي اول سے آخر تک کسي طرح کي قانوني بحث نہیں کي - ایک حرف بھي اس بارے میں ہم اُنکي زبان سے نہیں سنتے - حتی کہ یہ تک نہیں پوچھتے کہ جو دفعہ اُنپر لگائي گئي ھے' واقعي انکي تقریریں اُسمیں آتي بھي ھیں یا نہیں ؟ اور آتی ھیں تو کیونکر؟ وہ تو خود ھي اپني تقریروں کے تمام سخت سخت مقامات نقل کر دیتے ھیں اور سي - آئي - ڈي کے رپورٹروں کي ناقابلیت سے جہاں کہیں کوئي کمي رھگئي ھے' اُسکو استغاثہ کے حسب منشاء مکمل کردیتے ھیں ! فی الحقیقت ترک موالات اور عدالتوں کے مقاطعہ سے اصل مقصود یہ تھا جسکا مکمل نمونہ ھم اُن میں دیکھتے ھیں - یہ نہیں تھا کہ ڈیفنس اور بریت کا ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرلیا جاے -

جو لوگ صاحب نظر و انصاف ھیں ' وہ یقیناً اس طرز عمل سے متاثر ھوے اور متاثر ھونگے - مولانا کے بعد ھی لاھور میں لالہ لاجپت راے جي پر دوبارہ مقدمہ چلایا گیا لیکن جب اُن سے پوچھا گیا کہ وہ کوئي بیان دینگے ؟ تو جواب میں اُنھوں نے کہا " چونکہ بیان میں از روے قانون اپني بریت کو لازمي طور پر لکھنا پڑیگا اور یہ نوان کو اپریشن کے خلاف ھے - اسلیے غور کرنے کے بعد اب میري راے یہی ھوگئی ھے کہ کوئي بیان نہیں دینا چاھیے" گویا اُنھوں نے بھي مولانا کے طرز عمل کي تائید کي -

جب تک ایک حقیقت نظروں سے مستور رھتي ھے ' اُسکا عام طور پر احساس نہیں ھوتا - لیکن جب سامنے آجاتي ھے تو پھر تعجب ھوتا ھے کہ اتني صاف بات کیوں لوگونکو محسوس نہیں ھوئي ؟ یہي حال اس معاملہ کا ھے - مولانا کا بیان پڑھنے کے بعد فی الواقع تعجب ھوتا ھے کہ کیوں اسقدر صاف اور سچي بات سے بڑے بڑے لیڈروں کو گریز رھا ؟ یہ واقعہ ھے کہ ھم موجودہ گورنمنٹ اور بیورو کریٹک حکام کے جبر و ظلم کے خلاف جد و جہد کرتے ھیں اور صاف صاف کہتے ھیں کہ ھمارا مقصد اُنکے قبضہ سے اپنا حق واپس لینا ھے - پس یہ بالکل قطعي اور یقیني بات ھے کہ ھم جو کچھہ کر رھے ھیں ' وہ ھمارے دلائل اور عقائد کي رو سے کتنا ھي صحیح ھو ' لیکن موجودہ گورنمنٹ کے قانون اور پوزیشن کي رو سے

تو ضرور جرم اور بلا کسي نزاع کے ۱۲۴ - الف هے - یعني "گورنمنٹ کے خلاف حقارت اور نفرت پهیلانا" هے - پس اگر هم اس بات سے بے خبر هیں ' تو هم اس کام کے لائق هي نهیں هوسکتے - اگر جان بوجهکر ایسا کر رهے هیں تو پهر هم کو مان لینا چاهیے کہ گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے نافذ کردہ قانون کي رو سے هم ضرور مجرم هیں ' اور وہ سزا دلانے میں حق بجانب هے - اسمیں بچاؤ اور بریت کیلیے چال چلنیں کیوں کي جاے ؟ اور شکوہ و شکایت کیوں هو ؟ کیا لوگ ایسا سمجهتے هیں کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف جد و جهد بهي کرینگے ' آسے جنگجو حریفوں کي طرح چیلنج بهي دینگے ' اور پهر وہ اُنهیں گرفتار بهي نہ کریگي ' اور محض معمولي معمولي سزائیں بهي نہ دے ؟ مولانا کے لفظوں میں کہنا چاهیے کہ "گورنمنٹ مسیح نهیں هے" !

یا پهر تسلیم کرلینا چاهیے کہ جو کچهہ زبان سے کہا جاتا هے ' وہ دل میں نهیں هے - زبان چیلنج دیتي هے ' مگر دل میں یہي هوتا هے کہ هم آخر تک بچتے رهینگے - اور یہ محض زباني شیخي کر رهے هیں ' ورنہ سچ مچ کو پکڑے نهیں جائینگے -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹر)

اسي سلسلہ میں مولانا کے طرز عمل کي ایک اور صداقت همارے سامنے آتي هے - اُنهوں نے کیسي صفائي اور راست بازي کے ساتهہ تسلیم کرلیا هے کہ سي - آئي - ڈي - کے رپورٹروں نے اُنکے خلاف جو کچهہ کہا ' وہ صحیح هے - اُس میں کوئي بات شرارت کي نهیں -

هماري پولیٹکل جد و جهد کي تاریخ میں یہ سب سے پهلي مثال هے کہ اس فراخ دلي کے ساتهہ خود ملزم نے اُن لوگوں کي شهادت کي تصدیق کي هے جو ملزم کے برخلاف اسکي کوشش کر رهے هیں کہ عمر بهر کي قید کي سزا دلا دي جاے !

انسان کی ایک سب سے بڑي عام کمزوري یہ هے کہ وہ فریقانہ تعصب سے اپنے آپکو محفوظ نهیں رکهہ سکتا - صداقت کیلیے سب سے زیادہ مشکل آزمائش اسیوقت هوتي هے جب وہ دشمنوں اور مخالفوں کے مقابلے میں کهڑي هوتی هے - هم روزانہ دیکهتے هیں کہ همارے بڑے بڑے لیڈر بهي اسمیں کوئي مضائقہ نهیں سمجهتے کہ مخالف فریق کو بوقت ضرورت غلط الزامات دیدیے جائیں - یا کم از کم

اُنکي موافقت میں کوئي کلمه زباں سے نه نکالا جاے - وه کہتے هیں که یه مصالح جنگ هیں - غلط بیاني اور جهوٹ نہیں لیکن فی الحقیقت یه یورپ کا پولٹیکل اخلاق هے جس پر یورپ سے بیزار هوکر بهي هم شوق سے عمل کررهے هیں -

ابهي-اسي سال کي بات هے که علي گڈه میں پولیس کے اشتعال سے فساد هوا تها - جیساکه قاعده هے پولیس کے اشتعال اور تشدد سے پبلک بهي مشتعل هوئي ' اور پهر مشتعل هونے کے بعد اُس نے بهي وه سب کچهه کیا جو ایک پرجوش مجمع کي فطرت کیا کرتي هے - لیکن " اخبار انڈیپینڈنٹ " کے نامه نگار اور بعض دیگر مقامي لیڈروں نے اِس سے صاف صاف انکار کردیا وه آخر تک یہي کہتے رهے که مجمع نے کوئي انتقامي کارروائي نہیں کی - نه تو کوتوالي پر حمله کیا گیا - نه پولیس پر پتهر پهینکے گئے - نه کوتوالي کا سامان جلایا گیا - یه سب جهوٹ هے - حالانکه یه سب سچ تها ' اور سچ کو سچ ماننے هي میں هماري طاقت اور فتح مندي هے - آخر جب مہاتما گاندهی نے سختی کے ساتهه مضامین لکهے ' تب جاکر لوگ کہیں خاموش هوے - اس طرح کی هٹ دهرمیوں کا نتیجه یه نکلتا هے که حریف کی نظروں میں جو یقیناً اصلیت سے بے خبر نہیں هے ' همارے کریکٹر کی کمزوري خود کهل جاتی هے ' اور هماري بات بالکل هلکی اور بے وزن هوکر رهجاتی هے - همیں یاد نہیں پڑتا که آجتک کبهی کسي نے یه تسلیم کیا هو که اُسکے خلاف پولیس کا بیان صحیح هے - بلاشبه یه سچ هے که پولیس کي کذب بیانیوں کي بهی کوئي حد نہیں - لیکن انہیں جهوٹ گهڑنے کي ضرورت وهیں پڑتي هے جہاں اصل میں کچهه نهو - جہاں فی الواقع گورنمنٹ کے خلاف کارروائي کي گئي هے ' وهاں تو وه بهی اس سے زیاده نہیں کرینگے که مخالف کو مخالف هی دکهلائیں - یا کچهه مبالغه کردیں - پهر کیوں واقعات کو صریح جهٹلایا جاے ؟

(اُنکا عفو و تحمل اور روش کي متانت)

ایک بڑي سبق آموز حقیقت اُنکے روش کی کمال درجه سنجیدگی و متانت ' اور نہایت هي موثر عفو و درگذر بهی هے - یه وصف بهی ایسا هے که جس پر غور کرنے کی همارے قومی لیڈروں اور کارکنوں کو بڑي هی ضرورت هے -

یه قدرتی کمزوري هم تمام انسانوں میں هے که مخالف کے مقابلے میں غصه اور غیظ و غضب سے بهرجاتے هیں - علی الخصوص اس حالت میں جبکه مخالف

صاحب اختیار و طاقت بھی ہو - لیکن ایک لیڈر اور بڑے آدمی کو عام انسانوں سے زیادہ جذبات پر قابو رکھنا چاہیے - کسی انسان کی بڑائی کیلیے یہ کم سے کم بات ہے کہ وہ وقت پر اپنے غصہ کو ضبط کرسکے - بہت سے لوگ یہ غلطی بھی کرجاتے ہیں کہ شجاعت و ہمت اور طیش و غضب میں فرق نہیں کرتے - بہت زیادہ غصہ میں آ جانے کو ہمت اور بہادری کی بات سمجھتے ہیں - حالانکہ سچا بہادر وہی ہے جو تکلیف جھیلنے میں اسقدر مضبوط ہو کہ تکلیف دیکھکر اُسے غصہ ہی نہ آے - علاوہ بریں غصہ اور طیش کے ہیجان میں واقعات اور حقیقت کی تاثیر بھی نمایاں نہیں ہوسکتی -

مولانا کے طرز عمل کی ایک بڑی نمایاں بات اُنکی بیحد متانت اور سنجیدگی ہے - عدالت کی تمام کارروائیوں کی اثنا میں کہیں بھی یہ نظر نہیں آتا کہ وہ غصہ میں بھرے ہوے ہیں - یا دشمن کے قابو میں اپنے آپ کو پاکر پیچ و تاب کھا رہے ہیں - بر خلاف اسکے اُنکے "بیان" کی ہر سطر سے کامل متانت اور ضبط ٹپکتا ہے ' اور جس حصے کو دیکھا جاے ' جذبات کے جوش کا کوئی اثر نظر نہیں آتا - اُنہوں نے سخت سے سخت جوش انگیز پولیٹکل معاملات پر اس طرح بحث کی ہے ' گویا ایک شخص نہایت سادگی کے ساتھہ محض واقعات و حقائق پر لکچر دے رہا ہے - وہ گویا گرفتار ہونے کے بعد غضبی جذبات سے بالکل خالی ہوگئے تھے !

اس سے بھی زیادہ موثر مقام بیان کا خاتمہ ہے جہاں اُنہوں نے اُن تمام لوگوں کا ذکر کیا ہے - جو اُنکے خلاف مقدمہ میں کام کررہے تھے - اپنے مخالف گواہوں ' سرکاری وکیل ' اور مجسٹریٹ کی نسبت پوری خوشدلی کے ساتھہ لکھدیا ہے کہ اُنہیں کوئی شکایت یا رنج اُن سے نہیں ہے - اور اگر اُن سے کوئی قصور اس بارے میں ہوا ہے تو وہ سچے دل سے معاف کردیتے ہیں - مجسٹریٹ کی نسبت لکھا ہے کہ وہ تو اپنا فرض انجام دے رہا ہے اور حکومت کی مشینری کا ایک جزو ہے - جب تک مشینری میں تبدیلی نہو ' اُسکے اجزاء کے افعال میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی - پس اس سے بھی انہیں کوئی شکایت نہیں ہے !

اُنکے بیان کا خاتمہ بیحد موثر ہے - وہ ضرب المثل کی طرح ہمارے لٹریچر میں زندہ رہیگا - جس طرح بیان کے بہت سے جملے اپنی لفظی و معنوی

خوبصورتي و صداقت کي وجه سے همیشه یاد رکھے جائینگے - هم بیان کے مطالب کي اهمیت ' طرز بیان کي دلنشیني ' اسلامي حریت کي عالمانه ترجماني ' اور فرائض ملک و ملت کي بہترین سبق آموزي کی قدر و قیمت کا اندازہ ناظرین کے ذوق سلیم پر چھوڑتے هیں ' اور مولانا هی کے لفظوں میں یه کہکر اپني گذارش ختم کردیتے هیں که " مستقبل فیصله کریگا اور اسي کا فیصله آخري فیصله هوگا " !

نالہ از بہر رہائی نہ کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نہ بود !

ایک عظیـــم الشـــان بیان

A great Statement !

مہاتما گاندھي جي اپنے اخبار " ینگ انڈیا " کي اشاعت ۲۳ - فروري سنه ۲۲ - میں عنوان بالا سے رقم طراز هیں :

" مولانا ابو الکلام آزاد نے جو بیان عدالت میں دیا ھے ' اُسکي نقل ابھي میرے پاس پہنچي ھے - یه فلسکیپ سائز کے ۳۳ - صفحوں پر ٹائپ کیا ھوا ھے ' لیکن اسقدر طول طویل ھونے پر بھي سب کا سب پڑھنے کے قابل ھے - اصل بیان مولانا کي فصیح و بلیغ اردو میں ھوگا - یه اُسکا انگریزي ترجمه ھے - ترجمه برا نہیں ھے لیکن میں خیال کرتا ھوں که اس سے بہتر ممکن تھا -

مولانا کے بیان میں بہت بڑي ادبي خوبصورتي ھے ' وہ نہایت وسیع رواني کے ساتھه پرجوش بھي ھے - وہ نہایت دلیرانه ھے - اُسکا لہجه غیر متزلزل اور غیر آشتي طلب (ان کمپرو مائزینگ) ھے - مگر ساتھه ھي سنجیدہ اور متین بھي ھے - تمام بیان میں اول سے آخر تک ایک پرجوش اثر پایا جاتا ھے ' اور ایسا معلوم ھوتا ھے - گویا خلافت اور نیشنلیزم پر مولانا ایک پر اثر خطبه دے رھے ھیں ! میں امید کرتا ھوں که اس بیان کو چھاپکر شائع کردیا جائیگا - میں مولانا کے سکریٹري کو مشورہ دونگا که احتیاط کے ساتھه انگریزي ترجمه پر نظر ثاني کریں ' اور کتاب کي صورت میں چھاپکر شائع کردیں -

مولانا کا بیان پڑھکر جب میں فارغ ھوا ' تو ایک بات بہت زیادہ واضح ھوکر میرے سامنے آگئي - یعنی عدالتوں کو بائیکاٹ کرنے کي اصلي ضرورت کیا ھے ؟ میں نے محسوس کیا که اگر هم نے ایسا نه کیا ھوتا تو یه بے خوفي اور مضبوطي

هم میں کہاں ہوتی جو آج ہمارے اندر کام کررہی ہے ؟ مسٹر سی - آر - داس ' لالہ لاجپت رائے ' پنڈت موتی لال نہرو کے شریفانہ اعلانات سے پہلے ہمارے اندر صرف چھوٹے چھوٹے زبانی جھگڑے اور بامعنی گر الزامات تھے جو کبھی ایک قوم کو سر بلند نہیں کرسکتے -

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اگر ہم نے عدالتوں کا بائیکاٹ نہ کیا ہوتا تو ہمکو آج مولانا کے بیان جیسی گرانقدر چیز نہیں ملتی جو بجائے خود ایک بہترین سیاسی تعلیم ہے -

عدالتوں کے بائیکاٹ کا اثر صرف اسی چیز میں نہیں دیکھنا چاہیے کہ کتنے قانون پیشہ اصحاب نے پریکٹس چھوڑی ؟ اصلی چیز دیکھنے کی یہ ہے کہ آج سے دو سال پہلے جو ہما ہمی اور رونق عدالت گاہوں کے اندر باہر نظر آتی تھی ' وہ کس طرح اب مفقود ہوگئی ہے ؟ اب تو وہ صرف لین دین کرنے والوں اور قمار بازوں کی ایک کمین گاہ ہیں - نہ وہ قومی آزادی کا سرچشمہ ہیں ' نہ انفرادی آزادی کا - اس بات کا اندازہ کہ قوم کیسی تیزی کے ساتھہ آگے بڑھہ رہی ہے ؟ صرف بہادر اور بے خوف دلوں کے جذبات دیکھنے ہی سے ہوسکتا ہے -

مولانا کے بیان کا روئے سخن اگرچہ عدالت کی طرف ہے ' لیکن دراصل وہ ملک و ملت سے خطاب کر رہے ہیں - فی الحقیقت اُن کا بیان ایسا ہے گویا عمر بھر کیلیے سخت سے سخت سزؤں کا مطالبہ کیا جا رہا ہے !

ایک سال قید با مشقت سزا کا فیصلہ سنکر مولانا نے کیا خوب کہا : "(میں جس سزا کا متوقع تھا ' اُس سے تو یہ بہت ہی کم ہے" !)

اب میں مولانا کے بیان کے چند حصے نقل کرتا ہوں ' تا کہ ناظرین خود اندازہ کرلیں "

(نـــوٹ)

اسکے بعد مولانا کے بیان کا انگریزی ترجمہ درج کیا گیا ہے - انگریزی ترجمہ کی نسبت مہاتما جی نے جو خیال ظاہر کیا ہے وہ صحیح ہے -

بلا شبہ ترجمہ میں اصل بیان کی بہت سی ادبی خوبیاں مفقود ہوگئیں - وہ زور بھی باقی نہ رہا جو اصل میں موجود ہے - لیکن ترجمہ کی مشکلات اور وقت کی کوتاہی پر بھی نظر رکھنی چاہیے - علی الخصوص ایک ایسے لٹریچر کیلیے جیسا کہ مولانا کا ہے - بہرحال اب مہاتما جی کے ارشاد کے مطابق انگریزی ترجمہ کی از سرنو نظر ثانی کردی گئی ہے - ایک مسلم انگریزی انشا پرداز بھی مشورہ میں شریک ہیں - امید ہے کہ پہلے سے زیادہ پر زور اور مکمل ہوگا - اگرچہ اصل کے محاسن اب بھی ترجمہ میں نظر نہیں آسکتے - اُردو ایڈیشن کی طرح وہ بھی رسالہ کی شکل میں چھپ رہا ہے - جن حضرات کو مطلوب ہو ' مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی سے منگوالیں -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

وقل الحمد للہ - سیریکم آیاتہ فتعرفونہا ' و ما ربک بغافل عما تعملون -

مباش غمزدہ عرفی کہ زلف و قامت یار

جزاء ہمت عالی و دست کوتہ ماست !

آج ۸ - دسمبر ۱۹۲۱ - کی صبح ہے - کل شام کو مجھے قابل وثوق ذرائع سے اطلاع ملگئی ہے کہ گورنمنٹ بنگال نے ویسراے کے مشورہ کے بعد میری اور مسٹر سی - آر - داس کی گرفتاری کا فیصلہ کرلیا - میری نسبت گورنمنٹ کا ارادہ یہ ہے کہ اگر میں گیارہ تاریخ تک کلکتہ سے باہر نہ گیا تو مجھے گرفتار کرلیگی ' لیکن اگر میں بدایون کے جلسہ جمعیۃ العلماء کیلیے چلا گیا تو پھر گویا اسکے سر سے بلا ٹل جائیگی - صرف مسٹر داس گرفتار کرلیے جائینگے -

میرا وقت تمام تر بنگال سے باہر ہندوستان کے کاموں میں خرچ ہوتا رہا ہے - اِسوقت بھی میں تحریک کے نہایت اہم کاموں میں مشغول تھا ' اور ۲۵ - دسمبر تک کا پروگرام میرے سامنے تھا - لیکن اچانک بنگال میں گورنمنٹ کی نئی سرگرمی شروع ہوگئی ' اور اسکے بعد دوسرے صوبوں میں بھی اسکی تقلید کی گئی - میں کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے جلسہ کی وجہ سے بمبئی میں تھا - مہاتما گاندھی جی سے میں نے مشورہ کیا - اُنہوں نے کہا کہ چند دنوں کیلیے کلکتہ چلاجانا ضروری ہے - چنانچہ یکم دسمبر کو میں کلکتہ پہونچا - میں نے دیکھا کہ گورنمنٹ نے آخری حد تک تشدد کا ارادہ کرلیا ہے ' اور کوئی ناجائز طریقہ ایسا نہیں ہے جو ۲۴ - کی ہڑتال روکنے کیلیے عمل میں نہ آرہا ہو - تاہم لوگ پوری استقامت کے ساتھہ صبر و سکون پر قائم ہیں -

میرا پہلا کام یہ تھا کہ لوگوں کے ایمان اور استقامت دونوں کی نسبت اطمینان حاصل کرلوں - یہ اطمینان مجھے ۵ - تک حاصل ہوگیا ' اب میں نے سوچا کہ کلکتہ سے باہر جاؤں یا نہ جاؤں ؟ بدایوں کے جلسۂ جمعیۃ میں جانا بھی نہایت ضروری تھا - ۶ تک میں مذبذب رہا - میں نے مہاتما گاندھی جی کو لکھدیا کہ بقیہ کاموں کیلیے مسٹر سی - آر - داس کافی ہونگے - میں بدایوں ہوکر بمبئی آتا ہوں - لیکن ۶ - کی شام کو یکایک حالات نے دوسری شکل اختیار کرلی میں نے محسوس کیا کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے' اور گویا مقابلہ کا فیصلہ کن میدان یہیں پیدا ہوگیا ہے - پس میرے لیے ضروری ہوگیا کہ تمام کاموں کو ترک کرکے کلکتہ کیلیے وقف ہو جاؤں - میں نے فیصلہ کرلیا کہ اب میں یہیں رہونگا - یہانتک کہ گورنمنٹ جابرانہ احکام واپس لیلے' یا مجھے گرفتار کرلے -

میں نے یہ بھی دیکھا کہ گورنمنٹ نے خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کو بالکل توڑ دینے اور معطل کردینے کا ارادہ کرلیا ہے - ایک ایک کرکے تمام کارکن گرفتار کیے جارہے ہیں - قومی اخبارات بھی عنقریب بند کردیے جائینگے - مسٹر داس بالکل تنہا رہگئے ہیں اس بنا پر بھی میرے لیے کلکتہ چھوڑنا ناممکن تھا -

یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ بنگال مجھے گرفتار کرنے سے بچنا چاہتی ہے' اور منتظر ہے کہ میں کلکتہ سے باہر چلا جاؤں - گورنمنٹ کے ایک بھیجے ہوے دوست نے مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں کی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے ' اور میرا موجودہ فرض تعمیل نہیں ہے بلکہ خلاف ورزی -

میں نے پوری طرح غور کرکے یہ فیصلہ کیا ہے - بلا شبہ بہت سے کاموں کیلیے میں اپنی موجودگی ضروری دیکھتا ہوں کام اور ضرورت کا یہ حال ہے کہ جسقدر بھی مہلت ملجاے اُس سے کام لینا چاہیے - لیکن اللہ کے فضل نے کلکتہ میں جو میدان عمل پیدا کردیا ہے' وہ بھی ہراعتبار سے مجھے قیمتی اور اہم معلوم ہوتا ہے - میں یقین رکھتا ہوں کہ میرا انتخاب غلط نہ ہوگا -

گورنمنٹ نے میری گرفتاری کا فیصلہ کرکے مجھے ایک بہت بڑے بوجھ سے نجات دیدی - خدا بہتر جانتا ہے کہ میرے لیے اب جیل سے باہر رہنا کسقدر تکلیف دہ ہوگیا تھا ؟ جو چلے جاتے ہیں انہیں کیا معلوم کہ پیچھے رہجانے والوں کے دلوں پر کیا گذرتی ہے ؟ محمد علی ' شوکت علی ' لالہ لاجپت رائے ' پنڈت موتی لال نہرو ' سب کا سفر پورا ہوگیا ' اور میں اب تک منزل کے انتظار میں تھا - اب منزل میرے سامنے ہے ' اور میرا دل خوشی سے معمور ہے کہ ایک آخری مگر فتحمند میدان اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہوں - میں نے کلکتہ کے موجودہ میدان عمل کو " آخری اور فتح مند میدان " کہا - یہ میرا یقین ہے ' اور عنقریب تمام ملک دیکھہ لیگا کہ جو کام دو سال کے اندر تمام ملک میں انجام نہ پاسکا ' وہ ان چند دنوں کے اندر کلکتہ میں انجام پا جائیگا - ولتعلمن نباہ بعد حین -

البتہ اس آخری کام کی تکمیل اور مضبوطی کیلیے ایک آخری مرحلہ باقی ہے ' اور میں بے فکر ہوگیا ہوں کہ گورنمنٹ بنگال کے ہاتھوں وہ بھی پورا ہوجائیگا - اگر دو تین دن کے اندر مجھے اور مسٹر سی - آر - داس کو گرفتار کرلیا گیا ' تو یہ نہ صرف کلکتہ بلکہ تمام بنگال کو ایک نئی بیداری اور زندگی سے معمور کردیگا - بنگال کو ہم دو سال تک آزاد رہکر بیدار نہ کرسکے ' لیکن ہماری گرفتاری ایک ہفتہ کے اندر بیدار کردیگی -

مطمئن ہوں - اسیے باہمت اور سرگرم صدر سیٹھہ چھٹانی صاحب کی موجودگی ہر طرح کفایت کرتی ہے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹری منتخب ہوچکے ہیں ' اور نہایت سرگرمی سے کام کررہے ہیں - انکی اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کھتری پیشتر سے موجود ہیں - مجھے امید ہے کہ دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نہ کرینگے گرفتاری اُن کیلیے آخری دعوت عمل ہوگی - جو حقیقت تین سال کی پیہم تقریروں اور تحریروں سے میں نہیں سمجھا سکا تھا ' وہ میری گرفتاری کی خاموشی سمجھا دیگی -

اسطرح گورنمنٹ بنگال صرف بنگال ہی کیلیے نہیں بلکہ تمام ملک کیلیے ایک بہترین خدمت انجام دے رہی ہے -

(اولیـــن مبـــارکبـــاد)

اگر میں گرفتار ہوگیا تو مہاتما گاندھی جی کو میرا یہ پیام پہونچا دیا جائے :

" میں آپکو آپکی فتح یابی پر سب سے پہلے مبارکباد دیتا ہوں ' اس مبارکبادی کیلیے آپ مجھے جلد باز نہ سمجھیں - میں اُس اٹل وقت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھہ رہا ہوں ' اور چاہتا ہوں کہ اسکی مبارکباد دینے میں کوئی دوسرا مجھہ پر سبقت نہ کر جائے - آپکے ساتھہ انسانی رفاقت روز بروز گھٹ رہی ہے ' مگر خدا کی مدد بڑھتی جاتی ہے - بمبئی کے حادثہ نے آپکے دل کو بہت صدمہ پہنچایا - میں آپکو افسردہ اور غمگین دیکھکر نہایت درد مند ہوا تھا - لیکن اب کلکتہ اٹھا ہے ' تاکہ غمگینی کی جگہہ خوشی اور کامیابی کا تحفہ آپکے سامنے پیش کرے - آپ نے ۲۵ - نومبر کی شام کو جب مجھہ سے کلکتہ کے بارے میں گفتگو کی ' تو میں نے آپکو اطمینان دلایا تھا - میں خوش ہوں کہ میرا اطمینان بالکل صحیح نکلا - کلکتہ میں میں پندرہ سال سے کام کر رہا ہوں - نصف صدی کی خاندانی زندگی رکھتا ہوں ' اسلیے میرا اطمینان علم و یقین پر مبنی تھا - گذشتہ تین سال کے اندر تحریک خلافت کے سب سے اہم کام کلکتہ ہی کے مسلمانوں نے انجام دیے ہیں - اب آخری منزل میں بھی پہلا قدم وہی اٹھائیگا - اسنے با امن قربانی کا راز پالیا ہے - وہ نہ تو بھڑکیگا ' نہ بجھیگا ' مگر اسکی آگ برابر سلگتی رہیگی - با امن سول ڈس

مجھے اس سے مطلع بھی کردیا ہے ' لیکن افسوس ہے کہ گورنمنٹ کی تمام خواہشوں "
کی طرح یہ خواہش بھی میری خواہش سے متضاد ہے ' اور میرا موجودہ فرض

ــــــــــ ہے بلکہ خلاف ورزی -

سب پر غالب رہوگے ' اگر سچا ایمان اپنے اندر پیدا کر لو -

ــــــــــ سے کاموں

ہماری تمام فتح مندیوں کی بنیاد چار سچائیوں پر ہے ' اور میں اسوقت بھی ملک کے ہر باشندے کو انہی کی دعوت دیتا ہوں :

(۱) ہندو مسلمانوں کا کامل اتفاق -

(۲) امن -

(۳) نظم -

(۴) قرباني اور اسکي استقامت -

اپني نظر سے پوشیدہ نہیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاهیے' اور اسکي حفاظت آپ هي کے هاتهه میں ہے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک هونا چاهیے' اور جمعیة العلماء کی جانب [illegible]

میں مسلمانوں سے خاص طور پر دو باتیں اور بهي کهونگا - ایک یه که اپنے هندو بهائیوں کے ساتهه پوري طرح متفق رهیں - اگر انمیں سے کسي ایک بهائي یا کسي ایک جماعت سے کوئي بات نادانی کي بهي هو جاے تو اسے بخشدیں' اور اپني جانب سے کوئي بات ایسي نه کریں' جس سے اس مبارک اتفاق کو صدمه پہنچے - دوسري بات یه ہے که مہاتما گاندهي جي پر پوري طرح اعتماد رکهیں' اور جب تک وہ کوئي ایسي بات نه چاهیں (اور وہ کبهي نه چاهینگے) جو اسلام کے خلاف هو' اسوقت تک پوري سچائي اور مضبوطي کے ساتهه انکے مشوروں پر کاربند رهیں -

(مرکزي خلافت کمیٹي)

مرکزي خلافت کمیٹي کے کاموں کي طرف سے میں مطمئن هوں - اسکے باهمت اور سرگرم صدر سیٹهه چهٹاني صاحب کي موجودگي هر طرح کفایت کرتي ہے - میرے عزیز ڈاکٹر سید محمود سکریٹري منتخب هوچکے هیں' اور نہایت سرگرمي سے کام کر رہے هیں - انکي اعانت کیلیے مسٹر احمد صدیق کهتري پیشتر سے موجود هیں - مجهے امید ہے که دفتر کے تمام اخوان و ارکان اُن باتوں کو فراموش نه کرینگے جو گذشته قیام بمبئي کے موقعه پر میں نے اُنسے کهي تهیں - اُنکي متحده زندگي اور سعي هماري عدم موجودگي کي پوري طرح تلافي کردیگي -

(حکیم محمد اجمل خاں صاحب)

حکیم صاحب کو میرا پیام پہنچا دیا جاے' که اب آپکي دوش همت پر

صرف آپ هي کے فرائض کا نهيں بلکه هم سب کا بوجهه آ پڑا هے - حکمت الهي ۵ منشا ايسا معلوم هوتا هے که باهر کے تمام کام آخر تک آپ هي انجام ديں - بهتر يه هے که اب آپ بمبئي تشريف ليجائيں اور دهلي کي فکر چهوڑ ديں -

[illegible]

کيليے آپ مجهے جلد باز نه سمجهيں - ميں اُس اٹل وقت کو اپني آنکهوں کے سامنے ديکهه رها هوں ، اور چاهتا هوں که اسکي مبارکباد دينے ميں کوئي دوسرا مجهه پر سبقت نه کرجاے - آپکے ساتهه انساني رفاقت روز بروز گهٹ رهي هے ، مگر خدا کي

[illegible] حادثه نے ايک [illegible] ميں

آخر تک فراهمي کا سلسله جاري رهے -

ميرا اراده تها که دسمبر کے وسط ميں ايک خاص تاريخ عام وصولي کيليے قرار دي جاے ، اور جسطرح مردم شماري کے وقت انتظام هوتا هے ، اسي طرح هر جگه انتظام کيا جاے - پہلے سے اعلان کرديا جاے که فلاں وقت چنده کرنے والے نکلينگے - هر شخص حتي الامکان اپنے مکان ميں رهے - پهر وصول کرنے والے تمام شهر ميں پهيل جائيں اور هر مسلمان کے آگے دست سوال دراز کريں - کم از کم ايک مرتبه تو ايسا هو جانا چاهيے که هندوستان کا هر مسلمان حفاظت اسلام و خلافت کے ليے کچهه نه کچهه مالي قرباني کرے ؟

ليکن کلکته پهنچکر جب ملک کي عام حالت پر نظر ڈالي تو يه وقت اسکے ليے موزوں معلوم نه هوا - ميں چاهتا هوں که احمد آباد خلافت کانفرنس ميں اسکا اعلان هو جاے ، اور جنوري کے پہلے هفته کي کوئي تاريخ مقرر کردي جاے -

(جمعية العلماء)

کا وجود اسوقت سب سے زياده اهم اور سب سے زياده ذمه دار هے - وه علماء کا مجمع هے ، اور علماء کے سوا کوئي نهيں جسے مسلمانوں کي ديني و دنيوي رهنمائي و پيشوائي کا منصب حاصل هو - جمعية کے سامنے اسوقت ايک نهايت اهم اسلامي مسئله تها - الله تعالى تمام ارکان جمعية کو توفيق دے که اجتماع بدايوں ميں کامل اتفاق و اجماع کے ساتهه کسي بهتر فيصله پر پهنچيں - سر دست ميں ارکان جمعية سے به ادب عرض کرونگا :

(۱) آپ سب کا باهمي اتحاد هر حال میں ضروري اور تمام مقاصد کیلیے بنیاد کار هے -

(۲) هندو مسلمانوں کے اتفاق کي ضرورت و اهمیت اور شرعي استحسان آپکي نظر سے پوشیده نہیں - اسکي پوري طرح حفاظت کرني چاهیے' اور اسکي حفاظت آپ هي کے هاتهه میں هے -

(۳) احمد آباد کانگریس میں تمام علماء اسلام کو اور خاصة ارکان جمعیة کو ضرور شریک هونا چاهیے ' اور جمعیة العلماء کي جانب سے اسکا اهتمام کرنا چاهیے -

(۴) لاهور میں ارکان عامه کي جو تجویز منظور هوئی هے ' اسپر فوراً عمل در آمد شروع هو جاے' اور جهانتک جلد ممکن هو مجوزۂ تعداد ممبروں کي بهم پہنچائي جاے -

(گـــورنمنت بنـــگال)

آخر میں مجھے گورنمنت بنگال کیلیے بهي ایک پیغام لکهنا هے : " ۲۴ - کي هڑتال ضرور هوگي ' اور خلافت اور کانگریس رضاکاروں کا سلسله هماري گرفتاري کے بعد دوگني طاقت کے ساتهه جاري رهیگا "

عـزیـــزان ملـــک و ملت !

میں چار سال نظر بند رهنے کے بعد دسمبر سنه ۱۹۱۹ع میں رها هوا ' اور دو سال کے بعد اب پهر جیل جا رها هوں - الله آپ سب کا مددگار هو' اور راه خدمت حق میں مستقیم رکهے : و افوض امري الی الله ' ان الله بصیر بالعباد !

۸ دسمبر - کلکته

احمد

گــــرفتـــاري

۱۰ - دسمبر سنه ۲۱ء - جمعه

شهپر زاغ و زغن زیبائے صیـد و بنـد نیست
این کرامت همرہ شہباز و شاهین کـردہ اند !

۲ - دسمبر سے مولانا اور مسٹر سي - آر - داس کي گرفتاري کي افواہ گرم تهي - لیکن ۷ - کو قابل وثوق ذرائع سے اسکي تصدیق هوگئي - تاهم ۱۰ - تـک گرفتاري عمل میں نہیں آئي - ۸ - اور ۹ - کو صرف یه نظر آیا که بڑي کاوش کے ساتهه دریافت کیا جا رہا هے که مولانا بدایون کے جلسۂ جمعیة العلماء کیلیے جا رهے هیں یا نہیں ؟ اگرچه کئي دن پیشتر سے اسکا اعلان هوچکا تها که اب وہ کلکته سے باهر نه جائینگے اور سفر کا پورا پروگرام منسوخ کردیا گیا هے - حتی که بعض درمیاني اشخاص سے بهي اُنہوں نے زباني صاف صاف کہدیا تها - تاهم معلوم هوتا هے که آخر تـک اُنکے سفر کي توقع باقي تهي ' اسلیے تفتیش جاري رهي -

بدایون کا جلسه ۱۰ - ۱۱ - تاریخ کو تها - اُسکے لیے کلکته سے روانگي کي آخري تاریخ ۸ - تهي - یا حد درجه ۹ - پس گویا ۹ - کي شام تـک اُسکا انتظار کیا گیا -

اس اثناء میں رضا کارونکي تنظیم اور تبلیغ کا کام روز بروز ترقي کرتا جاتا تها - روزانه گرفتاریوں کي تعداد بهي روز افزوں تهي - ۱۰ - کي صبح تـک ایک هزار سے زیادہ رضا کار گرفتار هوچکے تهے -

۹ - کو مولانا اور مسٹر داس نے آئندہ کام کے نظام کي نسبت از سرنو مشورہ کیا ' اور یه بات بهي طے کردي گئي که اگر وہ دونوں به یک دفعه گرفتار کرلیے گئے ' تو مسٹر شیام سندر چکرورتي اُنکي جگهه کام کرینگے - وہ بهي گرفتار هوگئے تو یکے بعد دیگرے فلاں فلاں اصحاب کام هاتهه میں لیتے رهینگے -

۱۰ - کو ساڑھے چار بجے مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر اسپیشل برانچ ایک یورپین انسپکٹر پولیس کے ہمراہ آئے ، اور مولانا کو دریافت کیا - مولانا اوپر کی منزل میں اپنے نوشت و خواند کے کمرے میں تھے ، اور مسٹر فضل الدین احمد کو خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے - انہوں نے مسٹر گولڈی کو وہیں بلوالیا - مسٹر گولڈی نے سلام کے بعد کہا ۔ کیا وہ انکے ہمراہ چلینگے ؟ وہ انہیں لینے کیلیے آئے ہیں ۔ مسٹر احمد نے پوچھا - کیا آپکے ہمراہ وارنٹ ہے ؟ جواب میں انکار کیا گیا - مگر مولانا نے کہا وہ بلا وارنٹ کے بھی جانے کیلیے مستعد ہیں - اسکے بعد وہ اندر مکان میں گئے اور پانچ چھہ منٹ کے بعد واپس آکر جانے کیلیے مستعدی ظاہر کی - انسپکٹر نے کہا ۔ اسقدر جلدی نہ کیجیے - اگر کوئی چیز اپنے آرام کیلیے ساتھہ لینا چاہتے ہیں تو لے لیجیے - لیکن انہوں نے صرف ایک گرم چادر اوڑھہ لی - اور کوئی چیز ساتھہ نہ لی ۔

جاتے وقت انہوں نے صرف یہ کہا : " کلکتہ اور باہر کے تمام احباب اور قومی کارکنوں کو میرا پیام پہنچا دیا جاے کہ تمام لوگ اپنے اپنے کاموں میں پوری مستعدی کے ساتھہ مشغول رہیں - مجھسے ملنے کیلیے کوئی شخص نہ آئے ۔ نہ اپنی جگہہ اور اپنے کام کو چھوڑے - گرفتاریوں کو ایک معمولی اور متوقع واقعہ کی طرح محسوس کرنا چاہیے - کسی طرح کی خلاف معمول اہمیت نہیں دینی چاہیے ۔ مجھے بڑا ہی رنج ہوگا اگر کسی ، کارکن نے میری ملاقات کیلیے اپنا ایک گھنٹہ بھی ضائع کیا "

اسکے بعد وہ روانہ ہوگئے - مسٹر گولڈی موٹر کار تک ساتھہ گئے جو مکان سے کسی قدر فاصلے پر کھڑی کی گئی تھی - لیکن مولانا کے ساتھہ صرف انسپکٹر بیٹھا ۔ وہ خود دوسری کار پر چلے گئے -

اس طرح زیادہ سے زیادہ دس منٹ کے اندر کامل سکون اور خاموشی کے ساتھہ یہ معاملہ انجام پا گیا - کسی شخص نے بھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی نئی بات پیش آئی ہے - ایسا معلوم ہوتا تھا - گویا روز مرہ کا ایک معمولی واقعہ ہے جس میں دونوں فریق کیلیے کوئی خلاف توقع بات نہ تھی - جو لوگ آے ، وہ بھی

بالکل سنجیدہ اور معمولی انداز میں تھے ' اور جو گیا ' وہ بھی اپنی معمولی متین اور شگفتہ حالت میں تھا - دفتر کے تمام لوگوں کو تو ایسا معلوم ہوا ' گویا وہ اپنے روزانہ معمول کے مطابق کانگرس آفس میں جا رہے ہیں !

ٹھیک اسی وقت مسٹر کڈ ڈپٹی کمشنر پولیس مع دو تین بنگالی انسپکٹروں کے مسٹر سی - آر - داس کے یہاں گئے - اور انہیں اپنے ساتھہ لے آئے -

جو سادہ طریقہ گرفتاری کیلیے اختیار کیا گیا ' وہ بالکل نیا ہے - اس سے پہلے کبھی یہ روش اختیار نہیں کی گئی تھی - کوئی گرفتاری بھی ہمیں یاد نہیں جو بغیر پولیس اور فوج کی نمائش کے عمل میں آئی ہو - خود مولانا کو سنہ ۱۹۱۶ میں جب نظر بند کیا گیا ' تو رات کی پچھلی پہر کا محفوظ وقت اسکے لیے منتخب کیا گیا تھا ' اور ایک فوجی حملہ کی شان سے قوت کی نمائش ہوئی تھی - تین بجے پولیس افسروں اور سپاہیوں کی مسلح جماعت ڈپٹی کمشنر کے ماتحت پہنچی - جسمیں علاوہ سپرنٹنڈنٹ سی - آئی - ڈی کے ' سپرنٹنڈنٹ پولیس ' ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ' دو انسپکٹر ' اور پانچ سب انسپکٹر بھی تھے - اور سب انسپکٹروں کے سوا سب کے ہاتھوں میں ریوالور تھے - سپاہیوں نے پہلے دور تک سڑک کی ناکہ بندی کی ' پھر مکان کا محاصرہ کرلیا - اسکے بعد دروازہ پر دستک دی گئی - برخلاف اسکے اس مرتبہ معمولی انتظام بھی نہیں کیا گیا - صرف دو آدمی بلا یونی فارم کے معمولی ملاقاتیوں کی طرح آگئے ' اور چپ چاپ اپنے ساتھہ لیگئے - پولیس کی وردی اور فوج کے اسلحہ کا نام و نشان بھی نہ تھا -

مولانا جس مکان میں رہتے ہیں ' وہ علاقہ کے تھانے سے بالکل ملا ہوا ہے - صرف دیوار بیچ میں حائل ہے - لیکن تھانے میں بھی کوئی طیاری نمایاں نہیں کی گئی -

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب گورنمنٹ نے کم از کم دو باتیں ضرور سمجھہ لی ہیں جنکے سمجھنے سے اب تک اسے انکار تھا - اول یہ کہ ملک کے لیڈر جب کہتے ہیں کہ گرفتار ہو جانے کیلیے بالکل طیار ہیں ' تو یہ کوئی ڈپلومیسی نہیں

ہے بلکہ واقعی انکے دل کی سچی آواز ہے - پس اُنکو گرفتار کرنے کیلیئے کسی اهتمام کی ضرورت نہیں - صرف اطلاع دیدینا هی کافی ہے - دوسرے یہ کہ ایسے موقعوں پر طاقت کی نمائش هی سے گرفتاري کا کام مشکل هوجاتا ہے - غیر معمولی اهتمام اور پولیس کا هجوم دیکھکر فوراً پبلک معلوم کرلیتي ہے - کہ گرفتاري کیلیے لوگ آئے هیں ' اور پھر اچانک عوام میں بھی جوش اور سرگرمي پیدا هوجاتی ہے - اگر ایسا نہ کیا جاے تو گرفتاري کا بر وقت کسی کو بھی علم نہو ' اور نہایت آسانی اور تیزي سے کام انجام پا جاے -

چنانچہ مولانا کی گرفتاري کا واقعہ خود اطراف و جوانب کے لوگوں کو بھی اُسوقت معلوم هوا ' جب شہر میں اسکا اعلان کیا گیا - جاتے وقت بہت سے لوگوں نے اُنہیں موٹر کار میں ایک یوروپین کے ساتھہ بیٹھے دیکھا ' لیکن کسی کو بھی یہ خیال نہ هوا کہ وہ جیل میں جا رہے هیں - جب وہ موٹر کار میں سوار هو رہے تھے تو حسب معمول کچھہ دوکاندار اور کچھہ راهگیر سلام کرنے کیلیے جمع هوگئے ' جیسا کہ وہ هر روز آتے اور جاتے کیا کرتے تھے ' لیکن اُنہوں نے بھی کوئی غیر معمولی بات محسوس نہیں کي - فی الحقیقت یہ طریقہ فریقین کیلیے هر طرح آرام دہ اور بہتر ہے - کاش گورنمنت ابتدا سے اسي پر عمل در آمد کرتي تو بہت سی دقتیں اور پریشانیاں نہ اُسے پیش آتیں ' نہ ملک کو -

مولانا کو پہلے پولیس کمشنر کے آفس میں پہنچایا گیا - تقریباً بیس منٹ وهاں بیٹھے هونگے کہ مسٹر سي - آر - داس بھی وهیں پہنچا دیے گئے - پھر ایک موٹرکار لائی گئی ' اُسمیں دونوں سوار هوے - ایک یوروپین پولیس افیسر موٹر ڈرائیور کے ساتھہ بیٹھہ گیا - اور موٹر پریسیڈنسی جیل (علی پور) کی طرف روانہ هوگئی - موٹر کار اُسوقت بھي بالکل کھلي تھي - پریسیڈنسي جیل میں پیشتر سے اطلاع دیدي گئي تھي اور تمام انتظامات مکمل تھے - پولیس افیسر نے دونوں صاحبوں کو جیلر سے ملایا ' اور اُسکے حوالے کرکے واپس چلا آیا -

مولانا نے جیل کے آفس میں مغرب کی نماز پڑھی - نماز کے بعد سپرنٹنڈنٹ سے انہیں ملایا گیا - یہ در اصل سپرنٹنڈنٹ کے سامنے قیدیوں کو حسب قاعدہ پیش کرنا تھا - سپرنٹنڈنٹ نے کہا - میں نے کھانے کیلیے حکم دیدیا ھے - نہیں معلوم اس حکم کا مقصد کیا تھا ؟ کیونکہ اسکا کوئی نتیجہ ظہور میں نہیں آیا - اگر مقصد یہ تھا کہ تمھارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ھے تو باوجودیکہ دونوں صاحبوں کے یہاں تیلیفون ھے، لیکن کوئی اطلاع انکے یہاں نہیں دی گئی - اگر مقصود جیل کے کھانے سے تھا تو جس وارڈ میں وہ رکھے گئے، وھاں کوئی انتظام کھانے کا نہ تھا -

اسکے بعد وہ یوروپین وارڈ میں پہنچا دیے گئے، جہاں الگ الگ کمروں میں فوراً مقفل کردیا گیا - کمروں پر گورکھا سپاھیوں کا پہرہ تھا -

یہ وارڈ جیل کا بہتر حصہ سمجھا جاتا ھے - اور یہاں صرف انڈر ٹرایل یورو پین قیدی رکھے جاتے ھیں - یہ دو منزلہ عمارت ھے - اوپر نیچے پانچ پانچ کمرے ھیں - ھر کمرہ دس فیت طول و عرض کا ھوگا - ھر کمرہ میں ایک صراحی، تام چینی کا کٹورا، استول، اور ایک تیبل ھوتا ھے - سونے کیلیے ٹات کی گدیلی اور دو کالے کمل ھوتے ھیں، جو جیل میں مستعمل ھیں - تکیہ کی جگھہ ٹات کی ایک پتلی اور چھوتی سی گدیلی سرھانے لگی ھوتی ھے -

مولانا نے بعد کو بیان کیا " ھم لوگ تقریباً سات بجے اپنے اپنے کمروں میں بند کیے گئے - ساڑھے سات بجے میں نے دروازہ کی سلاخوں سے آسمان کو دیکھا تو عشاء کا وقت اچھی طرح آچکا تھا - میں نے عشاء کی نماز پڑھی - دو چار گھونت پانی کے پیے اور لیت گیا - دو سال کے بعد یہ پہلا موقعہ ھے کہ مجھے اسقدر جلد اور ایسی گہری نیند آگئی - برسوں سے میری نیند بہت کمزور ھوگئی ھے - آجکل یہ حال تھا کہ گیارہ بارہ بجے لیتتا تھا - ایک دو گھنتے کے تکلیف دہ انتظار کے بعد کہیں نیند آتی تھی - وہ بھی اسقدر کمزور کہ ذرا سی کھڑکھڑاھت خلل ڈالدیتی تھی - لیکن اس رات ساڑھے آٹھہ بجے لیتا، اور لیتتے ھی سوگیا - تین بجے

سے پہلے آنکھه نه کھلي - سنتري کے فوجي بوٹوں کي آواز سیمنٹ کے برامدے میں بڑے زور سے هورهي تهي - لیکن میري نیند میں ذرا بهي خلل نه پڑا "

" یه اطمینان اور بے فکري صرف اسلیے نه تهي که جیل میں آگیا ' بلکه اسلیے تهي که کاموں کي تکمیل کیلیے مجهے اپني گرفتاري کے ضروري هونے کا کامل [illegible] تهي - [illegible] کے سامنے نه جانا پڑا - [illegible]

عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئي ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا هے ' آسي [illegible]

پہلے اسي وارڈ میں مولوي عبد الرزاق ایڈیٹر پیغام ' بابو پدم راج جین ' مسٹر داس کے لڑکے ' اور کئي پولیٹکل قیدي رکهے گئے تهے ' لیکن جب یه دونوں صاحب یہاں لائے گئے تو دوسرے دن صبح هي سب کو دوسرے وارڈ میں بهیجدیا گیا -

صبح کو کرنیل هملٹن سپرنٹنڈنٹ اور جیلر وارڈ میں آئے - کرنیل هملٹن اپني ذات سے ایک شریف سویلین هیں - معلوم هوتا تها که حالات کي نوعیت سے وه متاثر هیں ' اور ایک طرح کي شرمندگي محسوس کررهے هیں - اگرچه یه بات بالکل واضح تهي مگر پهر بهي وه بار بار کہتے " مجهے اس معامله سے کوئي تعلق نہیں - میں صرف احکام کي تعمیل کررها هوں - هم لوگوں کو جیل میں آپ جیسے لوگوں سے کبهي سابقه نہیں پڑا - میں پریشان هوں که کیا کروں ؟ - آپ کو مجهسے کوئي شکایت نہیں هوني چاهیے "

جواب میں انسے کہا گیا که " درخواست ' خواهش ' شکایت ' ان جذبات سے همارے دل بالکل خالي هوچکے هیں "

سپرنٹنڈنٹ نے یه بهي کہا که میں صرف یهي ایک صورت اپنے اطمینان کي دیکهتا هوں که آپکو اپني جگهه دیدوں اور خود آپکے ان کمروں میں چلا آؤں - مسٹر داس نے کہا " لیکن اگر میں سپرنٹنڈنٹ بنادیا گیا تو فوراً استعفا دیدونگا "

معلوم هوا که انکے متعلق حکام جیل بلا چیف سکریٹري گورنمنٹ بنگال کے استصواب کے خود کچهه نہیں کرسکتے - یه حکم آچکا هے که ان لوگوں کو کسي شخص سے ملنے نه دیا جائے - حتی که عزیز و اقارب سے بهی - اخبارات کے دینے کي بهي قطعي

ممانعت ہے - یوروپین وارڈ تو " انگلشمین " دیا جاتا ہے لیکن انکے لیے وہ بھی ممنوع قرار پایا کیونکہ باہر کی خبریں اُس میں بھی درج ہوتی ہیں - صرف بستر اور کھانا لے لیا گیا - اور سپرنٹنڈنٹ نے تھوڑی دیر کے بعد اپنے آفس سے دو کرسیاں بھیجدیں -

(" لا " اینڈ " آرڈر ")

یہ تھا کہ تمہارے مکان سے کھانا طلب کرلینے کا حکم دیدیا ہے تو باوجودیکہ دونوں [illegible] دی گئی - اگر مقصود جیل جا سکتی ہے - انکے معاملہ میں بھی ابتدا سے اسکی نمایش شروع ہوگئی -

گرفتاری جمعہ کے دن سہ پہر کو ہوئی - اُس دن کورٹ بند نہ تھا - وارنٹ لیا جاسکتا تھا لیکن کوئی وارنٹ حاصل نہیں کیا گیا - گرفتاری کے بعد حسب قاعدہ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا چاہیے ' اور جب تک پیش نہ ہوں ' پولیس کے چارج میں رہنا چاہیے نہ کہ جیل میں - لیکن انہیں فوراً جیل میں بھیجدیا گیا - جیل میں ظاہر کیا گیا کہ آپ لوگ اسوقت تک گویا جیل میں نہیں ہیں - پولیس کے چارج میں ہیں -

لیکن بہر حال مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا ناگزیر تھا - پیش کرنے کیلیے کورٹ میں لیجانا پڑتا اور اسمیں پبلک کے مظاہرہ کا خدشہ تھا - مجبوراً یہ تدبیر اختیار کی گئی کہ چوتھے دن مسٹر کڈ ڈپٹی کمشنر پولیس کو بھیجا گیا - اور کہا گیا کہ اسکی موجودگی مجسٹریٹ کی قائم مقامی کا حکم رکھتی ہے - خیال یہ تھا کہ نوان کو اپریشن کی وجہ سے کسی طرح کا قانونی اعتراض تو کیا نہیں جائیگا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنے اور مقدمہ کی تاریخ مقرر کرنے کی مشکل سے نجات مل جائیگی ' لیکن مسٹر داس نے مذاق کرتے ہوے کہدیا کہ " شاید میرے پریکٹس چھوڑنے کے بعد سے قانون بدل گیا ہے " اس سے ایک گونہ پریشانی ہوئی اور خوف پیدا ہوا کہ کہیں کارروائی بالکل بے ضابطہ مشہور نہ ہو جاے - اسلیے مجبوراً تین بجے مسٹر اے - زیڈ - خاں فورتھ پریسیڈنسی مجسٹریٹ کو ایک پیشکار کے ساتھ جیل میں بھیجدیا گیا اور زیر دفعہ ۱۷ - ۲ - کرنمبل لا امنڈمنٹ ایکٹ وارنٹ ' بھی طیار کرلیے گئے -

پہلی پیشی

(١٣ - دسمبر)

یہ گویا پہلی پیشی تھی - ملزموں کو عدالت کے سامنے نہ جانا پڑا - خود عدالت ملزموں کے دروازے پر آ گئی ! انکے کمروں کے سامنے جو برامدا ھے ' اُسی میں وارڈر (محافظ وارڈ) کا ٹوٹا ھوا میز بچھایا گیا - اُسی کی ٹوٹی ھوئی کرسی مجسٹریٹ کیلیے رکھی گئی - سامنے ملزموں کیلیے اِسٹول تھے - اس ساز و سامان کے ساتھہ عدالت کا اجلاس شروع ھوا -

لیکن کارروائی نہایت ھی مختصر تھی - اور مجسٹریٹ صاحب کی مضطربانہ عجلت اور زیادہ اختصار کا باعث ھوئی - انھوں نے کہا " دفعہ ١٧ - کے ماتحت آپ لوگ گرفتار کیے گئے ھیں - مقدمہ کی تاریخ ٢٣ - دسمبر قرار دی جاتی ھے " یہ کہکر جلدی سے انھوں نے وارنٹ پر مہر لگانے کیلیے کہا اور اُٹھنے لگے - لیکن بیچارہ پیشکار زیادہ ھوشمند ثابت ھوا - اُس نے کہا کہ ضمانت کیلیے تو حسب قاعدہ پوچھہ لیجیے - مجسٹریٹ صاحب کو بھی یاد آ گیا کہ واقعی ملزموں کو ضمانت دینے کا بھی حق ھوا کرتا ھے - لیکن اُنھوں نے کہا " یہ حضرات ضمانت نہیں دینگے اسلیے میں نے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا "

آخر میں مسٹر خاں نے معذرت کے لہجہ میں کہا کہ وہ اس بارے میں کچھہ نہیں جانتے اُنسے یہاں آنے کیلیے کہا گیا ' وہ چلے آئے -

٢٣ - تاریخ کے تعین میں یہ مصلحت تھی کہ ٢٤ - سے کرسمس کی تعطیل تھی - ٢٣ کو جب مقدمہ ملتوی کردیا جائیگا تو تعطیل کی وجہ سے ایک ھفتہ خود بخود مہلت نکل آئیگی -

دوســـري پیشـــي

(٢٣ - دسمـــبر)

٢٣ - کو چار بجے پھر مسٹر اے - زیڈ - خاں بھیجے گئے - لیکن اس مرتبہ سپرنٹنڈنٹ کے آفس میں عدالت کا اجلاس ہوا - میز کے سامنے ملزموں کیلیے بھي کرسیاں رکھدي گئی تھیں، لیکن کارروائی کے اختصار کی وجہ سے بیٹھنے کی ضرورت ھي نہیں ھوئی - کارروائی صرف اسقدر ھوئی کہ مقدمہ ٥ - جنوري پر ملتوي کردیا گیا ' مجسٹریٹ نے اپني لاعلمی اور بے تعلقی کا بار بار اظہار کیا -

(٥ - جنـــوري)

٥ - جنوري کی پیشی کی کارروائی یہ ھے کہ کوئی کارروائی نہ ھوئی - دس بجے مسٹر سی - آر - داس کو پریسیڈنسی کورٹ جانے کیلیے طلب کیا گیا ' لیکن مولانا کی طلبی نہیں ھوئی -

بعد کو معلوم ھوا کہ گو ابتدا میں مسٹر داس اور آنکي پیشي کیلیے ایک ھي تاریخ قرار دیدي گئي تھي ' لیکن پھر کسي مصلحت سے مولانا کا مقدمہ ایک دن پیچھے ڈالدیا گیا - عدالت کے قوانین کي رو سے ضروري تھا کہ یہ التوا بھی عدالت کے حکم و تصدیق سے ھوتا - یعنی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جاتا اور پھر کارروائی دوسرے دن کیلیے ملتوي کردي جاتی ' لیکن موجودہ عہد قانون و نظم (لا اینڈ آرڈ) میں ان پابندیوں کے درد سر سے بھی عدالتوں کو نجات ملگئی ھے - نہ نواں کو اپریٹر ڈیفنس کرینگے ' نہ بچنا چاھینگے - پھر قواعد وضوابط کی پابندي سے کیا حاصل -

٦ - کی کارروائی سے معلوم ھوگا کہ گورنمنٹ نے دفعہ ١٧ - ٢ - کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ واپس لے لیا اور کارروائی از سرنو دفعہ ١٢٤ - الف پینل کوڈ کے ماتحت شروع ھوئی - گرفتاري کے بعد جو وارنٹ حاصل کیا گیا تھا ' وہ دفعہ

۱۷ - ۲ - کا تھا - اسلیے ۱۲۴ - کا مقدمہ شروع نہیں ہوسکتا تھا جبتک از سرنو ۱۲۴ - کے ماتحت وارنٹ سرو نہ کیا جاے ' اور اسکی گرفتاری کا نفاذ نہو - لیکن پچھلے لطیفہ سے بھی بڑھکر لطیفہ یہ ہے کہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت کوئی ضابطہ کی کارروائی عمل میں نہیں آئی - نہ تو اُسکا وارنٹ سرو کیا گیا ' نہ ضابطہ کی گرفتاری ہي کا نفاذ ہوا - تاہم ۲ - کو مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر سی - آئی - ڈی نے اپنے حلفیہ بیان میں کہا کہ " اُس نے پریسیڈنسی جیل میں وارنٹ سرو کیا " مولانا اپنے بیان میں لکھتے ہیں " یہ معاملہ بے قاعدگي اور کذب بیانی ' دونوں کا انتہائی نمونہ ہے - ۲ - تاریخ تک تو مجھے اسکا بھی علم نہ تھا کہ ۱۲۴ - کے ماتحت دعوی کیا جائیگا ؟ وارنٹ کے نفاذ سے کیا تعلق ؟ نہ تو جیل میں کوئی شخص اس غرض سے آیا - نہ مجھپر وارنٹ سرو کیا گیا "

پس گویا ۵ - جنوري سے مولانا از روے قانون بالکل آزاد تھے اُنکی گرفتاري شام کے بعد کوئی وجود نہیں رکھتي تھی - اگر وہ جیل کے افسروں پر ہرجانے کي نالش کردیں کہ کیوں اُنہیں ۵ - کے بعد جیل میں مقید رکھا گیا ؟ تو وہ کیا جواب دینگے ؟ البتہ یہ سب کچھہ اُسي صورت میں ہے جبکہ " از روے قانون " کے کوئي معني ہوں - لیکن در اصل اسي کے کوئي معنے نہیں ہیں !

غرضکہ بجاے ۵ - کے ۲ - جنوري کو ساڑھے گیارہ بجے مولانا پریسیڈنسي کورٹ میں لاے گئے اور اسي پیشي سے کارروائي شروع ہوئي - مولانا جیل کي بند موٹر لاري میں لاے گئے تھے - مسلح فوجي پولیس کا کپتان محافظ تھا -

تیسری پیشی

—:*:(۵)*(۵):*:—

(۶ - جنوری کی کارروائی)

۶ - تاریخ کو ساڑھے بارہ بجے مولانا کا مقدمہ مسٹر سوینہو چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا -

کارروائی شروع ہونیسے پیشتر ہی عدالت کا کمرہ مشتاقان زیارت سے پر ہوچکا تھا ' جس میں ہر قوم کے اشخاص مسلمان ' ہندو ' مارواڑی وغیرہ موجود تھے -

احاطہ عدالت اور سڑک پر بھی ایک جم غفیر موجود تھا ' اور لوگ جوق جوق چلے آرہے تھے -

جسوقت مولانا کٹھرے میں لاے گئے ' تمام حاضرین مع وکلاء تعظیم کیلیے سر و قد کھڑے ہوگئے -

مولانا نے سب کے سلام کا جواب نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھہ دیا - اسکے بعد مولانا کٹھرے میں اس انداز سے کھڑے ہوے کہ آپ کا ایک ہاتھہ کٹھرے پر تھا ' اور ہتیلی پر سر تھا - چہرہ پر ایک خفیف سی مسکراہٹ تھی - اور نہایت ہی بے پروائی کے ساتھہ اپنے اِرد گرد کا تماشہ دیکھہ رہے تھے -

کارروائی شروع کرتے ہوے راے بہادر تارک ناتھہ سادھو سرکاری وکیل نے بیان کیا :

" مولانا ابو الکلام آزاد کے خلاف دو مقدمے ہیں - ایک دفعہ ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت - دوسرا زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند (بغاوت) چونکہ موخر الزکر جرم نہایت ہی سنگین ہے ' لہذا میں انکے خلاف قانون ترمیم شدہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت کوئی کارروائی کرنا نہیں چاہتا - اور اپنے اس دعوی کو واپس لیتا ہوں ' مولانا اس دفعہ کے ماتحت آزاد ہیں - "

مجسٹریٹ : (مولانا کو مخاطب کرکے) " آپ رہا کردیے گئے " -

کورٹ انسپکٹر نے مجسٹریٹ کو بتایا کہ مولانا انگریزی نہیں سمجھتے -

مولانا ــــ " میں کچھہ نہیں سمجھتا اور مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں "

لیکن مجسٹریٹ نے ایک اُردو مترجم کو بلوایا - بابو بی - سی - چٹرجی کے سپرد یہ خدمت ہوئی - سرکاری وکیل نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوے کہا :

" ملزم کے خلاف موجودہ مقدمہ زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات هند ہے - یہ انکی اُن دو تقریروںکی بنا پر ہے ' جو انہوں نے پہلی اور ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور پارک کلکتہ میں کی تھیں - پہلے جلسہ کا مقصد تین اشخاص : حکیم سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھا - اسکے بعد ۱۵ - جولائی کو ملزم نے اسی جگہہ ایک دوسری تقریر کی - اسمیں مذکورۂ بالا اشخاص کی سزا یابی پر صداے احتجاج بلند کرتے ہوے موجودہ وقت میں خلافت کے متعلق لوگوں کو اُنکا فرض بتایا - یہ تقریریں اُردو شارٹ هینڈ میں لی گئیں تھیں - اسکے بعد انہیں صاف کرکے انگریزی ترجمہ کرایا گیا - یہ ترجمہ ابھی آپکے سامنے پیش کیا جائیگا - میں نے خود یہ تقریریں پڑھی ہیں ' اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ تقریریں دفعہ ۱۲۴ - کے ماتحت آتی ہیں - لیکن خیر ' یہ تو میری راے ہے "

" میں اِن تقریروںکا انگریزی ترجمہ پڑھتا ہوں - فیصلہ یورآنر پر منحصر ہے کہ آیا اس دفعہ کے ماتحت آتی ہیں یا نہیں ؟ مزید براں میں یہ بھی بتا دینا چاهتا ہوں کہ گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۱۹۶ - (تعزیرات هند) اس مقدمہ کیلیے سینکشن دیدیا ہے ' اور اسکے اثبات کے لیے میں سب سے پہلے مسٹر گولڈی کو پیش کرتا ہوں "

(مسٹر گولڈی)

اسکے بعد مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر اسپیشل برانچ شہادت کیلیے بلاے گئے - سرکاری وکیل نے دریافت کیا " کیا ملزم کو گرفتار کرنیکے لیے تمہیں گورنمنٹ آف بنگال سے کوئی اختیار دیا گیا تھا ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا انھي تقریروںکے لیے ؟ یه کن تاریخوں میں کي گئي تھیں ؟ "

جواب — " هاں - یکم اور ۱۵ - جولائي سنه ۱۹۲۱ کو " -

سوال — " کیا یہي سینکشن تمہیں ملا تھا ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا اسیکے ذریعه سے تمہیں مولانا ابو الکلام آزاد کو گرفتار کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا اسپر گورنمنت آف بنگال کے چیف سکریتري کا دستخط ثبت هے ؟ "

جواب — " هاں - میں انکے دستخط کو پہچانتا هوں "

سوال — " سینکشن کس تاریخ کو دیا گیا تھا ؟ "

جواب — " ۲۲ دسمبر سنه ۱۹۲۱ کو "

سوال — " کیا سینکشن ملنے کے بعد تم نے چیف پریسیڈنسي مجستریت کي خدمت میں کوئي درخواست پیش کي تھي ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " تو پھر کیا تمہیں کوئي وارنت ملا ؟ "

جواب — " هاں - میں نے پریسیڈنسي جیل میں سرو کیا "

سوال — " عام طور پر جب تمہیں کسي جلسه کي اطلاع ملتي هے تو کیا تم کوئي رپورٹر وهاں بهیجتے هو ؟ "

جواب — " هاں "

سوال — " کیا یهي وه رپورٹ اور اسکي نقل هے جو تمہیں دکھائي گئي تھي ؟ "

جواب — " هاں "

(ابو اللیث محمد)

اسکے بعد سرکاري شارٹ هینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد پیش هوا - اسنے بیان کیا " میں گورنمنٹ آف بنگال کا شارٹ هینڈ رپورٹر هوں - "

یہاں مجسٹریٹ نے مولانا کو مخاطب کرکے کہا : " کیا آپ چاھتے ھیں کہ آپکے لیے گواھي کا ترجمہ کرایا جاے ؟ "

جواب میں مولانا نے فرمایا " مجھے کسي ترجمہ کي ضرورت نہیں - ھاں اگر عدالت کو ضرورت ھو تو وہ خود ایسا کرسکتي ھے - "

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ انگریزي سمجھتے ھیں ؟ "

مولانا — " نہیں "

مجسٹریٹ — مترجم سے " بہتر ھے کہ تم ترجمہ کرتے جاؤ "

گواہ نے اپنا بیان جاري رکھتے ھوے کہا :

" میں کلکتہ یونیورسیٹي کا تعلیم یافتہ ھوں - تقریباً ١٨ - مہینہ تک لکھنؤ کرسچین کالج میں رھچکا ھوں - وھاں میں نے اُردو مختصر نویسي میں ایک آنر سرٹیفکٹ اور سند حاصل کي - "

" ١٦٠ - حرف في منٹ میري رفتار ھے - میں اُردو سمجھتا ھوں - اُردو مختصر نویسي میں نے لکھنؤ میں سیکھي ھے - "

" یکم جولائي مجھے یاد ھے - اُس روز میں مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں مقرر ھوا تھا - اُردو میں وھاں جو جو تقریریں ھوئیں، انکے میں نے نوٹ لیے تھے - ملزم نے وھاں اُردو میں تقریر کي تھي - اور وھي اس جلسہ کے صدر تھے - "

" حتی الامکان میں نے بہتر نوٹ لیے، اور حسب معمول مسٹر گولڈي کمشنر کے پاس بھیج دیا - مسٹر گولڈي نے اسپر ٢٥ - تاریخ کو دستخط کیا - اسکے بعد میں نے اسی تقریر کي نقل اردو لانگ ھینڈ میں لي - اور مسٹر گولڈي کے سامنے پیش کیا - "

" اسپر مسٹر گولڈي کا ١٤ - دسمبر سنہ ٢١ ء کا دستخط موجود ھے - "

(بابو باما چرن چٹرجي)

اسکے بعد باما چرن چٹرجي سرکاري مترجم پیش ھوا - اسنے بیان کیا " وہ اردو اور ھندي کا مترجم ھے، اور الہ آباد یونیورسٹي کا تعلیم یافتہ ھے "

سرکاري وکیل ـــ " پہلي جولائي کي اردو تقریرکو ذرا دیکھو؟ "

گواہ ـــ " میں نے هي اسکا ترجمہ کیا تھا - اسپر میرا دستخط موجود هے - میں نے جتني الامکان اسکا بہتر ترجمہ کیا - "

سرکاري وکیل ـــ " دوسري تقریرکو دیکھو جو ۱۵ جولائي کي هے - "

گواہ ـــ " میں نے اسکا بھي صحیح ترجمہ کیا هے - "

(انسپکٹر محمد اسمعیل)

اسکے بعد محمد اسمعیل انسپکٹر اسپیشل برانچ بلوایا گیا - اسنے بیان کیا :

" میں مرزا پور پارک میں متعین کیا گیا تھا - وهاں میں نے ملزم کو دیکھا - انہوں نے وهاں ایک تقریرکي تھي - میں نے اردو لانگ هینڈ میں پہلي جولائي کي تقریر کا نوٹ لیا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - اور اسي حیثیت سے تقریرکی تھي - "

سرکاري وکیل ـــ " جلسہ کس غرض سے هوا تھا ؟ "

گواہ ـــ " مبلغین خلافت : حکیم سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے متعلق - "

" جلسہ میں تقریباً ۱۲ - هزار آدمیونکا مجمع تھا - هر قسم کے لوگ جلسہ میں موجود تھے' لیکن ۵۰ - في صدي مسلمان تھے - میں نے صحیح نوٹ لیے تھے - انسپکٹر کے - ایس گھوسال اور دوسرے افسر میرے همراہ تھے - اور یہ (مولانا ابوالکلام آزاد) صدر جلسہ کي اردو تقریر کا نوٹ هے - اسکے بعد بابو پنچکوري بنرجي نے تقریرکي تھي - "

" بابو پنچکوري بنرجي کي تقریر صدر جلسہ کي تقریر کے ساتھہ شامل هے - "

" ۱۵ - جولائي کو بھي میں مرزا پور پارک میں متعین کیا گیا تھا - میں وهاں گیا تھا - میں نے وهانکي تقریروں کے نوٹ لیے - انسپکٹر مکرجي اور مسٹرکر بھي میرے همراہ تھے - مولوي نجم الدین اور ملزم نے اس جلسہ میں تقریرکي تھي - میں نے ان تقریرونکا نوٹ لانگ هینڈ میں لیا - میں نے تقریر کے صرف انھي حصونکا صحیح نوٹ لیا جنھیں میں نے ضروري سمجھا تھا - "

" میں کلکتہ یونیورسٹي کا تعلیم یافتہ اور بي - ایس - سي - هوں - میں اردو سمجھتا هوں - تقریباً ۱۰ - اور ۱۲ - هزار کے درمیان جلسہ میں لوگونکا مجمع تھا - "

یہاں سرکاری وکیل نے گواہ سے کہا " نوٹ دیکھکر ذرا اپنے حافظہ کو درست کرو " گواہ نے نوٹ دیکھکر بتایا " ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - اور ہم نے ایک مشترکہ نوٹ داخل کیا تھا "

(پولیس انسپکٹر کے - ایس - گھوسال)

اسکے بعد کے - ایس - گھوسال انسپکٹر اسپیشل برانچ کی شہادت لیگئی - اسنے بیان کیا :

" میں کلکتہ یونیورسٹی کا گریجوئٹ ہوں - یکم جولائی سنہ ۱۹۲۱ کو مرزا پور اسکوئر کے جلسہ میں میں گیا تھا - ملزم اس جلسہ کے صدر تھے - میں نے تقریروں کے نوٹ لانگ ہینڈ میں لیے تھے - میں تقریر کے صرف انہی حصوں کا نوٹ لیا کرتا ہوں جنہیں میں ضروری سمجھتا ہوں - میں نے انکے صحیح نوٹ لیے تھے (نوٹ پیش کرتے ہوئے) یہ پہلی جولائی کی متفقہ رپورٹ ہے - اسمیں صدر (ملزم) کی تقریر بھی شامل ہے - یہ نوٹ مسٹر گولڈی کی خدمت میں پیش کردیے گئے تھے - جنپر انہوں نے اپنا دستخط کردیا تھا - "

سرکاری وکیل - " جلسہ کس غرض سے ہوا تھا ؟ "

جواب — " سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کی گرفتاری کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنیکی غرض سے - تقریباً ۱۲ - ہزار آدمیوں کا مجمع تھا - ہر قسم کے لوگ اسمیں شریک تھے - لیکن نصف کے قریب ہندوستانی مسلمان تھے - بقیہ نصف ہندوستانی ہندو اور بنگالی تھے "

(انسپکٹر بی - بی - مکرجی)

اسکے بعد بی - بی مکرجی انسپکٹر سی - آئی - ڈی پیش ہوا - اسنے بیان کیا :

" مرزا پور پارک کے ایک جلسہ میں نوٹ لینے کیلیے میں مقرر ہوا تھا - میں نے نوٹ لیے اور ۱۵ - جولائی سنہ ۱۹۱۲ - کو ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں پیش کر دیا - "

" ملزم اس جلسه کے صدر تھے - انہوں نے وهاں ایک تقریرکي تھي - میں نے اُسکے صحیح نوٹ لیے تھے - یه نوٹ اُسي روز شام کو مسٹر گولڈیي کے سامنے پیش کردیے گئے - اسپر انکا دستخط موجود ہے - محمد اسمعیل اور میں ' دونوں نے ایک مشترکه نوٹ داخل کیا تھا - ملزم نے اُردو میں تقریرکی تھي - میں کچھه کچھه اس زبان کو سمجھتا هوں - "

" یه جلسه تین مبلغین خلافت : حکیم سعید الرحمن ' جگدمبا پرشاد ' اور اجودھیا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنے اور لوگوں کو جیل جانے کي ترغیب دینے اور شوق دلانے کي غرض سے هوا تھا "

تقریباً ۱۰ - هزار کا مجمع تھا - مسلمان ' هندو ' اور هوڑا اور للوا کے ملوں کے بہت سے مزدور اسمیں شریک تھے - تقریبا ۵۰ - والنٹیر بیج لگاے هوے تھے جسپر یه لکھا تھا " جیل جانے کیلیے طیار هیں "

(مسٹر گولڈیي دو بارہ)

مسٹر گولڈیي پھر بلواے گئے - انہوں نے رپورٹ اور نوٹ پر جو وهاں پیش کیے گئے تھے' اپنے دستخط هونیکي تصدیق کي -

اسکے بعد سرکاري وکیل نے پہلي جولائي کي تقریر کا انگریزي ترجمه پڑھکر سنایا - اورکہا " ۱۵ - جولائي کو بھي اسي قسم کي تقریر هوئي تھي "

پھر اسنے چارج مجسٹریٹ کے حواله کردیا - اسکے بعد لنچ کیلیے کارروائي ملتوي کي گئي -

(لنچ کے بعد کي کارروائي)

۳ بجکر ۲۰ - منٹ پر مجسٹریٹ عدالت میں داخل هوا - مولانا کو بلوایا گیا - جسوقت مولانا صحن سے هوکر عدالت کے کمرہ میں لاے جارهے تھے ' تو باهر کے عظیم الشان مجمع نے جو سڑک پرکھڑا تھا - مولانا کی ایک ذرا سي جھلک دیکھه پائي ' اور الله اکبر کي گونج سے در و دیوار هل نے لگے -

جب مولانا کمرہ میں داخل هوے تو تمام حاضرین سروقد اُٹھه کھڑے هوے ' اور بلا قصد انکي زبان سے بھي الله اکبر کا نعرہ نکل گیا اگرچه خود مولانا هاتھه کے اشارے

سے روکتے رہے - مجسٹریٹ نے گھبرا کر فوراً سرجنٹ کو کمرہ خالی کرا دینے کا حکم دیا جسپر فوراً عمل کیا گیا - صرف چند آدمی جو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اندر رہگئے -

شارٹ ہینڈ اردو رپورٹر نے ان دونوں تقریروں کو جنکی بنا پر دعویٰ کیا گیا ہے، پڑھکر سنایا -

اسکے بعد ۱۲۴ - الف کے ماتحت فرد قرارداد جرم لگا دی گئی -

مجسٹریٹ — مولانا سے - "کیا آپ کچھہ کہنا چاہتے ہیں ؟"

مولانا — "نہیں"

مجسٹریٹ — "کیا آپ کوئی گواہ پیش کرنا چاہتے ہیں ؟"

مولانا — "نہیں - اگر میں نے ضرورت دیکھی تو آخر میں اپنا تحریری بیان پیش کرونگا" -

مجسٹریٹ — "کیا آپکو کاغذ کی ضرورت ہے ؟"

مولانا — "نہیں"

مجسٹریٹ — کیا آپکو اور کسی چیز کی ضرورت ہے ؟"

مولانا — میں اپنی تقریروں کی نقل چاہتا ہوں - (جو انہیں دے دی گئی)

یہاں سرکاری وکیل نے مجسٹریٹ سے درخواست کی کہ عرضی دعویٰ کی بھی ایک نقل ملزم کو دے دی جاے -

اسکے بعد مقدمہ ۱۱ - جنوری تک کیلیے ملتوی کردیا گیا ، مقدمہ کے تمام دوران میں عدالت کے احاطہ اور سڑک پر عظیم الشان مظاہرہ جاری تھا - قومی نعروں کی آوازیں برابر بلند ہو رہی تہیں - جونہی مولانا جیل کی گاڑی میں سوار ہونے لگے ، ابو الکلام آزاد کی جے ، بندے ماترم ، مہاتما گاندھی کی جے ، ہندو مسلمانوں کی جے ، اور اللہ اکبر کے پر شکوہ نعروں سے تمام فضا گونج اٹھی !

لوگوں کی اسقدر کثرت تھی کہ کچھہ عرصہ تک گاڑیوں کی آمد و رفت بھی رک گئی تھی -

نقـــل اِستغـــاثـــہ

بعدالت چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کلکتہ

براے گرفتاري زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعـزیرات هنـد

جے - اے - ایم - گولڈي - ڈپٹي کمشنر آف پولیس - اسپیشل برانچ کلکتہ - مدعي

مـولانا ابـوالكـلام آزاد - مدعا علیہ

مذکورہ بالا مدعی کا بیان حسب ذیل ھے :

(۱) یکم جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو مدعا علیہ نے مرزاپور پارک میں نان کواپریشن اور بائیکاٹ کے مضمون پر اُردو میں ایک تقریر کي تهي -

ایک اُردو مختصر نویس نے انکي پوري تقریر کے نوٹ اُردو میں لیے - مذکورہ بالا نوٹ کے نقل کي ایک اردو کاپي جسپر انگریزي حرف " اے " کا نشان بنا ھے ' منسلک درخواست هذا ھے - مذکورہ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمہ بهي شامل ھے ' جسے گورنمنٹ آف بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے - اُس پر انگریزي حرف " بي " کا نشان ھے -

(۲) پهر ۱۵ - جولائي سنہ ۱۹۲۱ کو ملزم مذکور نے اردو میں ایک دوسري تقریر اُسي جگهہ اور اُسي مضمون پر کي - اور ایک اردو رپورٹر نے انکي پوري تقریر کا اردو شارٹ هینڈ میں نوٹ لیا - اُس نوٹ کي ایک نقل جسپر حرف " سي " کا نشان ھے ' منسلک ھے - اور دوسرا کاغذ جسپر حرف " ڈي " کا نشان ھے ' مذکورہ بالا شارٹ هینڈ نوٹ کا انگریزي ترجمہ ھے ' جسے گورنمنٹ بنگال کے ایک بنگالي مترجم نے کیا ھے -

(۳) دونوں موقعوں پر اسپیشل برانچ کے تین اور افسروں نے بھي لانگ هینڈ میں نوٹ لیے تھے - اور وہ اُس شارٹ هینڈ رپورٹ کي تصدیق کرتے هیں -

(۴) تقریروں کے دیکھنے سے اندازہ هوسکتا هے که مقرر نے اپني ان تقریروں سے گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں حقارت و نفرت پھیلانے کي کوشش کي - اور اسطرح ایک ایسے جرم کا ارتکاب کیا جسکي وجه سے ۱۲۴ - الف تعزیرات هند کے ماتحت سزا کا مستوجب قرار پاسکتا هے -

(٥) گورنر ان کونسل نے مدعي کو یه حکم اور اختیار دیا هے که وہ مولانا ابو الکلام آزاد کو مذکورۂ بالا جرم کي بنا پر زیر دفعه ۱۲۴ - الف تعزیرات هند گرفتار کرے ' اور انکے خلاف چارہ جوئي کرے - سینکشن کي اصل کاپي منسلک هے ' اور اسپر حرف " اي " کا نشان هے - لهذا مدعي یه درخواست کرتا هے که ملزم کے خلاف حکم نامه جاري کیا جاے که وہ مذکورۂ بالا الزامات کي جوابدهي کرے ' اور اسکے حاضر هونے پر مقدمه چلایا جاے ' نیز قانون کے مطابق کارروائي عمل میں لائي جاے -

---

چـــوتھي پیشـــي

(۱۱ - جنوري)

۱۱ تاریخ کو مسٹر سوینھو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي عدالت میں چوتھي پیشي هوئي - حسب معمول کمرہ اور احاطۂ عدالت لوگوں سے پرتھا - لیکن قبل اسکے که کارروائي شروع هو ' سارجنٹ نے کمرہ لوگوں سے خالي کرالیا - حتی که ان لوگوں کو بھي رهنے نه دیا جو کرسیوں پر بیٹھے هوے تھے -

اسکے بعد مولانا لاے گئے - جونھي انھوں نے کٹھرے میں قدم رکھا ' تمام وکلاء جو وهاں موجود تھے ' تعظیم کیلیے اُٹھه کھڑے هوے -

مجسٹریٹ نے مولانا سے دریافت کیا :

" کیا آپ کوئي بیان دینا چاهتے هیں ؟ "

مولانا - " ہاں "

" اگر عدالت کو کوئي اعتراض نہ ہو' تو میں ایک تحریري بیان پیش کرونگا - "

مجسٹریٹ — " کیا وہ آپکے ساتھہ ہے ؟ "

مولانا — " ہاں - یہ اُردو میں ہے - لیکن میں چاھتا ہوں' اسکا انگریزي ترجمہ عدالت میں داخل کروں "

مجسٹریٹ — " تو کیا آپ خود اسکا ترجمہ کرالینگے ؟ "

مولانا — " ہاں اگر عدالت کو اسمیں کوئي اعتراض نہ ہو "

مجسٹریٹ — " کیا آپ کو اور کسي چیز کي ضرورت ہے ؟ "

مولانا — اگر کوئي حرج نہ ہو تو میں اپني اس تقریر کا جسے مغویانہ بتایا گیا ہے انگریزي ترجمہ دیکھنا چاھتا ہوں "

مجسٹریٹ — " کیا بیان کیلیے اسکي ضرورت ہے ؟ "

مولانا — " - میں اسے دیکھنا چاھتا ہوں "

مجسٹریٹ نے عدالت سے دریافت کیا کہ انگریزي ترجمہ ملزم کو پہلے ھي کیوں نہ دیا گیا ؟ اب انہیں فوراً دیدیا جاے - سرکاري وکیل نے ایک پولیس افسر سے کہا - اسنے بیان کیا کہ اسوقت وہ وھاں موجود نہیں ہے - جیل میں بھیجدیا جایگا -

اسکے بعد مقدمہ ۱۷ - جنوري سنہ ۱۹۲۲ تک کیلیے ملتوي کردیا گیا -

سابق کي طرح آج بھي ایک بہت بڑا مجمع سڑک پر موجود تھا اور برابر قومي نعرے لگا رھا تھا -

پانچویں پیشي

(۱۷ - جنوري)

۱۷ - جنوري کو مولانا کے مقدمہ کي سماعت پریسیڈنسي سول جیل میں ہوئي - حسب معمول ہزاروں آدمي وقت مقررہ پر پریسیڈنسي کورٹ پہنچ گئے تھے - لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ مقدمہ کورٹ کے بجاے جیل میں ہوگا'

تو اپنے اپنے گھروں کو مایوس واپس گئے - پھر بھي ایک معقول تعداد هندو مسلمانوں کي فوراً ٹکسیوں پر سوار هوکر جیل پہنچ گئي - مگر رهاں انہیں احاطه جیل کے اندر جانیکي اجازت نه دي گئي - بعد کو معلوم هوا که مولانا کے اعزاء اور اخبارات کے نمایندونکو بھي اندر جانے کي اجازت نہیں ملیگي - عدالت کے اندر صرف مسٹر گرلٹي ڈپٹي کمشنر اسپیشل برانچ اور چند سي - آئي - ڈي - پولیس افسر موجود تھے - ۱۲ بجے مسٹر سوینھو چیف پریسیڈنسي مجسٹریٹ بمعیت راے بہادر تارک ناتھه سادھو سرکاري وکیل آئے -

اخبارات کے نمائندوں نے اندر جانے کي پھر کوشش کي لیکن عدالت کے پیشکار نے کہا - حکام جیل سے اسکي درخواست کرني چاهیے - وهي اسکي اجازت دیسکتے هیں - چنانچه اسکي تعمیل میں جیلر سے کہا گیا - اُسنے کہا - وہ کمرہ اب عدالت کو دیدیا گیا هے - انکا اسمیں کوئی اختیار باقي نہیں - چنانچه مجسٹریٹ کو اسکي اطلاع دي گئي - لیکن جواب ملا که سپرنٹنڈنٹ جیل کے پاس درخواست دي جاے - سپرنٹنڈنٹ اسوقت موجود نه تھا ' اسلیے ملاقات نه هوسکي - لیکن بعد کو سپرنٹنڈنٹ نے مولانا سے کہا که نه تو اسکے طرف سے کوئي روک تھي ' اور نه وہ روکنے کا مجاز تھا - اسکا اختیار تو صرف مجسٹریٹ کو هے -

ٹھیک پورے ۱۲ - بجے جیلر کے همراہ مولانا آئے - مولانا نے کمرۂ عدالت کے اندر قدم رکھتے هي دریافت کیا " یه کارروائي پبلک هے یا پرائیوٹ ؟

مجسٹریٹ — " پرائیوٹ ؟ "

مجسٹریٹ — " آپ تشریف رکھیں "

مولانا — " کیا آپنے یه مجھسے کہا هے ؟ غالباً آپکو یاد نہیں رها که پہلے بھي میں دو مرتبه آپکے سامنے پیش هوچکا هوں "

مجسٹریٹ — " مجھے یاد هے "

مولانا — " گذشته موقعوں پر جب میں دو تین گھنٹے تک مسلسل کھڑا رهسکا - تو آج بھي کھڑے رهنے میں مجھے کوئي تکلیف نہیں هوسکتي "

مجسٹریٹ — " افسوس هے که مجھے ان موقعوں پر یاد نه رها -

مولانا — " (آپکے اس اعتراف کا) شکریه "

مجسٹریٹ ـــ " کیا آپ اپنا بیان لاے ہیں ؟ "

مولانا نے اپنا اردو بیان پیش کردیا اور کہا کہ انکے سکریٹری کی عدم موجودگی کی وجہ سے انگریزی ترجمہ مکمل نہ ہوسکا -

مجسٹریٹ ـــ " تو کیا آپ اسکے ترجمہ کیلیے اور مہلت چاہتے ہیں ؟ "

مولانا ـــ " نہیں - میں نہیں چاہتا کہ محض ترجمہ کیلیے مقدمہ میں تاخیر ہو - "

مجسٹریٹ ـــ " لیکن اگر اسکا انگریزی ترجمہ ہو جاتا تو عدالت کیلیے اسمیں بڑی آسانی ہوتی "

اسکے بعد مقدمہ ۱۹ - تاریخ تک کیلیے ملتوی کردیا گیا - لیکن بعد کو خود بخود ۱۹ - کے بجاے ۲۴ - تاریخ کردی گئی -

---

چھٹـــی پیشـــی

ـــ•••(**)•••ـــ

(۲۴ - جـــنـوری)

۲۴ - جنوری کو مولانا کا مقدمہ سول جیل میں چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوا - آج خلاف معمول پبلک کی ایک معقول تعداد کو اندر جانیکی اجازت ملگئی تھی -

ایک بجے کے قریب مولانا تشریف لاے' اور صرف یہ کارروائی ہوئی کہ مولانا کا بیان عدالت نے لے لیا اور ۳۱ - جنوری آئندہ پیشی کیلیے قرار پائی -

---

ساتویں پیشـــی

ـــ•••[:*:]•••ـــ

(۳۱ - جـــنـوری)

مولانا کی طبیعت کئی دن سے سخت علیل تھی - جگر کا فعل ناقص ہوجانے کی وجہ سے اسہال کی شکایت لاحق ہوگئی - ۳۱ - کو ایک مرتبہ استفراغ

بھي ھوا - جیل کے ڈاکٹر نے کہا - ایسي حالت میں انکا عدالت میں جانا نہایت مضر ھوگا - سپرنٹنڈنٹ طیار ھے کہ عدالت کو اطلاع دیکر پیشي ملتوي کرادي جاے - لیکن مولانا نے پسند نہیں کیا کہ اُنکي وجہ سے کارروائي میں کسي طرح کا التوا یا تاخیر ھو - انہوں نے کہا - جب کارروائي جیل ھي کے احاطہ میں ھوتي ھے تو تھوڑي دیر کیلیے چند قدم چلا جانا کچھہ دشوار نہ ھوگا - جیل سے کوئي اطلاع عدالت کو نہ دي جاے -

لیکن تھوڑي دیر کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل مسٹر سوینھو پریسیڈنسي مجسٹریٹ کي چٹھي لیکر آے جو ۳۰ - کي لکھي ھوئي تھي اور اس میں لکھا تھا کہ مولانا کا مقدمہ ۹ - فروري پر ملتوي کردیا گیا -

۵ - جنوري کي کارروائي کے مقابلے میں یہ کارروائي غنیمت تھي - کم از کم اطلاع تو دیدي گئي - مگر سوال یہ ھے کہ کیا اس طرح کي چٹھي مجسٹریٹ کي موجودگي اور ملزم کي حاضري کے قائم مقام ھوسکتي ھے ؟ اگر جواب اثبات میں ھو تو یہ گویا قوانین مسلمۂ عدالت میں ایک نئے قاعدہ کا اضافہ ھوگا - ھم اسے " ترمیم " بھي کہہ سکتے تھے ' مگر جہانتک معلوم ھے ' سنہ ۱۹۰۸ میں صرف ضابطۂ فوجداري ھي کي " ترمیم " ھوئي تھي ' ضابطۂ عدالت کي نہیں ھوئي تھي !

اب ھم پہلے مولانا کا بیان درج کرتے ھیں - اُسکے بعد آخري پیشي کي روئداد اور عدالت کا فیصلہ نقل کرینگے - بیان آئندہ صفحہ سے شروع ھوتا ھے !

مولانا ابوالکلام کا تحریری بیان

——*:):[:*:]:(:*:——

الحمد للہ وحدہ

—*:::*:::*—

(عارضی وقفہ)

میرا ارادہ نہ تھا کہ کوئی تقریری یا تحریری بیان یہاں پیش کروں - یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہمارے لیے نہ تو کسی طرح کی اُمید ہے، نہ طلب ہے، نہ شکایت ہے - یہ ایک موڑ ہے جس سے گذرے بغیر ہم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے، اسلیے تھوڑی دیر کیلیے اپنی مرضی کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ہے - یہ نہ ہوتی تو ہم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ہمیشہ اسکی مخالفت کی کہ کوئی نان کوا پریٹر کسی طرح کا بھی حصہ عدالت کی کارروائی میں لے - آل انڈیا کانگرس کمیٹی، سنٹرل خلافت کمیٹی، اور جمعیۃ العلماء ھند نے اگرچہ اسکی اجازت دیدی ہے کہ پبلک کی واقفیت کیلیے تحریری بیان دیا جاسکتا ہے، لیکن ذاتی طور پر میں لوگوں کو یہی مشورہ دیتا رہا کہ خاموشی کو ترجیح ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اسلیے بیان دیتا ہے کہ مجرم نہیں، اگرچہ اسکا مقصد پبلک کی واقفیت ہو، تاہم وہ اشتباہ سے محفوظ نہیں ہے - ہوسکتا ہے کہ اپنے بچاؤ کی ایک ہلکی سی خواہش اور سماعت حق کی ایک کمزور سی توقع اسکے اندر کام کر رہی ہو - حالانکہ نان کو اپریشن کی راہ بالکل قطعی اور یک سو ہے - وہ اس بارے میں اشتباہ بھی گوارا نہیں کرسکتی -

(کامل مایوسی، اسلیے کامل تبدیلی کا عزم)

" نان کو اپریشن " موجودہ حالت سے کامل مایوسی کا نتیجہ ہے، اور اسی مایوسی سے کامل تبدیلی کا عزم پیدا ہوا ہے - ایک شخص جب گورنمنٹ سے

نان کو اپریشن کرتا ھے، تو گویا اعلان کرتا ھے کہ وہ گورنمنٹ کے انصاف اور حق پسندی سے مایوس ھوچکا - وہ اسکی غیر منصف طاقت کے جواز سے منکر ھے، اور اسی لیے تبدیلی کا خواھشمند ھے - پس جس چیز سے وہ اس درجہ مایوس ھوچکا کہ تبدیلی کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھتا، اس سے کیونکر اُمید کرسکتا ھے کہ ایک منصف اور قابل بقا طاقت کیطرح اسکے ساتھہ انصاف کریگی ؟

اس اصولی حقیقت سے اگر قطع نظر کرلیا جاے، جب بھی موجودہ حالت میں بریت کی امید رکھنا ایک بے سود زحمت سے زیادہ نہیں ھے - یہ گویا اپنی ایک ایک ریشہ معمور ھو رہا ھے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکی ایک جھلک ھی دیکھہ پاے ! اگر ایسا ھوتا تو میں سچ کہتا ھوں کہ لوگ اس جگہہ کیلیے دعائیں مانگتے !

(میں بیان کیوں دیتا ھوں ؟)

بہر حال میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں - لیکن ۲ - جنوری کو جب میرا مقدمہ پیش ھوا، تو میں نے دیکھا - گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں نہایت عاجز اور پریشان ھو رھی ھے، حالانکہ میں ایسا شخص ھوں جسکو اسکی ...لهش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملنی چاھیے - افراد و اشخاص سے نہیں ھے -

(عدالت گاہ نا انصافی کا قدیم ترین ذریعہ ھے)

ھمارے اس دور کے تمام حالات کیطرح یہ حالت بھی نئی نہیں ھے - تاریخ شاھد ھے کہ جب کبھی حکمراں طاقتوں نے آزادی اور حق کے مقابلہ میں ھتیار اُٹھاے ھیں، تو عدالت گاھوں نے سب سے زیادہ آسان اور بے خطا ھتیار کا کام دیا ھے - عدالت کا اختیار ایک طاقت ھے، اور وہ انصاف اور نا انصافی، دونوں کے لیے استعمال کی جاسکتی ھے - منصف گورنمنٹ کے ھاتھہ میں وہ عدل و حق کا سب سے بہتر ذریعہ ھے لیکن جابر اور مستبد حکومتوں کیلیے اس سے بڑھکر انتقام اور نا انصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں -

تاریخ عالم کی سب سے بڑي نا انصافیاں میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں ھی میں ھوئی ھیں - دنیا کے مقدس بانیان مذھب سے لیکر سائنس کے محققین اور مکتشفین تک ، کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں ھے جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑي نہ کی گئی ھو - بلا شبہ زمانے کے انقلاب سے عہد قدیم کی بہت سي برائیاں مٹ گئیں - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اب دنیا میں دوسري صدي عیسوي کی خوفناک رومی عدالتیں ، اور از منۂ متوسطہ (مڈل ایجز) کي پراسرار " انکویزیشن " وجود نہیں رکھتی ، لیکن میں یہ ماننے ایسي جگہ ھے جہاں ھمارے لیے نہ تو کسي طرح کي امید ھے ، نہ طلب ھے ، نہ شکایت ھے - یہ ایک موڑ ھے جس سے گذرے بغیر ھم منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے ، اسلیے تھوڑي دیر کیلیے اپني مرضي کے خلاف یہاں دم لے لینا پڑتا ھے - یہ نہ ھوتي تو ھم سیدھے جیل چلے جاتے -

یہي وجہ ھے کہ گذشتہ دو سال کے اندر میں نے ھمیشہ اسکي مخالفت کي نہ کوئي نان کوا پریٹر کسي طرح کا بھي حصہ عدالت کي کارروائي میں لے - ل اِنڈیا کانگرس کمیٹي ، سنٹرل خلافت کمیٹي ، اور جمعیۃ العلماء ھند نے اگرچہ اسکي اجازت دیدي ھے کہ پبلک کي واقفیت کیلیے تحریري بیان دیا جاسکتا ھے ،

کیے گئے - ھم کو اسمیں سقراط نظر آتا ھے جسکو صرف اسلیے زھر کا پیالہ پینا پڑا کہ وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تھا - ھم کو اسمیں فلورنس کے فدا کار حقیقت گلیلیو کا نام بھي ملتا ھے ، جو اپني معلومات و مشاھدات کو اسلیے جھٹلا نہ سکا کہ وقت کي عدالت کے نزدیک انکا اظہار جرم تھا - میں نے حضرت مسیح کو انسان کہا ، کیونکہ میرے اعتقاد میں وہ ایک مقدس انسان تھے جو نیکي اور محبت کا آسماني پیام لیکر آئے تھے - لیکن کروڑوں انسانوں کے اعتقاد میں تو وہ اس سے بھي بڑھکر ھیں ؟ تاھم یہ مجرموں کا کٹھرا کیسي عجیب مگر عظیم الشان جگہ ھے ، جہاں سب سے اچھے اور سب سے برے ، دونوں طرح کے آدمي کھڑے کیے جاتے ھیں ؟ اتني بڑي ھستي کیلیے بھي یہ ناموزوں جگہ نہیں !

(حمـد و شکـر !)

اس جگھہ کي عظیم الشان اور عمیق تاریخ پر جب میں غور کرتا ھوں ' اور دیکھتا ھوں کہ اسي جگھہ کھڑے ھونیکي عزت آج میرے حصہ میں آئي ھے ' تو بے اختیار میري روح خدا کے حمد و شکر میں تڑپ جاتي ھے ' اور صرف وھی جان سکتا ھے کہ میرے دل کے سرور و نشاط کا کیا عالم ھوتا ھے ؟ میں مجرموں کے اس کٹھرے میں محسوس کرتا ھوں کہ بادشاھوں کیلیے قابل رشک ھوں - انکو اپني خوابگاہ عیش میں وہ خوشي اور راحت کہاں نصیب جس سے میرے دل کا ایک ایک ریشہ معمور ھو رھا ھے ؟ کاش غافل اور نفس پرست انسان اسکي ایک جھلک ھي دیکھہ پاے ! اگر ایسا ھوتا تو میں سچ کہتا ھوں کہ لوگ اس جگھہ کیلیے دعائیں مانگتے !

(میں بیان کیوں دیتا ھوں ؟)

بہرحال میرا ارادہ نہ تھا کہ بیان دوں - لیکن ۲ - جنوري کو جب میرا مقدمہ پیش ھوا ' تو میں نے دیکھا - گورنمنٹ مجھے سزا دلانے کے معاملے میں نہایت عاجز اور پریشان ھو رھي ھے ' حالانکہ میں ایسا شخص ھوں جسکو اسکي خواھش اور خیال کے مطابق سب سے پہلے اور سب سے زیادہ سزا ملني چاھیے -

پہلے میرے خلاف دفعہ ۱۷ - ۲ ترمیم ضابطۂ فوجداري کا دعوی کیا گیا تھا - لیکن جب اسکا ویسا ثبوت بھي بہم نہ ھوسکا ' جیسا آجکل اثبات جرم کیلیے کافي تصور کیا جاتا ھے ' تو مجبوراً واپس لے لیگئي - اب ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلایا گیا ھے - لیکن بد قسمتي سے یہ بھي مقصد براري کیلیے کافي نہیں - کیونکہ جو تقریریں ثبوت میں پیش کي گئي ھیں ' وہ اُن بہت سي باتوں سے بالکل خالي ھیں جو اپني بے شمار تقریروں اور تحریروں میں ھمیشہ کہتا رھا ھوں اور جو شاید گورنمنٹ کیلیے زیادہ کار آمد ھوتیں -

یہ دیکھکر میري راے بدل گئي - میں نے محسوس کیا کہ جو سبب بیان نہ دینے کا تھا ' وھي اب متقاضي ھے کہ خاموش نہ رھوں - اور جس بات کو گورنمنٹ

باوجود جاننے کے دکھلا نہیں سکتی' اسے خود کامل اقرار کے ساتھہ اپنے قلم سے لکھدوں - میں جانتا ہوں کہ قانون عدالت کی رو سے یہ میرے فرائض میں داخل نہیں ھے - میری جانب سے پراسکیوشن کیلیے یہی بہت بڑی مدد ھے کہ میں نے ڈیفنس نہیں کیا - لیکن حقیقت کا قانون عدالتی قواعد کی حیله جوئیوں کا پابند نہیں ھے - یقیناً یہ سچائی کے خلاف ہوگا کہ ایک بات صرف اسلیے پوشیدہ رهنے دی جاے کہ مخالف اپنی عاجزی کیوجه سے ثابت نه کرسکا -

(اقـــرار " جـــرم ")

(۱) هندوستان کی موجوده بیورو کریسی ایک ویسا هی حاکمانه اقتدار ھے جیسا اقتدار ملک و قوم کی کمزوری کی وجه سے همیشه طاقتور انسان حاصل کرتے رھے ھیں - قدرتی طور پر یہ اقتدار قومی بیداری کے نشو و نما اور آزادی و انصاف کی جد و جہد کو مبغوض رکھتا ھے - کیونکه اِسکا لازمی نتیجه اُسکی غیر منصفانه طاقت کا زوال ھے' اور کوئی وجود اپنا زوال پسند نہیں کرسکتا اگرچه از روے انصاف کتنا هی ضروری ہو - یہ گویا تنازع للبقاء (Struggle for Existance) کی ایک جنگ ہوتی ھے جسمیں دونوں فریق اپنے اپنے فوائد کیلیے جد و جہد کرتے ھیں - قومی بیداری چاهتی ھے کہ اپنا حق حاصل کرے - قابض طاقت چاهتی ھے کہ اپنی جگهہ سے نہ هٹے - کہا جاسکتا ھے کہ پہلے فریق کیطرح آخر الذکر بھی قابل ملامت نہیں - کیونکه وہ بھی اپنے بچاؤ کے لیے هاتھہ پاؤں مارتا ھے - یہ دوسری بات ھے کہ اسکا وجود انصاف کے خلاف واقع ہوا ہو - هم طبیعت کی مقتضیات سے تو انکار نہیں کر سکتے ؟ یہ واقعه ھے کہ دنیا میں نیکی کی طرح برائی بھی زندہ رهنا چاهتی ھے - وہ خود کتنی هی قابل ملامت ہو' لیکن زندگی کی خواهش قابل ملامت نہیں ھے -

هندوستان میں بھی یہ مقابله شروع ہوگیا ھے - اسلیے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ھے اگر بیورو کریسی کے نزدیک آزادی اور حق طلبی کی جد و جہد جرم ہو' اور وہ اُن لوگوں کو سخت سزاؤں کا مستحق خیال کرے جو انصاف کے نام سے اسکی غیر منصفانه هستی کے خلاف جنگ کر رھے ھیں میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نه صرف

اسکا مجرم هوں ' بلکه ان لوگوں میں هوں جنهوں نے اس جرم کی اپنی قوم کے دلوں میں تخم ریزی کی هے ' اور اسکی آبیاری کیلیے اپنی پوری زندگی وقف کردی هے - میں مسلمانان هند میں پہلا شخص هوں جس نے سنه ۱۹۱۲ - میں اپنی قوم کو اس جرم کی عام دعوت دی ' اور تین سال کے اندر اس غلامانه روش سے انکا رخ پهیر دیا جس میں گورنمنٹ کے پر پیچ فریب نے مبتلا کر رکها تها - پس اگر گورنمنٹ مجهے اپنے خیال میں مجرم سمجهتی هے اور اسلیے سزا دلانا چاهتی هے ' تو میں پوری صاف دلی کے ساتهه تسلیم کرتا هوں که یه کوئی خلاف توقع بات نہیں هے جسکے لیے مجهے شکایت هو -

میں جانتا هوں که گورنمنٹ فرشته کے طرح معصوم هونے کا دعوی رکهتی هے کیونکه اس نے خطاؤں کے اقرار سے همیشه انکار کیا ' لیکن مجهے یه بهی معلوم هے که اس نے مسیح هونے کا کبهی دعوی نہیں کیا - پهر میں کیوں امید کروں که وه اپنے مخالفوں کو پیار کریگی ؟ وه تو وهی کریگی جو کررهی هے ' اور جو همیشه استبداد نے آزادی کے مقابله میں کیا هے - پس یه ایک ایسا قدرتی معامله هے جسمیں دونوں فریق کیلیے شکوه و شکایت کا کوئی موقعه نہیں - دونوں کو اپنا اپنا کام کیے جانا چاهیے -

(گورنمنٹ بنگال اور میری گرفتاری)

(۲) میں یه بهی ظاهر کردینا چاهتا هوں که میرا معامله جو کچهه تها ' گورنمنٹ آف انڈیا سے تها - وه کسی خاص معین الزام کی بنا پر نہیں بلکه موجوده تحریک کی عام مشغولیت کیوجه سے مجهے گرفتار کرسکتی تهی ' اور جیسا که قاعده هے گرفتاری کیلیے کوئی حیله پیدا کرلیتی - چنانچه ملک میں عام طور پر خیال کیا جاتا تها که علی برادر سے مجهے زیاده مہلت دی گئی مگر اب زیاده عرصه تک تغافل نہیں کیا جائیگا - لیکن یه واقعه هے که گورنمنٹ بنگال کے سامنے اس وقت میرا معامله نه تها - نه وه دفعه ۱۲۴ - الف کا مقدمه چلانا چاهتی تهی - اس دفعه کے ثبوت میں جو تقریریں پیش کی گئی هیں ' وه نصف سال پہلے کلکته میں کی گئی هیں ' اور گورنمنٹ نے مقدمه کی اجازت ۲۲ - دسمبر کو دی

ھے- یعنی میری گرفتاری سے بارہ دن بعد - اگر فی الواقع ان تقریروں میں سڈیشن تھا ' تو کیوں مجھے چھہ ماہ تک گرفتار نہیں کیا گیا ؟ اور اب گرفتار کیا بھی تو گرفتاری کے بارہ دن بعد ؟ ھر شخص ان دو واقعات سے صاف صاف سمجھہ لے سکتا ھے کہ صورت حال کیا ھے ؟ خصوصاً جب یہ تیسرا واقعہ بھی بڑھا دیا جائے کہ ابتدا میں جو دفعہ ظاھر کی گئی ' وہ ۱۲۴ - نہ تھی - ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری تھی - پچیس دن کے بعد مجھسے کہا جاتا ھے کہ وہ واپس لے لیگئی ھے !

(گرفتاری کا اصلی باعث)

حقیقت یہ ھے کہ میری گرفتاری میں اس دفعہ کو کوئی دخل نہیں - یہ قطعی ھے کہ مجھے اُنھی حالات کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا جو ۱۷ - نومبر کے بعد رو نما ھوئے ھیں ' اگر میں پہلی دسمبر کو کلکتہ نہ آتا ' یا ۱۰ - دسمبر سے پہلے باھر چلا جاتا - جسکی جلسۂ جمعیۃ العلماء بدایوں کی وجہ سے توقع تھی ' تو گورنمنٹ بنگال مجھسے کوئی تعرض نہ کرتی -

۱۷ - نومبر کے بعد دنیا کی تمام چیزوں میں سے جو چاھی جاسکتی ھیں ' وہ صرف یہ چاھتی تھی کہ ۲۴ - نومبر کو جب پرنس کلکتہ پہنچیں تو ھڑتال نہو ' اور جو جابرانہ بے وقوفی ترمیم ضابطہ فوجداری سنہ ۱۹۰۸ کے نفاذ میں ھوگئی ھے ' وہ ایک دن کیلیے بھی قبول کرلی جائے - وہ خیال کرتی تھی کہ میری اور مسٹر سی - آر- داس کی موجودگی اس میں حارج ھے ' اسلیے کچھہ عرصہ کے تذبذب اور غور و فکر کے بعد ھم دونوں گرفتار کرلیے گئے - گرفتاری بلا وارنٹ کے ھوئی تھی ' لیکن جب دوسرے دن ضابطہ کی نمائش پوری کرنے کیلیے مجسٹریٹ جیل میں بھیجا گیا ' تو مسٹر داس کی طرح میری گرفتاری کیلیے بھی دفعہ ۱۷ - ۲ - ترمیم ضابطہ فوجداری کے ماتحت وارنٹ پیش کیا گیا -

میں گذشتہ دو سال کے اندر بہت کم کلکتہ میں رھسکا ھوں - میرا تمام وقت زیادہ تر تحریک خلافت کی مرکزی مشغولیت میں صرف ھوا - یا ملک کے پیہم دوروں میں - اکثر ایسا ھوا کہ مہینے دو مہینے کے بعد چند دنوں کیلیے کلکتہ آیا

اور بنگال پر اونشیل خلافت کمیٹي کے کاموں کي دیکھہ بھال کرکے پھر باھر چلا گیا - وسط نومبر سے بھي میں سفر میں تھا - ۱۶ کو کلکتہ سے روانہ ھوا تاکہ جمعیۃ العلماء ھند کے سالانہ اجلاس لاھور میں شریک ھوں - وھاں مہاتما گاندھي کے تار سے بمبئي کي شورش کا حال معلوم ھوا اور میں بمبئي چلا گیا - جنوري تک میرا ارادہ واپسي کا نہ تھا - کیونکہ ۱۰ - دسمبر کو جمعیۃ العلماء کا اسپیشل اجلاس بدایوں میں تھا - اُس میں شرکت ضروري تھي - اسکے علاوہ مجھے تمام وقت انگورہ فنڈ کي فراھمي میں صرف کرنا تھا - لیکن یکایک گورنمنٹ بنگال کے تازہ جبر و تشدد اور ۱۸ - کے کمیونک کي اطلاع بمبئي میں ملي ' اور میرے لیے ناممکن ھوگیا کہ ایسي حالت میں کلکتہ سے باھر رھوں - میں نے مہاتما گاندھي سے مشورہ کیا - اُنکي بھي یہي راے ھوئي کہ مجھے تمام پروگرام ملتوي کرکے کلکتہ چلا جانا چاھیے - زیادہ خیال ھمیں اس بات کا تھا کہ کہیں ایسا نہو - گورنمنٹ کا جبر و تشدد لوگوں کو بے قابو کردے اور کوئي بات صبر و ضبط کے خلاف کر بیٹھیں - علي الخصوص جبکہ " سول گارڈ " کے قیام کي خبریں بھي آچکي تھیں ' اور اس بارے میں ھمیں کوئي غلطي نہیں ھوسکتي تھي کہ یہ نئي اسلحہ بندي کن شریفانہ اور پر امن اغراض کیلیے وجود میں آئي ھے ؟

میں پہلي دسمبر کو کلکتہ پہنچا - میں نے ظلم اور برداشت ' دونوں کے انتہائي مناظر اپنے سامنے پاے !

میں نے دیکھا کہ ۱۷ - نومبر کي یادگار ھڑتال سے بے بس ھوکر گورنمنٹ اُس آدمي کي طرح ھوگئي ھے جو جوش اور غصہ میں آپے سے باھر ھو جاے ' اور غیظ و غضب کي کوئي حرکت بھي اُس سے بعید نہو - سنہ ۱۹۰۸ کے کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت قومي رضا کارونکي تمام جماعتیں " مجمع خلاف قانون " (ان لافل) قرار دیدي گئي ھیں ' پبلک اجتماعات یکقلم روک دیے ھیں ' قانون صرف پولیس کي مرضي کا نام ھے ' وہ " ان لافل جماعت " کي تفتیش اور شبہ میں جو چاھے کرسکتي ھے - حتی کہ راہ چلتوں کي جان و آبرو بھي محفوظ نہیں

گورنمنٹ نے پہلے ۱۸ - نومبر کے کمیونک میں صرف سابق و موجودہ رضاکار جماعتوں کا دیا تھا ' لیکن ۲۴ - کو دوسرا کمیونک جاری کرکے تمام آئندہ جماعتیں بھی خلاف قانون قرار دیدیں' اور پولیس نے بلا امتیاز ہر شخص کو جو اُسکے سامنے آگیا ' گرفتار کرنا شروع کردیا - کوئی بات بھی جس سے ۲۴ - کی ہڑتال کے رکنے کا امکان ہو ' پولیس اور پولیس سے بھی زیادہ " شریف قوم " سول گارڈ کیلیے ناجائز ہوئی - سول گارڈ گویا قومی رضا کاروں کا جواب ہے - وہ بالکل نہتے ہونے پر بھی " جبر و تشدد " سے ہڑتال کرادیتے تھے - یہ ریوالور سے مسلح ہونے پر بھی " امن و نظام " کے ذریعہ ہڑتال رکدینگے !

اسکے مقابلہ میں لوگوں نے بھی برداشت اور استقامت ' دونوں کا گویا آخری عہد کرلیا ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اپنی راہ سے ہٹینگے - نہ تشدد کا مقابلہ کرینگے !

ان حالات میں میرے لیے فرض کی راہ بالکل صاف اور یکسو تھی - میں نے اپنے سامنے دو حقیقتیں بے نقاب دیکھیں : ایک یہ کہ گورنمنٹ کی تمام طاقت کلکتہ میں سمٹ آئی ہے - اسلیے فتح و شکست کا پہلا فیصلہ یہیں ہوگا - دوسری یہ کہ ہم کل تک پوری آزادی کیلیے جد و جہد کر رہے تھے - لیکن موجودہ حالت نے بتا دیا کہ ہماری آزادی کی مبادیات تک محفوظ نہیں ہیں - آزادی تقریر اور آزادی اجتماع انسان کے پیدائشی حقوق ہیں - انکی پامالی مشہور فلاسفر مل کی زبان میں " انسانیت کے قتل عام سے کچھہ ہی کم " کہی جاسکتی ہے ' لیکن یہ پامالی بغیر کسی جھجک کے علانیہ ہو رہی ہے - پس میں نے باہر کا تمام پروگرام منسوخ کردیا ' اور فیصلہ کرلیا کہ اُسوقت تک کلکتہ ہی میں رہونگا جب تک دوباتوں میں سے کوئی ایک بات ظہور میں نہ آجاے : یا گورنمنٹ اپنا کمیونک اور آرڈر واپس لیلیے - یا مجھے گرفتار کرلے -

گورنمنٹ نے ۱۰ - دسمبر کو مجھے گرفتار کرلیا - میں پورے اطمینان اور مسرت کے ساتھہ جیل کی طرف روانہ ہوا - کیونکہ میں اپنے پیچھے ایک فتح مند

میدان چھوڑ رہا تھا - میرا دل خوشی سے معمور ہے کہ کلکتہ اور بنگال نے میری توقعات پوری کردیں - وہ پہلے جسقدر پیچھے تھا - اُتنا ہی آج سب سے آگے ہے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کامیابی کیلیے گورنمنٹ کی امداد کا ہمیں پوری طرح اعتراف کرنا چاہیے - اگر وہ ۱۷ - نومبر کے بعد یہ طرز عمل اختیار نہ کرتی' تو فی الواقع ہمارے لیے آئندہ کاموں کے انتخاب میں چند در چند مشکلات تھیں - ہم ۲۲ - کو بمبئی میں انہی مشکلات پر باہم غور و خوض کررہے تھے -

(دو حقیقتیں)

حقیقت یہ ہے کہ اِن گذشتہ ایام نے بہ یک وقت دونوں حقیقتیں صفحات تاریخ کیلیے مہیا کردیں - اگر ایک طرف گورنمنٹ کے چہرے سے اِدعا ؤ نمائش کے تمام نقاب دور ہوگئے' تو دوسری طرف ملکی طاقت بھی ایک سخت آزمائش میں پڑکر پوری طرح نمایاں ہوگئی - دنیا نے دیکھہ لیا کہ اگر گورنمنٹ ہر طرح کے جبر و تشدد میں بالکل بے حجاب اور بے لگام ہے' تو ملک میں بھی صبر وبرداشت کی طاقت روز افزوں نشو ؤ نما پا رہی ہے - جیسا کہ ہمیشہ انکار کیا گیا ہے' آج بھی اس کا موقعہ حاصل ہے کہ انکار کردیا جاے' لیکن کل تاریخ کیلیے یہ ایک نہایت ہی عبرت انگیز داستان ہوگی - یہ مستقبل کی رہنمائی کریگی کہ کیونکر اخلاقی مدافعت مادی طاقت کے جارحانہ گھمنڈ کو شکست دیسکتی ہے ؟ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صرف برداشت اور قربانی کے ذریعہ خونریز اسلحہ کا مقابلہ کیا جائے ؟ البتہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے کس فریق کے اندر اس بڑے انسان کی تعلیم تلاش کی جاے جو برائی کے مقابلہ میں صبر و عفو کی تعلیم لیکر آیا تھا ؟ گورنمنٹ میں یا ملک میں ؟ میں خیال کرتا ہوں کہ بیورو کریسی کے حکام اسکے نام سے ناواقف نہ ہونگے - اُسکا نام " مسیح " تھا -

(گورنمنٹ کا فیصلہ اور شکست)

(۳) فلسفۂ تاریخ ہمیں بتلاتا ہے کہ نادانی اور نا عاقبت اندیشی ہمیشہ زوال پذیر طاقتوں کی رفیق ہوتی ہے - گورنمنٹ نے خیال کیا کہ وہ جبر و تشدد

سے تحریک خلافت و سواراج کو پامال کردیگي ' اور ۲۴ - کي هڑتال رک جائیگي -
اس نے والنٹیر کورز کو خلاف قانون قرار دیا ' اور بلا امتیاز تمام کارکن گرفتار کرلیے گئے -
وہ سمجھتي تھي کہ والنٹیرز کي ممانعت اور کارکنوں کي گرفتاري کے بعد خلافت
اور کانگریس کا نظام معطل ہو جائیگا ' اور اس طرح خود بخود هڑتال رک جائیگي -
لیکن بہت جلد گورنمنٹ کو معلوم هوگیا کہ جبر و تشدد جب قومي بیداري کے
مقابلہ میں نمایاں هو ' تو وہ کوئي مہلک چیز نہیں هوتی - نہ تو هڑتال رک سکي '
نہ خلافت اور کانگریس کمیٹیاں معطل هوئیں ' اور نہ والنٹیرز کا کام ایک دن کیلیے
بھي بند هوا ' بلکہ هماري غیر موجودگي میں یہ ساري چیزیں زیادہ طاقتور اور غیر
مسخر هوگئیں - میں نے ۸ - دسمبر کو جو پیغام ملک کے نام لکھا تھا ' اسمیں
گورنمنٹ بنگال کیلیے بھي یہ پیغام تھا : " میري اور مسٹر سي - آر - داس کي
گرفتاري کے بعد کام زیادہ طاقت اور مستعدي کے ساتھہ جاري رهیگا ' اور ۲۴ -
کو هڑتال اس سے زیادہ مکمل هوگي ' جسقدر هماري موجودگي میں هوسکتي تھي "
چنانچہ ایسا هی هوا - گورنمنٹ خود اپنے پسند کیے هوے میدان میں هارگئي -
اب وہ اپني شرمندگي چھپانے کیلیے هاتھہ پانؤں مار رهي هے ' اور جن لوگوں کو گرفتار
کرچکي هے ' انھیں کسي نہ کسي طرح سزا دلانا چاهتي هے - لیکن یہ بالکل بے سود
هے - طاقتور آدمي کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا هے ' لیکن کوئي شکست اس
لیے فتح نہیں بن جاسکتي کہ هم بہت زیادہ جھنجلا سکتے هیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

غرضکہ میري گرفتاري صریح طور پر انھي واقعات کا نتیجہ هے ' اور اسي لیے
دو هفتہ تک میرے خلاف دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطہ فوجداري هي کا دعوی قائم
رها ' لیکن جب اس بارے میں کوئي سہارا نہ ملا تو میرے پریس اور مکان کی
تلاشي لیگئي - تاکہ میري کوئي تحریر حاصل کرکے بناے مقدمہ قرار دي جاے -
جب وهاں سے بھی کوئی مواد هاتھہ نہ آیا ' تو مجبوراً سي - آئي - ڈي
کے محفوظ ذخیرہ کي طرف توجہ کي گئي - یہ ذخیرہ همیشہ اس

شریفانہ کام کیلیے مستعد رھتا ھے ' اور ضرورت کو کبھي مایوس نہیں کرتا - پس اس طرح بہ ھزار زحمت دفعہ ۱۲۴ - الف کا دعوی طیار ھوگیا -

(اجتمـــاع ضـــدین)

(۴) یہ پریشاني گورنمنت کو خود اسي کي منافقانہ روش کي وجہ سے پیش آرھی ھے - ایک طرف تو وہ چاھتی ھے کہ شخصي حکمرانوں کی طرح بے دریغ جبر و تشدد کرے - دوسري طرف چاھتی ھے کہ نمائشي قانون و عدالت کی آڑ بھی قائم رھے - یہ دونوں باتیں متضاد ھیں - جمع نہیں ھوسکتیں - نتیجہ یہ ھے کہ اسکی پریشانی و درماندگی روز بروز بڑھتی جاتی ھے - جو لوگ اسکے خیال میں سب سے زیادہ مستحق تعزیر ھیں ' اُنھی کو سزا دلانا اسکے لیے مشکل ھوگیا ھے - ابھی چند ھی مہینے گزرے ھیں کہ ھم کرانچی میں گورنمنت کی سراسیمگی و درماندگی کا تمسخر انگیز تماشا دیکھہ رھے تھے - جو سرکاري استغاثہ اس دعوی اور اھتمام کے ساتھہ شروع کیا گیا تھا ' اس سے خود گورنمنت کی پسندیدہ اور انتخاب کردہ جیوري بھی اتفاق نہ کرسکی !

لطف یہ ھے کہ یہ مشکلات گورنمنت کو ایسی حالت میں پیش آرھی [illegible] مجموعہ ھے ' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ھر شخص سمجھہ لے سکتا ھے - تاھم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبي ذوق اِبا کرتا ھے) باقي وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ھوں جسمیں گورنمنت کي نسبت خیالات کا اظہار ھے ' یا پبلک سے گورنمنت کے خلاف جد و جہد کي اپیل کي گئی ھے -

گورنمنت نے اس اطمینان سے پوري طرح کام لینے میں کوئي کوتاھي بھي نہیں کي ھے - نان کو اپریٹرز کے مقدمات آجکل جسطرح چکاے جا رھے ھیں ' اس سے معلوم کیا جاسکتا ھے کہ " لا " اور " آرڈر " کے معنی بیورو کریٹک اصطلاح میں کیا ھیں ؟ " لا " اور " آرڈر " کي طرح اب دعوی ' ثبوت ' شہادت ' تشخیص (آئي - ڈینٹي فائي) وغیرہ تمام عدالتي مصطلحات کے معاني میں بھي انقلاب ھوگیا ھے - گویا نان کو اپریٹرز کو جلد سزا دیدینے کیلیے ھر طرح کي بے قاعدگي اور

قانون شکنی جائز ہے - حتی کہ اس بات کی بھی تحقیق ضروری نہیں کہ جس انسان کے ملزم ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے' کٹہرے کا ملزم وہی آدمی ہے بھی یا نہیں ؟ ابھی اسی ہفتہ جوڑا بگان کی عدالت سے ایک شخص " عبد الرحمن ہاشم " کو اس پر زور قانونی اور منطقی ثبوت پر چھہ ماہ کی سزا دیدیگئی ہے کہ " اعظم ہاشم " نامی ایک خلافت والنٹیر دنیا میں وجود رکھتا ہے' اور دونوں کے نام میں لفظ " ہاشم " مشترک ہے ! خود میرے مقدمہ میں جو صریح بے ضابطگیاں کی گئی ہیں' انکا ذکر لا حاصل سمجھکر نہیں کرنا چاہتا ' ورنہ وہی اس حقیقت کے انکشاف کیلیے کافی تھیں - مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ کا ذکر کرونگا جو بے قاعدگی اور غلط بیانی' دونوں کا مجموعہ ہے - مجھے دفعہ ۱۷ - ترمیم ضابطۂ فوجداری سے بری کردیا گیا اور ۱۲۴ - الف کے ماتحت وارنٹ حاصل کیا گیا - قاعدہ کی رو سے رہائی اور از سر نو گرفتاری ' دونوں باتیں وقوع میں آنی چاہیے تھیں - مگر لیکن یہ واقعہ ہے کہ ۱۲۴ - کا کوئی وارنٹ مجھپر تعمیل نہیں کیا گیا - حتیٰ کہ ۲ - جنوری تک مجھے اسکا علم بھی نہیں ہوا - لیکن میرے سامنے مسٹر گولڈی ڈپٹی کمشنر پولیس نے یہ حلفیہ شہادت دی ہے کہ اس نے پریسیڈنسی جیل میں مجھپر وارنٹ سرو کیا ہے !

کرچکی ہے' انہیں کسی نہ کسی طرح سزا د

ہے - طاقتور آدمی کو شکست کے بعد زیادہ غصہ آتا ہے ' لیکن کوئی شکست اس لیے فتح نہیں بن جاسکتی کہ ہم بہت زیادہ جھنجلا سکتے ہیں !

(دفعہ ۱۲۴ - الف)

(قانون کا ڈراما !)

فی الحقیقت " لا " اور " آرڈر " کا ایک ڈراما کھیلا جا رہا ہے جسے ہم کامیڈی اور ٹریجڈی ' دونوں کہہ سکتے ہیں -

وہ تماشہ کی طرح مضحک بھی ہے اور مقتل کی طرح درد انگیز بھی - لیکن میں ٹریجڈی کہنا زیادہ پسند کرونگا - حسن اتفاق سے اسکا چیف ایکٹر انگلستان کا سابق چیف جسٹس ہے !

(میری تقریریں)

(٥) پراسیکیوشن کی جانب سے میری دو تقریریں ثبوت میں پیش کیگئی ھیں' جو میں نے پہلی اور پندرھویں جولائی کو مرزا پور پارک کے جلسے میں کی تھیں - اُس زمانہ میں گورنمنٹ بنگال نے گرفتاریوں کیطرف پہلا قدم اُتھایا تھا اور چار مبلغین خلافت پر مقدمہ چلا کر سزائیں دلائی تھیں - میں اُس وقت سفر سے بیمار واپس آیا تھا - میں نے دیکھا کہ لوگوں میں بے حد جوش پھیلا ھوا ھے ' اور ھر طرح کے مظاھرے کیلیے لوگ بیقرار ھیں - چونکہ میرے خیال میں گرفتاریوں پر مظاھرہ کرنا نان کو اپریشن کے اُصول کے خلاف تھا ' اسلیے میں نے ھرتال اور جلوس یک قلم روکدیے - اس پر عوام کو شکایت ھوئی ' تو میں نے یہ جلسے منعقد کیے ' اور لوگوں کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ھوے سمجھایا کہ نان وایلنس نان کو اپریشن کے اصول میں یہ بات داخل ھے کہ گرفتاریوں پر صبر و سکون کے خلاف کوئی بات نہ کی جاے - اگر فی الواقع ان گرفتاریوں کا تمہارے دل میں درد ھے تو چاھیے کہ اصلی کام کرو ' اور بیرونی کپڑا ترک کرکے دیسی گاڑھا پہن لو -

اِستغاثہ نے جو نقل پیش کی ھے ' وہ نہایت ناقص ' غلط ' اور مسخ شدہ صورت ھے ' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معنی جملوں کا مجموعہ ھے ' جیسا کہ اسکے پڑھنے سے ھر شخص سمجھہ لے سکتا ھے - تاھم میں اسکے غلط اور بے ربط جملوں کو چھوڑ کر (کیونکہ اسکے اعتراف سے میرا ادبی ذوق اِبا کرتا ھے) باقی وہ تمام حصہ تسلیم کرلیتا ھوں جسمیں گورنمنٹ کی نسبت خیالات کا اظہار ھے ' یا پبلک سے گورنمنٹ کے خلاف جد و جہد کی اپیل کی گئی ھے -

اِستغاثہ کی جانب سے صرف تقریریں پیش کردی گئی ھیں - یہ نہیں بتلایا ھے کہ اُنکے کن جملوں کو وہ ثبوت میں پیش کرنا چاھتا ھے ؟ یا اسکے خیال میں " مائی ڈیر برادرن " سے لیکر آخر تک سب ۱۲۴ - الف ھے ؟ میں نے بھی دریافت نہیں کیا - کیونکہ دونوں صورتیں میرے لیے یکساں ھیں - تاھم ان نقول کو دیکھتا ھوں تو اِستغاثہ کے خیال کے مطابق زیادہ سے زیادہ قابل ذکر جملے حسب ذیل ھیں :

" ایسي گورنمنت ظالم ھے - جوگورنمنت نا انصافي کے ساتھہ قائم ھو' ایسي گورنمنت کو یا تو انصاف کے آگے جھکنا چاھیے یا دنیا سے مٹا دینا چاھیے "

" اگر فی الحقیقت تمھارے دلوں میں اپنے گرفتار بھائیوں کا درد ھے' تو تم میں سے ھر شخص کا فرض ھے کہ وہ آج سونچ لے - کیا وہ اس بات کیلیے راضي ھے کہ جس جابرانہ قوت نے انھیں گرفتار کیا ھے' وہ اس براعظم میں اُسي طرح قائم رھے جس طرح اُن کي گرفتاري کے وقت تھي ؟ "

" اگر تم ملک کو آزاد کرانا چاھتے ھو' تو اسکا راستہ یہ ھے کہ جن چالاک دشمنوں کے پاس خونریزي کا بے شمار سامان موجود ھے' اُنھیں رائي برابر بھي اُسکے استعمال کا موقعہ نہ دو - اور کامل امن و برداشت کے ساتھہ کام کرو . . . . بعض لوگوں کا خیال ھے کہ جب تقریروں میں کوئي ایسي بات کہي جاتي ھے تو اُس سے مقرر کا مطلب یہ ھوتا ھے کہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلے' ورنہ اُسکي دلی خواھش یہ نہیں ھوتي - لیکن میں سمجھتا ھوں کہ جو لوگ آج تمھارے لیے کام کر رھے ھیں' تم میں سے کوئي آدمي بھي یہ ماننے کیلیے طیار نہ ھوگا کہ وہ جیل جانے یا نظربند ھونے سے ڈرتے ھیں - (پس) اگر وہ یہ کہتے ھیں کہ امن و نظم کے ساتھہ کام کرنا چاھیے' تو انکا مطلب یہ نہیں (ھوسکتا) کہ اس ظالمانہ گورنمنت (کے ساتھہ) وفاداري کرني چاھتے ھیں - جو گورنمنت' اُسکي طاقت' اور (اُسکا) تخت آج دنیا میں سب سے بڑا گناہ ھے' یقیناً وہ اس گورنمنت کے وفادار نہیں ھوسکتے " اِسکے بعد میں نے کہا ھوگا' مگر کاپي میں نہیں ھے " وہ تو صرف اسلیے یہ کہتے ھیں کہ خود تمھاري کامیابي با امن رھنے پر موقوف ھے - تمھارے پاس وہ شیطاني ھتیار نہیں ھیں' جن سے یہ گورنمنت مسلح ھے - تمھارے پاس صرف ایمان ھے' دل ھے' قرباني کي طاقت ھے - تم اِنھي طاقتوں سے (اصل میں " ھتیاروں سے " ھوگا) کام لو - اگر تم چاھو کہ اسلحہ کے ذریعہ فتح کرو' تو تم نہیں کرسکتے - آج امن وسکون سے بڑھکر (تمھارے لیے) کوئي چیز نہیں " -

" اگر تم صرف چند گھڑیوں کیلیے گورنمنٹ کو حیران کرنا چاهتے هو' تو اُسکے لیے میرے پاس بہت سے نسخے هیں - اگر خدا نخواستہ میں اِس گورنمنٹ کا اِستحکام چاهتا ' تو وہ نسخے بتلادیتا . . . . (لیکن) میں تو ایسی جنگ چاهتا هوں (جو) ایک هی دن میں ختم نہ هو جاے ' بلکہ فیصلہ کے آخری دن تک (جاری رهے) اور جب فیصلہ کی گھڑی آجائے' تو پھر یا تو یہ گورنمنٹ باقی نہ رهے ' یا تیس کروڑ (انسان) باقی نہ رهیں "

جو الفاظ بریکٹ کے اندر هیں ' وہ تقریر کی پیش کردہ کاپیوں میں نہیں هیں لیکن عبارت کے با معنی هونے کیلیے ضروری هیں - میں نے اسلیے تصحیح کردی کہ پراسیکیوشن کو استدلال میں مدد ملے - اگر اسکے مقصد کیلیے پوری تقریر کی تصحیح و تکمیل ضروری هو' تو میں اسی طرح کردینے کیلیے تیار هوں -

ان کے علاوہ دونوں تقریروں میں لوگوں کو نان کو اپریشن کی دعوت دی هے' مطالبات خلافت اور سوراج کو دهرایا هے ' پنجاب کے مظالم کو وحشیانہ کہا هے ' لوگوں کو بتلایا هے کہ جو گورنمنٹ جلیانوالا باغ امرتسر میں چند منٹوں کے اندر سینکڑوں انسانوں کو قتل کرڈالے اور اسکو جائز فعل بتلاے' اس سے نا انصافی کی کوئی بات بھی بعید نہیں -

(اقـرار)

(۶) میں اقرار کرتا هوں کہ میں نے نہ صرف انہی دو موقعوں پر بلکہ گذشتہ دو سال کے اندر اپنی بے شمار تقریروں میں یہ ' اور اسی مطلب کے لیے اس سے زیادہ واضح اور قطعی جملے کہے هیں - ایسا کہنا میرے اعتقاد میں میرا فرض هے - میں فرض کی تعمیل سے اسلیے باز نہیں رهسکتا کہ وہ ۱۲۴ - الف - کا جرم قرار دیا جائیگا - میں اب بھی ایسا هی کہنا چاهتا هوں ' اور جب تک بول سکتا هوں ' ایسا هی کہتا رهونگا - اگر میں ایسا نہ کہوں تو اپنے آپ کو خدا اور اسکے بندوں کے آگے بدترین گناہ کا مرتکب سمجھوں -

(موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے)

(۷) یقیناً میں نے کہا ھے " موجودہ گورنمنٹ ظالم ھے " لیکن اگر میں یہ نہ کہوں تو آور کیا کہوں ؟ میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھسے یہ توقع کي جاے کہ ایک چیزکو اسکے اصلي نام سے نہ پکاروں ؟ میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ھوں -

میں کم سے کم اور نرم سے نرم لفظ جو اس بارے میں بول سکتا ھوں یہي ھے- ایسي ملفوظ صداقت جو اس سے کم ھو' میرے علم میں کوئي نہیں -

میں یقیناً یہ کہتا رھا ھوں کہ همارے فرض کے سامنے دو هي راھیں ھیں: گورنمنٹ نا انصافي اورحق تلفی سے باز آجاے - اگر باز نہیں آسکتي تو مٹا دي جاے- میں نہیں جانتا کہ اسکے سوا آور کیا کہا جاسکتا ھے ؟ یہ تو انساني عقائد کي اتني پراني سچائي ھے کہ صرف پہاڑ اور سمندر هي اسکے هم عمر کہے جاسکتے ھیں - جو چیز بري ھے' اسے یا تو درست هوجانا چاھیے' یا مٹ جانا چاھیے - تیسري بات کیا هوسکتي ھے ؟ جبکہ میں اس گورنمنٹ کي برائیوں پر یقین رکھتا ھوں' تو یقیناً یہ دعا نہیں مانگ سکتا کہ درست بھي نہ ھو اور اسکي عمر بھي دراز ھو!

(میرا یہ اعتقاد کیوں ھے ؟)

(۸) میرا اور میرے کروروں هم وطنوں کا ایسا اعتقاد کیوں ھے ؟

اسکے وجوہ و دلائل اب اسقدر آشکارا هوچکے ھیں کہ ملٹن کے لفظوں میں کہا جاسکتا ھے " سورج کے بعد دنیا کي هر چیز سے زیادہ واضح اور محسوس " محسوسات کیلیے هم صرف یہي کہہ سکتے ھیں کہ انکار نہ کرو - تاهم میں کہنا چاهتا ھوں کہ میرا یہ اعتقاد اسلیے ھے کہ میں هندوستاني ھوں' اسلیے ھے کہ میں مسلمان ھوں' اسلیے ھے کہ میں انسان ھوں -

(شخصي اقتدار بالذات ظالم ھے)

میرا اعتقاد ھے کہ آزاد رهنا هر فرد اور قوم کا پیدائشي حق ھے - کوئي انسان یا انسانوں کي گڑھي هوئي بیورو کریسي یہ حق نہیں رکھتي کہ خدا کے بندوں کو اپنا

محکوم بنائے - محکومي اور غلامي کيليے کيسے هي خوشنما نام کيوں نه رکهه ليے جائيں' ليکن وه غلامي هي هے ' اور خدا کي مرضي اور اسکے قانون کے خلاف هے - پس ميں موجوده گورنمنٹ کو جائز حکومت تسليم نهيں کرتا' اور اپنا ملکي' مذهبي' اور انساني فرض سمجهتا هوں که اس کي محکومي سے ملک و قوم کو نجات دلاؤں -

" اصطلاحات " اور " بتدريج توسيع اختيارات" کا مشهور مغالطه ميرے اس صاف اور قطعي اعتقاد ميں کوئي غلط فهمي پيدا نهيں کرسکتا - آزادي انسان کا پيدائشي حق هے ' اور کسي انسان کو اختيار نهيں که حقوق کي ادائيگي ميں حد بندي اور تقسيم کرے يه کهنا که کسي قوم کو أسکي آزادي بتدريج ملني چاهيے ' بعينه ايسي هي هے جيسے کها جاے که مالک کو أسکي جائداد اور قرضدار کو أسکا قرض ٹکڑے ٹکڑے کرکے دينا چاهيے - ميں تسليم کرتا هوں که اگر مقروض سے ايک هي دفعه قرض واپس نه ملسکے تو قرضدار کو يهي کرنا پڑيگا که قسط کي صورت ميں وصول کرے - ليکن يه ايک مجبوري کا سمجهوتا هوگا - اس سے به يک دفعه وصولي کا حق زائل نهيں هو جاسکتا -

" رفارم " کي نسبت ميں روس کے عظيم الشان ليو ٹالسٹائي (Leo Talstoy) کے لفظوں ميں کهونگا " اگر قيديوں کو اپنے ووٹ سے اپنا جيلر منتخب کرلينے کا اختيار ملجاے ' تو اس سے وه آزاد نهيں هو جائينگے "

ميرے ليے اسکے اچهے برے کاموں کا سوال ايک ثانوي سوال هے - پهلا سوال خود اسکے وجود کا هے - ميں ايسے حاکمانه اقتدار کو به اعتبار أسکي خلقت هي کے ناجائز يقين کرتا هوں - اگر وه تمام نا انصافياں ظهور ميں نه آتيں جو اس کثرت سے واقع هوچکي هيں ' جب بهي ميرے اعتقاد ميں وه ظلم تها - کيونکه اسکي هستي هی سب سے بڑي نا انصافي هے ' اور اسکي برائي کيليے اسقدر کافي هے که وه موجود هو - اگر وه اچهے کام کرے' تو اسکي اچهائي تسليم کرلي جائيگي ' ليکن اسکا وجود ناجائز اور نا انصافي هي رهيگا - اگر ايک شخص هماري جائداد پر قابض هوکر بهت اچهے اور نيک کام انجام دے' تو أسکے کاموں کي خوبي کی وجه سے أسکا قبضه جائز نهيں هو جاسکتا -

برائي میں کم و کیفیت کے اعتبار سے تقسیم کي جاسکتي ہے ' لیکن حسن و قبح کے اعتبار سے اُسکي ایک ھي قسم ہے - یعنی اس اعتبار سے تقسیم ھوسکتي ہے کہ وہ کتني ہے اور کیسي ہے ؟ اس اعتبار سے نہیں ھوسکتي کہ وہ اچھي ہے یا بري ہے ؟ ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ " زیادہ بري چوري " اور " کم بري چوري " لیکن یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ " اچھي چوري " اور " بري چوري " ؟ پس میں بیورو کریسي کي اچھائي اور جائز ھونے کا کسي حال میں بھي تصور نہیں کرسکتا - کیونکہ وہ في نفسہ ایک ناجائز عمل ہے - البتہ اسکي برائي کم اور زیادہ ھوسکتي ہے - لیکن ھندوستان کي بیورو کریسي تو اتنا بھي نہ کرسکي کہ اپني خلقي برائي ھي پر قائم رھتي - جب اُسکي خلقي برائي پر اُسکي بے شمار عملي برائیوں کا بھي برابر اضافہ ھورھا ہے ' تو پھر کیونکر اسکا تصور بھي کیا جاسکتا ہے کہ اسکے ظلم کا اعلان نہ کیا جاے ؟

(اسـلام اور بیـورو کریسـي)

(۹) میں مسلمان ھوں ' اور بحیثیت مسلمان ھونے کے بھي میرا مذھبي فرض یہي ہے -

اسلام کسي ایسے اقتدار کو جائز تسلیم نہیں کرتا جو شخصي ھو ' یا چند تنخواہ دار حاکموں کي بیورو کریسي ھو - وہ آزادي اور جمہوریت کا ایک مکمل نظام ہے ' جو نوع انساني کو اسکي چھیني ھوئي آزادي واپس دلانے کیلیے آیا تھا - یہ آزادي بادشاھوں ' اجنبي حکومتوں ' خود غرض مذھبي پیشواؤں ' اور سوسایٹي کي طاقتور جماعتوں نے غصب کر رکھي تھي - وہ سمجھتے تھے کہ حق طاقت اور قبضہ ہے - لیکن اسلام نے ظاھر ھوتے ھي اعلان کیا کہ حق طاقت نہیں ہے بلکہ خود حق ہے ' اور خدا کے سوا کسي انسان کو سزاوار نہیں کہ بندگان خدا کو اپنا محکوم اور غلام بناے ' اُس نے امتیاز اور بالا دستي کے تمام قومي اور نسلي مراتب یکقلم مٹادیے ' اور دنیا کو بتلادیا کہ سب انسان درجے میں برابر ھیں ' اور سب کے حقوق مساوي ھیں - نسل ' قومیت ' رنگ ' معیار فضیلت نہیں ہے ' بلکہ صرف عمل ہے - اور سب سے بڑا وھي ہے ' جسکے کام سب سے اچھے ھوں : یا ایھا الناس !

اور " دو اور دو " کو اسلیے " چار " نہ کہا جاے کہ ایسا کہنے سے انسانی جسم مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے ' تو پھر سچائی اور حقیقت ہمیشہ کیلیے خطرہ میں پڑ جائے ' اور حق کے اُبھرنے اور قائم رہنے کی کوئی راہ باقی نہ رہے - حقیقت کا قانون نہ تو طاقت کی تصدیق کا محتاج ہے نہ اسلیے بدل جاسکتا ہے کہ ہمارے جسم پر کیا گزرتی ہے ؟ وہ تو حقیقت ہے - اور اُسوقت بھی حقیقت ہے جب اُسکے اعلان سے ہمیں پھولوں کی سیج ملے ' اور اُسوقت بھی حقیقت ہے جب اُسکے اظہار سے ہمارا جسم آگ کے شعلوں کے اندر جھونک دیا جاے - صرف اسلیے کہ ہمیں قید کردیا جائیگا ' آگ میں ٹھنڈک اور برف میں گرمی نہیں پیدا ہو جاسکتی !

(شہادۃ علی الناس)

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی کتاب شریعت (قرآن) میں مسلمانوں کو بتلایا گیا ہے کہ وہ خدا کی زمین میں " شاہد " ہیں - یعنی سچائی کی گواہی دینے والے ہیں - بہ حیثیت ایک قوم کے یہی اُنکا قومی وظیفہ (نیشنل ڈیوٹی) ہے ' اور یہی اُنکی قومی خصلت (نیشنل کیرکٹر) ہے جو اُنکو تمام پچھلی اور آئندہ قوموں میں ممتاز کرتی ہے : وکذلک جعلناکم أمة وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ! اسی طرح پیغمبر اسلام نے فرمایا - " انتم شہداء اللہ فی الارض " (بخاری) تم خدا کی زمین پر خدا کی طرف سے سچائی کے گواہ ہو - پس ایک مسلمان جب تک مسلمان ہے ' اس گواہی کے اعلان سے باز نہیں رہسکتا -

(کتمان شہادت)

اگر وہ باز رہے ' تو یہ قرآن کی اصطلاح میں " کتمان شہادت " ہے - یعنی گواہی کو چھپانا - قرآن نے ایسا کرنے والوں کو خدا کی پھٹکار کا سزاوار بتلایا ہے - اور بار بار کہا ہے کہ اسی کتمان شہادت کی وجہ سے دنیا کی بڑی بڑی قومیں برباد و ہلاک ہوگئیں : ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بینه للناس فی الکتاب ' اولائک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون - (بقرہ) لعن الذین کفروا من

بني اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی ابن مریم ' ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون -
کانوا لا یتناهون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون !

(امر بالمعروف و نہي عن المنکر)

اسي لیے اسلام کے واجبات و فرائض میں ایک اہم فرض " امر بالمعروف " اور " نہي عن المنکر " ہے - یعنی نیکي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا - قرآن نے عقیدۂ توحید کے بعد جن کاموں پر سب سے زیادہ زور دیا ہے ' اُن میں سے ایک کام یہ ہے - قرآن نے بتلایا ہے کہ مسلمانوں کی تمام قومي بڑائي کي بنیاد اسي کام پر ہے - وہ سب سے بڑي اور اچھي قوم اسیلیے ہیں کہ نیکي کا حکم دیتے ہیں اور برائي کو روکتے ہیں - اگر وہ ایسا نہ کریں تو اپنی ساري بڑائي کھودیں : کنتم خیر امۃ اخرجت للناس : تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر -

قرآن سچے مسلمانوں کي پہچان یہ بتلاتا ہے : " وہ حق کے اعلان میں کسي سے نہیں ڈرتے - نہ دنیا کي کوئي لالچ انپر غالب آسکتي ہے ' نہ کوئي خوف - وہ طمع بھي رکھتے ہیں تو صرف خدا سے ' اور ڈرتے بھي ہیں تو صرف خدا سے "

پیغمبر اسلام کے بے شمار قولوں میں سے جو اس بارے میں ہیں ' ایک قول یہ ہے " نیکی کا اعلان کرو - برائی کو روکو - اگر نہ کروگے تو ایسا ہوگا کہ نہایت برے لوگ تم پر حاکم ہو جائینگے ' اور خدا کا عذاب تمہیں گھیر لیگا - تم دعائیں مانگوگے کہ یہ حاکم ٹل جائیں مگر قبول نہ ہوگي " (ترمذي و طبرانی عن حذیفہ و عمر رض)

لیکن یہ فرض کیونکر انجام دیا جائے ؟ تو اسلام نے تین مختلف حالتوں میں اِسکے تین مختلف درجے بتلائے ہیں - چنانچہ پیغمبر اسلام نے فرمایا : " تم میں سے جو شخص برائی کی بات دیکھے تو چاہیے ' اپنے ہاتھ سے درست کردے - اگر اسکی طاقت نہ پائے تو زبان سے اعلان کرے - اگر اسکی بھی طاقت نہ پائے تو اپنے دل میں اُسکو برا سمجھے - لیکن یہ آخري درجہ ایمان کی بڑي ہی کمزوري کا درجہ ہے " (مسلم) ہندوستان میں ہمیں یہ استطاعت نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ

سے گورنمنٹ کی برائیاں دور کردیں - اسلیے ہم نے دوسرا درجه اختیار کیا جسکی استطاعت حاصل ھے - یعنے زبان سے اسکا اعلان کرتے ھیں -

(ارکان اربــعــه)

قرآن نے مسلمانوں کي اسلامي زندگي کي بنیاد چار باتوں پر رکھي ھے اور بتلایا ھے که هر طرح کي انساني ترقي اور کامیابي انھي کے ذریعه حاصل ھوسکتی ھے : ایمان - عمل صالح - توصیهٔ حق - توصیهٔ صبر -

" توصیهٔ حق " کے معني یه ھیں که همیشه حق اور سچائي کي ایک دوسرے کو وصیت کرنا - " توصیهٔ صبر " کے معني یه ھیں که هر طرح کي مصیبتوں اور رکاوٹوں کو جھیل لینے کی وصیت کرنا - چونکه حق کے اعلان کا لازمي نتیجه یه ھے که مصیبتیں پیش آئیں' اسلیے حق کے ساتھه صبر کي وصیت بھي ضروري تھي' تاکه مصیبتیں اور رکاوٹیں جھیل لینے کیلیے هرحق گو طیار هوجاے : والعصر' ان الانســان لفي خسر' الا الذین آمنــوا ' و عملــوا الصالحات ' و تواصوا بالحــق و تواصوا بالصبر !

(اسلامي توحید اور امر بالمعروف)

اسلام کي بنیاد عقیدهٔ " توحید " پر ھے - اور " توحید " کا ضد " شرک " ھے جس سے بیزاري اور نفرت هر مسلمان کي فطرت میں داخل کي گئی ھے - توحید سے مقصود یه ھے که خدا کو اسکي ذات اور صفات میں ایک ماننا - شرک کے معنی یه ھیں که اسکي ذات اور صفتوں میں کسي دوسري هستي کو شریک کرنا - پس سچائي کے اظہار میں بے خوفي اور بے باکي ایک مسلمان زندگي کا مایهٔ خمیر ھے - توحید مسلمانوں کو سکھلاتي ھے که ڈرنے اور جھکنے کي سزاوار صرف خدا هي کي عظمت و جبروت ھے - اُسکے سوا کوئي نہیں جس سے ڈرنا چاھیے یا جسکے آگے جھکنا چاھیے - وہ یقین کرتے ھیں که خدا کے سوا کسي دوسري هستی سے ڈرنا ' خدا کے ساتھه اُسکو شریک کرنا اور اپنے دل کے خوف و اطاعت کا حقدار ماننا ھے ۔ یه بات توحید کے ساتھه اکٹھی نہیں ھوسکتی -

اسي لیے اسلام تمامتر بے خوفي اور قرباني کی دعوت ہے - قرآن جا بجا کہتا ہے : " مسلمان وہ ہے جو خدا کے سوا کسي سے نہ ڈرے - ہر حال میں سچي بات کہے " (ولم یخش الا الله) پیغمبر اسلام نے فرمایا " سب سے بہتر موت اُس آدمی کی موت ہے جو کسی ظالم حکومت کے سامنے حق کا اظہار کرے اور اسکی پاداش میں قتل کیا جاے " (ابوداؤد) وہ جب کسی آدمی سے اسلام کا عہد و قرار لیتے تیے تو ایک اقرار یہ ہوتا تھا " میں ہمیشہ حق کا اعلان کرونگا - خواہ کہیں ہوں، اور کسی حالت میں ہوں " (بخاري و مسلم)

اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں حق گوئی اور حق گوئی کیلیے قربانی کی ایسی مثالیں نہیں ملسکتیں، جنسے تاریخ اسلام کا ہر باب معمور ہے - اسلام کے عالموں، پیشواؤں، بزرگوں، مصنفوں کے تراجم (Baiography) تمام تر اسی قربانی کی سرگذشت ہیں !

جن مسلمانوں کے مذہبی فرائض میں یہ بات داخل ہے کہ موت قبول کرلیں مگر حق گوئی سے باز نہ آئیں، انکے لیے دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ یقینا کوئی بڑي ڈراؤنی چیز نہیں ہوسکتا جسکي زیادہ سے زیادہ سزا سات برس کی قید ہے !

(اسلام میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - نہیں)

تاریخ اسلام کے دو دور ہیں - پہلا دور پیغمبر اسلام اور اُنکے چار جانشینوں کا ہے - یہ دور خالص اور کامل طور پر اسلامي نظام کا تھا - یعنی اسلامي جمہوریت (ری پبلک) اپني اصلی صورت میں قائم تھي - ایراني شہنشاهی اور رومی امارت (Aristocracy) کا کوئی اثر ابھی اسلامی مساوات عامہ (Democracy) پر نہیں پڑا تھا - اسلامي جمہوریت کا خلیفہ خود بھی طبقۂ عوام (ڈیموکریٹ) کا ایک فرد ہوتا تھا، اور ایک عام فرد قوم کی طرح زندگی بسر کرتا تھا - وہ دار الخلافت کے ایک خس پوش چھپر میں رہتا اور چار چار پیوند لگے ہوے کپڑے پہنتا - اسلام کے دار الخلافت میں امریکن ري پبلک کا کوئی قصر سفید (وھائٹ ھاؤس) نہ تھا -

دوسرا دور شخصي حکمرانی اور شہنشاہی کا ھے جو خاندان بنو امیه سے شروع ھوا - اِس دور میں اسلامي جمہوریت درهم برهم هوگئی - قوم کے انتخاب کي جگه طاقت و تسلط کا دور شروع هوگیا - شاهی خاندان سے طبقۂ امراء (ارسٹو کریٹ) کی بنیاد پڑي ' اور اسلام کے گلیم پوش خلیفه کی جگه شہنشاهیت کا تاج و تخت نمودار هوگیا -

تاهم مسلمانوں کی زبانیں جس طرح پہلے دور کی آزادي میں بے روک تھیں' اُسی طرح دوسرے دور کے جبر و استبداد میں بھی بے خوف رهیں - میں بتلانا چاهتا هوں که تعزیرات هند (پینل کوڈ) کی طرح اسلامی قانون میں کوئی دفعه ۱۲۴ - الف نہیں ھے !

پہلے دور کے مسلمانوں کی حق گوئی کا یه حال تھا که دار الخلافت کی ایک بڑھیا عورت خلیفۂ وقت سے بر سر عام کہه سکتی تھی " اگر تم انصاف نه کروگے تو تکلے کی طرح تمھارے بل نکالدینگے " لیکن وہ مقدمۂ بغاوت چلانے کي جگه خدا کا شکر کرتا که قوم میں ایسي راست باز زبانیں موجود هیں ! عین جمعه کے مجمع میں جب خلیفه منبر پر خطبه کیلیے کھڑا ھوتا اور کہتا " اسمعوا و اطیعوا " سنو اور اطاعت کرو - تو ایک شخص کھڑا ھو جاتا اور کہتا " نه تو سنینگے اور نه اطاعت کرینگے " کیوں ؟ " اسلیے که تمھارے جسم پر جو چغه ھے وہ تمھارے حصه کے کپڑے سے زیاده کا بنا ھوا ھے اور یه خیانت ھے " اسپر خلیفه اپنے لڑکے سے گواهي دلاتا - وہ اعلان کرتا که میں نے اپنے حصه کا کپڑا بھي اپنے باپ کو دیدیا تھا - اس سے چغه طیار ھوا -

قوم کا یه طرز عمل اُس خلیفه کے ساتھه تھا ' جس کی صولت و سطوت نے مصر اور ایران کا تخت اُلٹ دیا تھا - تاهم اسلامي حکومت میں کوئي دفعه ۱۲۴ - الف نه تھي -

دوسرا دور شخصي جبر و استبداد (Autocracy) کا تھا ' جسکي پہلي ضرب آزادي راے اور آزادي تقریر هي پر پڑتي ھے - لیکن اس دور میں بھي زبانوں کي بے باکي اور دلوں کي بے خوفي اُسي طرح سرگرم رهي ' اور قید خانے کي تاریک

کوٹھریاں ' تازیانوں کي ضرب ' اور جلاد کي تیغ بھي اُنھیں روک نه سکي - پیغمبر اسلام کے ساتھي (صحابهٔ کرام) جب تک زندہ رھے ' وقت کے جابر پادشاھوں کے ظلم کا اعلان کرتے رھے' اور برابر مطالبه کرتے رھے که حکومت قوم کے مشورہ اور انتخاب سے ھوني چاھیے - جو لوگ انکے تربیت یافته تھے (تابعین) اُنکا اعلان بھي بعینه یہي رھا که " درست ھو جاؤ یا مٹ جاؤ" امام محمد غزالي نے (جنکو یورپ کے مورخین فلسفه بھي Algazel کے نام سے پہچانتے ھیں ' اور اب میڈم کاریلي کے ناول Ardath کے دوسرے باب نے انگریزي علم ادب کو بھي روشناس کردیا ھے) صرف ان صحابه اور تابعین کا ذکر کیا ھے جو خلیفه ھشام بن عبد الملک کے زمانے تک موجود تھے' اور جنھوں نے حکمرانوں کے مظالم کا اعلان کرکے ھمیشه منصفانه اور نیابتي گورنمنٹ کا مطالبه کیا تھا - انکي تعداد ۲۳ - سے بھي زیادہ ھے -

ھشام بن عبد الملک نے طاؤس یماني کو بلایا - وہ آئے ' مگر اسکا نام لیکر سلام کیا " امیرالمومنین " یعني قوم کا سردار نه کہا جو مسلمان خلفاء کا لقب تھا - ھشام نے سبب پوچھا تو کہا " قوم تیري حکومت سے راضي نہیں' اسلیے تجھے انکا امیر کہنا جھوٹ ھے " ھشام نے کہا - نصیحت کیجیے - فرمایا " خدا سے ڈر' کیونکه تیرے ظلم سے زمین بھر گئی "

مالک بن دینار بصرہ کی جامع مسجد میں اعلان کرتے " ان ظالم پادشاھونکو خدا نے اپنے بندوں کا چرواھا بنایا تھا تاکه انکی رکھوالي کریں - پر انھوں نے بکریوں کا گوشت کھا لیا - بالوں کا کپڑا بن کر پہن لیا - اور صرف ھڈیاں چھوڑ دیں "

سلیمان بن عبد الملک جیسے ھیبت ناک خلیفه سے ابو حازم کہتے :
" ان آباءک قھروا الناس بالسیف ' و اخذوا الملک عنوۃ من غیر مشورۃ من المسلمین ولا رضا منھم " تیرے باپ دادوں نے تلوار کے زور سے لوگوں کو مقہور کیا ' اور بلا قوم کی راے اور انتخاب کے مالک بن بیٹھے - سلیمان نے کہا - اب کیا کیا جاے ؟ جواب دیا " جن کا حق ھے انھیں لوٹا دے " کہا - میرے لیے دعا کیجیے - فرمایا " خدایا ! اگر سلیمان حق پر چلے تو اسے مہلت دے - لیکن اگر ظلم سے باز نه آے تو پھر تو ھے اور اسکی گردن "

سعید بن مسیب بہت بڑے تابعی تھے - وہ علانیہ بر سر بازار حکام کے ظلم و جور کا اعلان کرتے اور کہتے "کتوں کا پیٹ بھرتے ہو مگر انسانوں کو تم سے امان نہیں"

اس عہد کے بعد بھی مسلمان عالموں اور پیشواؤں کی حق گوئی کا یہی عالم رہا - منصور عباسی کے خوف و ہیبت سے گھر میں بیٹھے ہوے لوگ کانپا کرتے تھے - سفیان ثوری سے ایک بار اُس نے کہا "مجھسے اپنی کوئی حاجت بیان کیجیے" انہوں نے جواب دیا "اتق اللہ فقد ملات الارض ظلماً و جوراً" خدا سے ڈر - زمین ظلم و جور سے بھرگئی ھے -

جب مشہور عباسی خلیفہ ' هارون الرشید تخت نشین هوا (جس نے فرانس کے شارلیمین کو ایک عجیب گھڑي بطور تحفہ کے بھیجی تھی ' اور قیصر روم کو بقول گبن " اے کتے کے بچے " کے لقب سے خط لکھا تھا) تو اُس نے اِنھي سفیان ثوري کو اپنے هاتھه سے اشتیاق ملاقات کا خط لکھکر بھیجا - خط میں لکھا تھا کہ میں نے تخت نشینی کي خوشي میں بے شمار مال و دولت لوگوں میں تقسیم کي ھے - تم بھي مجھسے آکر ملو - سفیان کوفہ کي مسجد میں ایک بڑے مجمع کے اندر بیٹھے تھے کہ یہ خط پہنچا - لیکن انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور کہا " جس چیز کو ایک ظالم کے هاتھه نے چھوا ھے' میں اُسے چھونا نہیں چاهتا " جب پڑھکر سنایا گیا تو اسي کي پشت پر جواب لکھوادیا " خدا کے مغرور بندے هارون کو جسکا ذوق ایمان سلب هوچکا ھے ' معلوم هو - تو نے قوم کا مال بلا کسي حق کے اپني تخت نشیني کي خوشي میں لٹایا اور اسکا حال لکھکر اپنے گناہ پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھي گواہ ٹھہرایا - پس هم سب کل کو اللہ کے آگے اسکي گواهي دینگے - اے هارون ! تونے انصاف و حق سے کنارہ کیا - تونے پسند کیا کہ ظالم بنے اور ظالموں کي سرداري پائے - تیرے حاکم بندگان خدا کو ظلم و جور سے پامال کررھے هیں اور تو تخت شاهي پر عیش و عشرت کررها ھے " هارون نے جب یہ خط پڑھا تو بے اختیار رونے لگا اور کہا - یہ خط همیشہ میرے ساتھہ رهیگا !

مسلمان عالموں اور اماموں پر موقوف نہیں' اس عہد کا ہر عام فرد بھي اس اعلان میں بالکل بے خوف تھا - منصور عباسي ایک دن کعبہ کا طواف کررھا تھا - آواز آئي کہ کوئی شخص دعا مانگ رھا ھے " خدایا ! میں تیرے آگے فریاد کرتا ھوں - ظلم غالب آگیا ھے اور حق اور حقداروں کے درمیان روک بنگیا ھے " منصور نے اُس شخص کو بلاکر پوچھا " وہ کون ھے جسکا ظلم روک بنگیا ھے ؟ " کہا " تیرا وجود اور تیري حکومت "

حجاج بن یوسف کا ظلم و ستم تاریخ اسلام کا نہایت مشہور واقعہ ھے - لیکن اسکي بے پناہ تلوار بھي مسلمانوں کي حق گوئي پر غالب نہ آسکي - حطیط جب گرفتار ھوکر آیا تو پوچھا - اب میرے لیے کیا کہتے ھو؟ اُس نے کہا " تو خدا کي زمین پر اسکا سب سے بڑا دشمن ھے " پوچھا - خلیفہ کیلیے کیا کہتے ھو؟ کہا " اسکا جرم تجھسے بھي زیادہ ھے - تیرا ظلم تو اسکے بے شمار ظلموں میں سے صرف ایک ظلم ھے "

مامون الرشید کے عہد میں ایسے مسلمان موجود تھے جو پکار پکارکر برسر دربار کہتے " یا ظالم ! انا ظالم ان لم اقل لک یا ظالم ! " اے ظالم ! میں ظالم ھوں اگر تجھے ظالم کہکر نہ پکاروں ! "

(فتنۂ تاتار اور فتنۂ یورپ)

یہ تو تاریخ اسلام کے ابتدائي اوراق ھیں ' لیکن اس عہد کے بعد بھي ھر دور کا یہي حال رھا - مسلمانوں کیلیے موجودہ عہد کا عالمگیر فتنہ کوئي پہلا واقعہ نہیں ھے - وہ ایک ایسے ھي سیلاب میں ڈوب کر اُچھل چکے ھیں - جس طرح آج یورپ اور علی الخصوص انگلستان کے ظہور اور تسلط سے تمام ایشیا اور اسلامي ممالک کي آزادي کا خاتمہ ھوگیا ھے - ٹھیک اسي طرح پندرھویں صدي مسیحي میں بھي تاتاریوں کے وحشیانہ تسلط سے ظہور میں آیا تھا - یورپ کے فتنہ کا آخري نتیجہ عثماني خلافت کي پامالي اور ایشیاء کوچک کا قتل عام ھے - تاتاري فتنہ کي آخري وحشت ناکي عباسي خلافت کا خاتمہ اور بغداد کا قتل عام تھا - تاتاري انسان نہیں تھے ' درندے تھے - تاھم ہلاکو خاں ' منکو خاں ' اباقا آن خاں جیسے

سفاکوں کے زمانے میں بھي وہ مسلمان موجود رہے جنکي زبانیں اعلان حق میں آنکي تلواروں سے بھي زیادہ تیز تھیں - شیخ سعدي شیرازي نے (جنکي "گلستاں" کا نام اس کورٹ نے بھي سنا ھوگا) ھلاکو خاں کے منھہ پر اُسے ظالم کہا - شمس الدین تیاري نے منکو خاں کے دربار میں اسکي ھلاکت کي دعا مانگي - شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ نے ابا قا آن پر برسر دربار لعنت بھیجي - تاتاریوں کے پاس بے دریغ قتل کردینے کا قانون تھا - تاھم " تورۂ چنگیز خاني " (قوانین چنگیز خاں) میں کوئي دفعہ ۱۲۴ - الف نہ تھي !

(" حجاج " اور " ریڈنگ ")

ھم مسلمانوں کا جب اپني قومي گورنمنٹوں کے ساتھہ (جنکي اطاعت از روے شرع ھم پر واجب ھے) ایسا سلوک رھا ھے ' تو پھر ایک اجنبي گورنمنٹ کے کارندے ھم سے کیا امید رکھتے ھیں ؟ کیا ھندوستان کي " از روے قانون قائم شدہ " گورنمنٹ ھمارے لیے اُس گورنمنٹ سے بھي زیادہ محترم ھے جو " از روے شریعت اسلام " واجب الاطاعت ھے ؟ کیا انگلستان کي پادشاھت اور لارڈ ریڈنگ کي نیابت عبد الملک کي خلافت اور حجاج بن یوسف کي نیابت سے بھي ھمارے لیے زیادہ مقتدر ھوسکتي ھے ؟ اگر ھم " اجنبي و غیر مسلم " اور " قومي و مسلم " کا عظیم الشان اور شرعي فرق بالکل نظر انداز کردیں ' جب بھي ھم سے صرف یہي امید کي جاسکتي ھے کہ جو کچھہ حجاج بن یوسف اور خالد قسري کي گورنمنٹوں کیلیے کہہ چکے ھیں' وھي " چمسفورڈ " اور " ریڈنگ " کي گورنمنٹوں کیلیے بھي کہیں - ھم نے اُنسے کہا تھا " اتق الله فقد ملاءت الارض ظلما و جورا " خدا سے ڈرو کیونکہ تمھارے ظلم سے زمین بھر گئي ھے ! یہي ھم آج بھي کہتے ھیں !

حقیقت یہ ھے کہ ھم اپني کمزوري اور بے بسي کي وجہ سے آج ھندوستان میں جو کچھہ کر رہے ھیں ' وہ دراصل قومي حکمرانوں کے ظلم و جور کیلیے ھمیں بتلایا گیا تھا ' نہ کہ ایک اجنبي قبضۂ و تصرف کے مقابلے میں - اگر برٹش گورنمنٹ کے ارکان اس حقیقت کو سمجھتے تو انھیں تسلیم کرنا پڑتا کہ مسلمانوں کے تمام آور

درگذر کي حد هوگئي هے - اس سے زیادہ وہ اسلام کو برطانیه کیلیے نہیں چهوڑ سکتے !

اسلام نے حکمرانوں کے ظلم کے مقابله میں دو طرح کے طرز عمل کا حکم دیا هے کیونکه حالتیں بهي دو مختلف هیں : ایک ظلم اجنبي قبضۂ و تسلط کا هے - ایک خود مسلمان حکمرانوں کا هے - پہلے کیلیے اسلام کا حکم هے که تلوار سے مقابله کیا جاے - دوسرے کیلیے حکم هےکه تلوار سےمقابله تو نه کیاجاے لیکن "امر بالمعروف" اور "اعلان حق" جسقدر بهي امکان میں هو' هر مسلمان کرتا رهے - پہلي صورت میں دشمنوں کے هاتهوں قتل هونا پڑیگا - دوسري صورت میں ظالم حکمرانوں کے هاتهوں طرح طرح کي اذیتیں اور سزائیں جهیلني پڑینگي - مسلمانوں کو دونوں حالتوں میں دونوں طرح کي قربانیاں کرني چاهئیں ' اور دونوں کا نتیجه کامیابي و فتح مندي هے - چنانچه گذشته تیرہ صدیوں میں مسلمانوں نے دونوں طرح کي قربانیاں کیں - اجنبیوں کے مقابلے میں سر فروشي بهي کي ' اور اپنوں کے مقابلے میں صبر و استقامت بهي دکهلائي - پہلي صورتوں میں جس طرح انکي "جنگي جد و جہد" کوئي مثال نہیں رکهتی - اسي طرح دوسري صورت میں اُنکي "شہري جد و جہد" بهي عدیم النظیر هے -

هندوستان میں آج مسلمانوں نے دوسري صورت اختیار کي هے ' حالانکه مقابله انکا پہلي حالت سے هے - اُنکے لیے "جنگي جد و جہد" کا وقت آ گیا تها - لیکن انہوں نے "شہري جد و جہد" کو اختیار کیا - انہوں نے "نوان و ایلنس" رهنے کا فیصله کرکے تسلیم کرلیا هے که وہ هتیار سے مقابله نه کرینگے - یعني صرف وهی کرینگے ' جو اُنہیں مسلمان حکومتوں کے ظلم کے مقابلے میں کرنا چاهیے - بلاشبه اس طرز عمل میں هندوستان کي ایک خاص طرح کي حالت کو بهي دخل هے - لیکن گورنمنت کو سونچنا چاهیے که اس سے زیادہ بدبخت مسلمان اور کیا کرسکتے هیں ؟ حد هوگئي که اجنبیوں کے ظلم کے مقابلے میں وہ بات کر رهے هیں' جو اُنہیں اپنوں کے مقابلے میں کرني تهي !

(انقـــلاب حـــال !)

میں سچ کہتا ھوں - مجھے اسکي رائي برابر بھي شکایت نہیں کہ سزا دلانے کیلیے مجھہ پر مقدمہ چلایا گیا ھے - یہ بات تو بہرحال ھوني ھي تھي - لیکن حالات کا یہ انقلاب میرے لیے بڑا ھي درد انگیز ھے کہ ایک مسلمان سے کتمان شہادت کي توقع کي جاتي ھے ' اور کہا جاتا ھے کہ وہ ظلم کو صرف اسلیے ظلم نہ کہے کہ دفعہ ۱۲۴ - الف کا مقدمہ چلایا جائیگا !

مسلمانوں کو حق گوئي کا جو نمونہ انکی قومي تاریخ دکھلاتي ھے' وہ تو یہ ھے کہ ایک جابر حکمراں کے سامنے ایک بے پروا انسان کھڑا ھے - اسپر الزام یہي ھے کہ اس نے حکمراں کے ظلم کا اعلان کیا - اِسکي پاداش میں اُسکا ایک ایک عضو کاٹا جا رھا ھے - لیکن جب تک زبان نہیں کٹ جاتي' وہ یہي اعلان کرتي رھتي ھے کہ حکمراں ظالم ھے ! یہ واقعہ خلیفۂ عبد الملک کے زمانے کا ھے جسکي حکومت افریقہ سے سندھہ تک پھیلي ھوئي تھي - تم دفعہ ۱۲۴ - الف کو اس سزا کے ساتھہ تول لے سکتے ھو !

میں اس درد انگیز اور جانکاہ حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ اس انقلاب حالت کے ذمہ دار خود مسلمان ھي ھیں - انھوں نے اسلامي زندگي کے تمام خصائص کھو دیے ' اور انکي جگہ غلامانہ زندگی کے تمام رذائل قبول کرلیے - اُنکی موجودہ حالت سے بڑھکر دنیا میں اسلام کیلیے کوئي فتنہ نہیں - جبکہ میں یہ سطریں لکھہ رھا ھوں ' تو میرا دل شرمندگی کے غم سے پارہ پارہ ھو رھا ھے کہ اسي ھندوستان میں وہ مسلمان بھی موجود ھیں جو اپني ایمانی کمزوري کی وجہ سے علانیہ ظلم کي پرستش کر رھے ھیں !

(یا آزادي یا مـــوت)

لیکن انسانوں کي بدعملی سے کسی تعلیم کی حقیقت نہیں جھٹلائی جاسکتي - اسلام کی تعلیم اُسکي کتاب میں موجود ھے - وہ کسی حال میں بھي

جائز نہیں رکھتی که آزادي کھوکر مسلمان زندگی بسر کریں - مسلمانوں کو مٹ جانا چاهیے - یا آزاد رهنا چاهیے - تیسري راہ اسلام میں کوئی نہیں -

اسی لیے میں نے آج سے بارہ سال پہلے "الهـلال" کے ذریعہ مسلمانوں کو یاد دلایا تھا که آزادي کی راہ میں قربانی و جان فروشي انکا قدیم اسلامی ورثه هے - اُنکا اسلامي فرض یه هے که هندوستان کی تمام جماعتوں کو اس راہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیں - میري صدائیں بیکار نه گئیں - مسلمانوں نے اب آخري فیصله کرلیا هے که اپنے هندو ' سکھ ' عیسائي ' پارسي بھائیوں کے ساتھ ملکر اپنے ملک کو غلامي سے نجات دلائینگے -

(مسئلۂ خلافت و پنجاب)

(۱۰) میں یہاں گورنمنٹ کي اُن نا انصافیوں کا افسانه نہیں چھیڑونگا جو مسئلۂ " خلافت " اور مظالم " پنجاب " کا عالمگیر افسانه هیں - لیکن میں اقرار کرونگا که گذشته دو سال کے اندر کوئي صبح و شام مجھه پر ایسي نہیں گذري هے ' جسمیں میں نے " خلافت " اور " پنجاب " کیلیے گورنمنٹ کے مظالم کا اعلان نه کیا هو - میں تسلیم کرتا هوں که میں نے همیشه یه کہا هے - جو گورنمنٹ اسلامي خلافت کو پامال کر رهي هو ' اور مظالم پنجاب کیلیے کوئي تلافي اور شرمندگي نه رکھتی هو ' ایسی گورنمنٹ کیلیے کسي هندوستانی کے دل میں وفاداري نہیں هوسکتی - گورنمنٹ کي جگه وہ ایک فریق محارب کي حیثیت رکھتي هے -

میں نے ۱۳ - دسمبر سنه ۱۹۱۸ - کو (جب میں رانچي میں گورنمنٹ آف انڈیا کے حکم سے نظر بند تھا) لارڈ چمسفورڈ کو ایک مفصل چٹھي لکھي تھي - اسمیں واضح کردیا تھا که " فتنه اور جزیرۃ العرب کے بارے میں اسلامي احکام کیا هیں ؟ میں نے لکھا تھا که اگر برٹش گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ممالک پر خلاف وعدہ متصرف هوگئي ' تو اسلامي قانون کي رو سے هندوستاني مسلمان ایک انتہائي کشمکش میں مبتلا هو جائینگے - اُنکے لیے صرف دو هي راهیں رهجائینگي - یا اسلام کا ساتھه دیں ' یا برٹش گورنمنٹ کا - وہ مجبور هونگے که اسلام کاساتھه دیں -

بالاخر وهي هوا - گورنمنٹ صریح وعدہ خلافي سے باز نہ رهی - اُس وعدہ کا بهی ایفا ضروري نہ سمجها گیا جوگورنمنٹ آف اِنڈیا نے ۲ - نومبر سنہ ۱۹۱۴ - کے اعلان میں کیا تها ' اور وہ وعدہ بهي فریب وقت ثابت هوا جو مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے ۵ - جنوري سنہ ۱۹۱۸ - کو هاؤس آف کامنس کی تقریر میں کیا تها - شریف آدمیوں کیلیے وعدہ خلافي عیب هے ' لیکن طاقتور حکومتوں کیلیے کوئي بات بهی عیب نہیں هے

اس حالت نے مسلمانوں کیلیے آخري درجه کي کشمکش پیدا کردي - اسلامی قانون کي رو سے کم ازکم بات جو انکے فرائض میں داخل تهی ' یہ تهی کہ ایسی گورنمنٹ کي اعانت اورکوا پریشن سے هاتهہ کهینچ لیں - چنانچہ انہوں نے ایسا هی کیا : وہ اُسوقت تک اسپر قائم رهینگے ' جب تک اُنهیں اپنا مذهب اور مذهب کے اٹل احکام عزیز هیں -

مسلمانوں کو یقین هوگیا هے کہ اگر وہ حق و انصاف چاهتے هیں تو اسکی راہ صرف ایک هی هے - سواراج کا حصول - یعنی ایسي قومی گورنمنٹ کا حصول جو هندوستانیوں کی هو ' هندوستان میں هو ' اور هندوستان کیلیے هو -

(اگر ظلم نہیں تو کیا عدل هے ؟)

(۱۱) غرضکہ اس بارے میں میرا اقرار بالکل صاف اور واضح هے - موجودہ گورنمنٹ محض ایک ناجائز بیورو کریسی هے ' وہ کروروں انسانوں کی مرضی اور خواهش کیلیے محض نفی هے ' وہ همیشہ انصاف اور سچائی پر پرسٹیج کو ترجیح دیتي هے ' وہ جلیانوالا باغ امرتسر کا وحشیانہ قتل عام جایز رکهتي هے ' وہ انسانوں کیلیے اس حکم میں کوئي نا انصافی نہیں مانتي کہ چارپایوں کي طرح پیٹ کے بل چلائیں جائیں ' وہ بے گناہ لڑکوں کو صرف اسلیے تازیانے کي ضرب سے بے هوش هو جانے دیتي هے کہ کیوں ایک بت کي طرح " یونین جیک " کو سلام نہیں کرتے ؟ وہ تیس کرور انسانوں کي پیہم التجاؤں پر بهي اسلامي خلافت کي پامالي سے باز نہیں آئي ' وہ اپنے تمام وعدوں کے توڑ دینے میں کوئي عیب

نہیں سمجھتی' وہ سمرنا اور تھریس کو صریح نا منصفانہ طور پر یونانیوں کے حوالہ کردیتی ہے' اور پھر تمام اسلامی آبادی کے قتل و غارت کا تماشا دیکھتی ہے -

انصاف کی پامالی میں اُسکی جرأت آن تھک اور دلیری بالکل بے باک ہے اور حقیقت کو جھٹلاتے ہوے اسکے منھہ میں کوئی لگام نہیں - سمرنا میں ۷۰ - فی صدی مسلمانوں کی آبادی ہے ' مگر وزیر اعظم بغیر کسی شرمندگی کے مسیحی آبادی کی کثرت کا اعلان کردیتا ہے - یونانی حکومت تمام اسلامی آبادی کو خون اور آگ کے سیلاب میں غرق کردیتی ہے ' لیکن وہ بے دھڑک ترکی مظالم کی فرضی داستانیں بیان کرتا رہتا ہے ' اور خود انگلستان کے بھیجے ہوے امریکن کمیشن کی رپورٹ پوشیدہ کردی جاتی ہے !

پھر نہ تو ان تمام مظالم و جرائم کیلیے اسکے پاس اعتراف ہے' نہ تلافی - بلکہ ملک کی جایز اور با امن جد و جہد کو پامال کرنے کیلیے ہر طرح کا جبر و تشدد شروع کردیا جاتا ہے ' اور وہ سب کچھہ کیا جاتا ہے جو گذشتہ ایک سال کے اندر ہوچکا ہے' اور ۱۸ - نومبر سے اسوقت تک ملک کے ہر حصہ میں ہو رہا ہے - میں اگر ایسی گورنمنٹ کو " ظالم " اور " یا درست ہو جاؤ یا مٹ جاؤ " نہ کہوں ' تو کیا " عادل " اور " نہ تو درست ہو' نہ مٹو " کہوں ؟

کیا صرف اسلیے کہ ظلم طاقتور ہے اور اسکے پاس جیل ہے ' اِسکا حق دار ہو جاتا ہے کہ اُسکا نام بدلدیا جاے ؟ میں اِٹلی کے نیک اور حریت پرست جوزفؔ میزینی (Mazzini) کی زبان میں کہونگا " ہم صرف اسلیے کہ تمہارے ساتھہ عارضی طاقت ہے' تمہاری برائیوں سے انکار نہیں کرسکتے " -

(" جرم " کا قدیم اور نا قابل شمار ارتکاب)

(۱۴) میں نہایت متعجب ہوں کہ میرے خلاف صرف یہی دو ناتمام اور نا کافی تقریریں کیوں پیش کیگئی ہیں ؟ کیا ان ہزاروں صفحات سے جو میرے قلم سے نکل چکے ہیں ' اور ان بے شمار تقریروں سے جنکی صدائیں ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں گونج چکی ہیں' صرف یہی سرمایہ گورنمنٹ بہم پہنچا سکی ؟

میں اقرار کرتا ہوں کہ میری کوئی تقریر گذشتہ دو سال کے اندر ایسی نہیں ہوئی ہے جسمیں یہ تمام باتیں میں نے بیان نہ کی ہوں -

میں متصل بارہ سال سے اپنی قوم و ملک کو آزادی و حق طلبی کی تعلیم دے رہا ہوں - میری ۱۸ - برس کی عمر تھی جب میں نے اس راہ میں تقریر و تحریر شروع کی - میں نے زندگی کا بہترین حصہ یعنی عہد شباب صرف اسی مقصد کے عشق میں قربان کردیا - میں اسی کی خاطر چار سال تک نظر بند رہا ' مگر نظر بندی میں بھی میری ہر صبح و شام اسی کی تعلیم و تبلیغ میں بسر ہوئی - " رانچی " کے در و دیوار اسکی شہادت دے سکتے ہیں جہاں میں نے نظر بندی کا زمانہ بسر کیا ہے - یہ تو میری زندگی کا دائمی مقصد ہے - میں صرف اسی ایک کام کیلیے جی سکتا ہوں : ان صلاتی ' و نسکی ' و محیای ' و مماتی ' لله رب العالمین !

(آخــری اســلامی تحــریک)

(۱۳) میں اس " جرم " سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں جبکہ میں ہندوستان کی اس آخری " اسلامی تحریک " کا داعی ہوں ' جس نے مسلمانان ہند کے پولیٹکل مسلک میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا - اور بالاخر وہاں تک پہونچا دیا جہاں آج نظر آرہے ہیں - یعنی اُن میں سے ہر فرد میرے اس جرم میں شریک ہوگیا ہے - میں نے سنہ ۱۹۱۲ - میں ایک اردو جرنل " الہلال " جاری کیا جو اس تحریک کا آرگن تھا ' اور جسکی اشاعت کا تمام تر مقصد وہی تھا جو اوپر ظاہر کرچکا ہوں - یہ امر واقعہ ہے کہ الہلال نے تین سال کے اندر مسلمانان ہند کی مذہبی اور سیاسی حالت میں ایک بالکل نئی حرکت پیدا کردی - پہلے وہ اپنے ہندو بھائیوں کی پولیٹکل سرگرمیوں سے نہ صرف الگ تھے ' بلکہ اسکی مخالفت کیلیے بیورو کریسی کے ہاتھہ میں ایک ہتیار کی طرح کام دیتے تھے - گورنمنٹ کی تفرقہ انداز پالیسی نے انہیں اس فریب میں مبتلا کر رکھا تھا کہ ملک میں ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے ' ہندوستان اگر آزاد ہوگیا تو ہندو گورنمنٹ قائم ہوجائیگی - مگر الہلال نے مسلمانوں کو تعداد کی جگہ ایمان پر اعتماد کرنے کی تلقین کی '

اور بے خوف ہوکر ہندوؤں کے ساتھہ ملجانے کي دعوت دي - اسي سے وہ تبدیلیاں رو نما ہوئیں جنکا نتیجہ آج متحدہ تحریک خلافت و سواراج ہے - بیوروکریسي ایک ایسي تحریک کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کرسکتي تھي - اسلیے پہلے الہلال کي ضمانت ضبط کي گئي - پھر جب " البــلاغ " کے نام سے دوبارہ جاري کیا گیا تو سنہ ١٩١٦ - میں گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھے نظر بند کردیا -

میں بتلانا چاھتا ھوں کہ " الہلال " تمامتر " آزادي یا موت " کي دعوت تھي - اسلام کي مذھبي تعلیمات کے متعلق اس نے جس مسلک بحث و نظر کی بنیاد ڈالی ' اسکا ذکر یہاں غیر ضروري ہے - صرف اسقدر اشارا کرونگا کہ ھندوؤں میں آج مہاتما گاندھي مذھبی زندگی کی جو روح پیدا کر رہے ھیں ' الہلال اس کام سے سنہ ١٩١٤ - میں فارغ ھوچکا تھا - یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ مسلمانوں اور ھندوؤں ' دونوں کی نئی اور طاقتور سرگرمي اُسی وقت شروع ھوئی ' جب دونوں میں مغربی تہذیب کی جگہ مذھبی تعلیم کی تحریکوں نے پوري طرح فروغ پالیا -

(خلافت کانفرنس کلکتہ)

(١٤) چار سال کے بعد پہلي جنوري سنہ ١٩٢٠ - کو میں رہا کیا گیا - اسوقت سے گرفتاري کے لمحہ تک ' میرا تمام وقت انھي مقاصد کي اشاعت و تبلیغ میں صرف ھوا ہے - ٢٨ - ٢٩ - فروري سنہ ١٩٢٠ - کو اسي کلکتہ کے ٹاؤن ھال میں خلافت کانفرنس کا جلسہ ھوا تھا ' اور مسلمانوں نے مایوس ھوکر اپنا آخري اعلان کردیا تھا :

" اگر برٹش گورنمنٹ نے مطالبات خلافت کي اب بھی سماعت نہ کی ' تو مسلمان اپنے شرعی احکام کی رو سے مجبور ھو جائینگے کہ تمام وفادارانہ تعلقات منقطع کرلیں " -

میں اس کانفرنس کا پریسیڈنٹ تھا -

میں نے اسکے طولانی پریسیڈنشل ایڈرس میں وہ تمام امور بہ تفصیل بیان کردیے تھے جو اسقدر ناقص شکل میں ان دو تقریروں کے اندر دکھلائے گئے ھیں -

(مـوالات اور فـوجي مـلازمت)

میں نے اسي ایڈریس میں اُس اسلامي حکم کي بھي تشریح کردي تھي جسکي بنا پر مسلمانوں کا مذھبي فرض ھے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ سے " ترک موالات " کریں - یعنی کواپریشن اور اعانت سے ھاتھہ کھینچ لیں - یہي " ترک موالات " ھے ' جو آگے چلکر " نان کواپریشن " کي شکل میں نمودار ھوا ' اور مہاتما گاندھي جي نے اسکي سربراھي کي -

اسي کانفرنس میں فوج کے متعلق وہ رزولیوشن منظور ھوا تھا ' جسمیں اسلامي قانون کے بموجب مسلمانوں کیلیے فوجي نوکري ناجائز بتلائي گئي تھي - کیونکہ گورنمنٹ اسلامي خلافت اور اسلامي ملکوں کے خلاف برسرپیکار ھے - کرانچي کا مقدمہ اسي رزولیوشن کي بنا پر چلایا گیا - میں بار بار اخبارات اور تقریروں میں اعلان کرچکا ھوں کہ یہ رزولیوشن سب سے پہلے میں نے ھي طیار کیا تھا ' اور میري ھي صدارت میں تین مرتبہ منظور ھوا - سب سے پہلے کلکتہ میں - پھر بریلي اور لاھور میں - پس اس "جرم" کي تعزیر کا بھي پہلا حقدار میں ھي ھوں -

میں نے اس اڈرس کو مزید اضافہ کے بعد کتاب کي شکل میں بھي مرتب کیا ' جو انگریزي ترجمہ کے ساتھہ بار بار شائع ھوچکا ھے - اور گویا میرے " جرائم " کا ایک تحریري ریکارڈ ھے -

(میري زندگي سرتا سر ۱۲۴ - ھے)

(۱۵) میں نے گذشتہ دو سال کے اندر تنہا اور مہاتما ندھي کے ساتھہ تمام ھندوستان کا بار بار دورہ کیا - کوئي شہر ایسا نہیں ھے جہاں میں نے خلافت ' پنجاب ' سواراج ' اور نان کواپریشن پر بار بار تقریریں نہ کي ھوں ' اور وہ تمام باتیں نہ کہي ھوں جو میري ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں -

ڈسمبر سنہ ۲۰ - میں انڈین نیشنل کانگرس کے ساتھہ آل انڈیا خلافت نفرنس کا بھي اجلاس ھوا ' اپریل سنہ ۲۱ - میں جمعیۃ العلماء کا بریلي میں جلسہ

ہوا ' گذشتہ اکتوبر میں یو - پي پراونشیل خلافت کانفرنس آگرہ میں منعقد ہوئي ' نومبر میں آل انڈیا علماء کانفرنس کا لاہور میں اجلاس ہوا - ان تمام کانفرنسوں کا بھي میں ھي صدر تھا - لیکن ان میں بھي تمام مقررین نے جو کچھہ کہا ' اور صدارتي تقریروں میں میں نے جو خیالات ظاہر کیے ' اُن سب میں وہ تمام باتیں موجود تھیں ' جو ان دو تقریروں میں دکھلائي گئي ھیں - بلکہ میں اقرار کرتا ھوں کہ ان سے بہت زیادہ قطعي و واضح خیالات ظاہر کیے گئے تھے !

اگر میري ان دو تقریروں کے مطالب دفعہ ۱۲۴ - الف کا جرم ھیں ' تو میں نہیں سمجھتا کہ صرف پہلي اور پندرھویں جولائی ھی کا ارتکاب کیوں منتخب کیا گیا ھے ؟ میں تو اس کثرت کے ساتھہ اس کا ارتکاب کرچکا ھوں کہ فی الواقع اسکا شمار میرے لیے ناممکن ھوگیا ھے - مجھے کہنا پڑیگا کہ میں نے گذشتہ سالوں کے اندر بجز ۱۲۴ - الف کے اور کوئی کام ھي نہیں کیا !

(نوان وایلنس نوان کواپریشن)

(۱۶) ھم نے آزادي اور حق طلبي کي اس جنگ میں " نان وایلنس نوان کواپریشن " کي راہ اختیار کی ھے - ھمارے مقابلے میں طاقت اپنے تمام جبر و تشدد اور خونریز وسائل کے ساتھہ کھڑي ھے ' لیکن ھمارا اعتماد صرف خدا پر ھے اور اپنی غیر مختتم قرباني اور غیر متزلزل استقامت پر - مہاتما گاندھي کي طرح میرا یہ اعتقاد نہیں ھے کہ کسی حال میں بھی ھتیار کا مقابلہ ھتیار سے نہیں کرنا چاھیے - اسلام نے جن حالتوں میں اسکی اجازت دي ھے ' میں اسے فطرۃ الہی اور عدل و اخلاق کے مطابق یقین کرتا ھوں - لیکن ساتھہ ھي ھندوستان کی آزادي اور موجودہ جد و جہد کیلیے مہاتما گاندھی کے تمام دلائل سے متفق ھوں ' اور اُن دلائل کي سچائی پر پورا اعتقاد رکھتا ھوں - میرا یقین ھے کہ ھندوستان نان وایلنس جد و جہد کے ذریعہ فتح مند ھوگا ' اور اسکی فتح مندي اخلاقی و ایماني طاقت کی فتحمندي کی ایک یادگار مثال ھوگی -

یہی وجہ ہے کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو با امن جد و جہد کی تلقین کی اور اسکو کامیابی کی سب سے پہلی شرط قرار دیا - خود یہ تقریریں بھی اسی موضوع پر تھیں جیساکہ پیش کردہ نقول سے بھی ثابت ہوتا ہے - میں اُن چند مسلمانوں میں سے ہوں جو بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر انہوں نے نہایت مضبوطی کے ساتھہ مسلمانوں کو با امن جد و جہد پر قائم نہ رکھا ہوتا ' تو نہیں معلوم ' مسئلۂ خلافت کی وجہ سے انکا صبر آزما اضطراب کیسی خوفناک شکل اختیار کرلیتا ؟ کم از کم ہندوستان کے ہر حصہ میں ایک " مالیبار " کا منظر تو ضرور نظر آ جاتا -

(سي - آئي - ڈي کے رپورٹرز)

(۱۷) اب جبکہ میں ان دو تقریروں کے تمام اُن حصوں کا اقرار کرچکا ہوں جن سے پراسیکیوشن استدلال کرسکتا ہے ' تو کوئی مضائقہ نہیں ' اگر چند الفاظ انکی پیش کردہ صورت کی نسبت بھی کہدوں -

سي - آئي - ڈي کے گواہوں نے بیان کیا ہے کہ میري تقریروں کے نوٹس بھي لیے گئے اور مختصر نویسي کے ذریعہ بھي قلمبند کي گئیں - جو کاپي داخل کي گئي ہے (اگزبیٹ اے - او ر- سي) وہ مختصر نویس کي مرتب کی ہوئي ہے ' لیکن یہ میري تقریروں کي ایک ایسي مسخ شدہ صورت ہے کہ اگر چند ناموں اور واقعات کي طرف اشارہ نہ ہوتا تو میرے لیے شناخت کرنا بھي بہت مشکل تھا - وہ بلا شبہ ایک چیز ہے جو دور تک پھیلتي ہوئي چلي گئي ہے ' لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے ؟ محض بے جوڑ ' بے تعلق ' اور اکثر مقامات پر بے معني جملے ہیں ' جو بغیر کسي ربط اور سلسلہ کے صفحوں پر بکھیر دیے ہیں - گرامر اور محاورہ دونوں سے انہیں یکقلم انکار ہے - صاف معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹر تقریر سمجھنے اور قلمبند کرنے سے عاجز تھا - اسلیے درمیان سے جملوں کے جملے چھوڑتا جاتا ہے ' اور تمام حروف ربط و تعلیل تو بالکل ہی حذف کردیے ہیں ہے - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ تمام وہ الفاظ جنکي آواز یا اسپلنگ (اِملا) میں ذرا سا بھي تشابہ ہے ' بالکل ہي بدل گئے ہیں ' اور عبارت یا تو بے معني ہوگئي ہے یا محرف -

مثلاً میں نے یکم جولائی کی تقریر میں مشہور فرنچ شاعر اور ادیب وکٹر ھیوگو کا قول نقل کیا تھا:

" آزادی کا بیج کبھی بار آور نہیں ہوسکتا جب تک ظلم کے پانی سے اُسکی آبیاری نہ ہو "

مختصر نویس نے " ظلم " کی جگہ " دھرم " لکھدیا ھے جو صریح غلط اور بے موقعہ ھے - البتہ اسکی آواز " ظلم " سے مشابہہ ھے -

اسی طرح ایک مقام پر ھے :

" اُنہوں نے جیل خانے کی مصیبت کو برباد کیا ھے "

حالانکہ مصیبت کو برباد کرنے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے - غالباً میں نے " برداشت کیا ھے " کہا ہوگا - یعنی اُنہوں نے جیل کی مصیبت جھیل لی ھے - چونکہ دونوں لفظوں کی آواز ملتی جلتی ھے اور مختصر نویس خود فہم و امتیاز سے محروم ھے، اسلیے " برداشت " کی جگہ " برباد " لکھ گیا !

(اُردو مختصـــر نویســـی)

اصل یہ ھے کہ اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ اور مختصر نویس کی نا قابلیت، دونوں ان نقائص کیلیے ذمہ دار ھیں -

اُردو مختصر نویسی کا قاعدہ سنہ ۱۹۰۵ - میں کرسچیـن کالـج لکھنـؤ کے دو پروفیسروں نے ایجاد کیا، جن میں سے ایک کا نام مرزا محمد ھادی - بی - اے ھے - میں اُس وقت لکھنؤ ھی میں تھا، اسلیے مجھے ذاتی طور پر اُسکے دیکھنے اور موجدوں سے گفتگو کرنے کا بارھا اتفاق ہوا - مجھے معلوم ھے کہ اسکے موجدوں نے انگریزی علامات کو بہت تھوڑے سے تغیر کے ساتھہ منتقل کرلیا ھے، لیکن وہ اُردو حروف و املاء کو پوری طرح محفوظ کردینے میں کامیاب نہ ہوسکے - خود انہیں بھی اس نقص کا ایک حد تک اعتراف تھا - لیکن وہ خیال کرتے تھے کہ مختصر نویس کی ذاتی قابلیت اور حافظۂ و ملاسبت سے اسکی تلافی ہوجائیگی - میں اپنے ذاتی معلومات کی بنا پر کہتا ہوں کہ تجربے سے انکا خیال درست نہ نکلا -

صوبجات متحدہ کي گورنمنٹ نے ابتدائي تجربے کیلیے دو پولیس سب انسپکٹروں کو تعلیم دلائي تھي - انہوں نے سب سے پہلے آزمائشي طور پر جس پبلک تقریروں کو قلمبند کیا، میں بتلانا چاھتا ھوں کہ وہ میري اور شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم کي تقریریں تھیں - ھم دونوں نے انجمن اسلامیہ ھردوئي کے سالانہ جلسے میں لکچر دیے تھے - مجھے اچھي طرح یاد ھے کہ مولانا شبلي نے في منٹ ساٹھہ لفظوں کے رفتار سے تقریر کي تھي، اور میري تقریر في منٹ ۷۰ - سے ۹۰ تک تھي جیسا کہ خود مختصر نویسوں نے ظاھر کیا تھا - ظاھر ھے کہ یہ کوئي تیز رفتار نہ تھي - تاھم جب انہوں نے اپنا کام مرتب کرکے دکھلایا تو بالکل ناقص اور غلط تھا - اسکے بعد بھي مجھے بارھا اپني تقریروں کے قلمبند کرانے کا اتفاق ھوا، لیکن ھمیشہ ایسا ھي نتیجہ نکلا - ابھي حال کي بات ھے کہ خلافت کانفرنس آگرہ میں میرا زباني پریزیڈنشل ایڈرس ایک مشاق مختصر نویس سید غلام حسنین نے قلمبند کیا جو عرصہ تک یو - پی کے محکمہ سی - آئي - ڈي میں کام کرنے کے بعد مستعفی ھوا ھے - لیکن جب لانگ ھینڈ میں مرتب کرکے مجھے دکھلایا گیا تو اسکا کوئی حصہ صحیح اور مکمل نہ تھا -

یہ تو اصل قاعدہ کا نقص ھے، لیکن جب اسپر مختصر نویس کی نا قابلیت کا بھی اضافہ ھو جاے، تو پھر کوئی خرابی ایسی نہیں ھے جس سے انسانی تقریر مسخ نہ کی جاسکے - کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت نے اس نقص کو اور زیادہ پر مصیبت بنا دیا ھے - یہاں کے دیسی اور یوروپین افسر خود اردو زبان سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے - حتیٰ کہ معمولی طور پر بول بھي نہیں سکتے - انکے نزدیک ھر وہ آدمي جو انگریزي زبان سے کسی مختلف لہجہ میں آواز نکالے، اردو کا اسکالر ھے - نتیجہ یہ ھے کہ پولیس اور عدالت ان رپورٹروں اور مختصر نویسوں کو بطور سند کے استعمال کررھي ھے، جن بیچاروں کي استعداد پر ھمیشہ ھملوگ تمسخر کیا کرتے ھیں -

میں وثوق کے ساتھہ کہہ سکتا ہوں کہ کلکتہ کي پولیس اور عدالتوں میں ایک شخص بھي اردو زبان کیلیے قابل اعتماد نہیں ہے - اگر یہاں اس حقیقت کا کچھہ بھي احساس ہوتا ' تو صرف یہي بات بطور ایک عجیب واقعہ کے خیال کي جاتي کہ میري تقریروں کیلیے پولیس اور سي - آئي - ڈي کے غریب رپورٹروں کي شہادت لي جارہي ہے ! میں تسلیم کرتا ہوں کہ کم از کم یہ منظر ضرور میرے لیے تکلیف دہ ہے !

(مشرقي لٹریچر اور سرکاري وسائل علم)

یہ کہنا ضروري نہیں کہ میں اپنے ڈیفنس کي غرض سے ان شہادتوں کي بے اعتمادي ثابت نہیں کر رہا ہوں - میں تو پورا پورا اقرار کرچکا - مقصود صرف دو باتوں کا اظہار ہے :

اولاً ' جو سرکاري مقدمات اردو تقریر و تحریر کي بنا پر چلائے جاتے ہیں ' انکے وسایل ثبوت کس درجہ ناکارہ اور نا قابل اعتماد ہیں ؟

ثانیاً ' ہندوستان کي بیوروکریسي کي ناکامیابي اور ناموافقت - وہ ڈیڑھہ سو برس تک حکومت کرکے بھي اس قابل نہیں ہوئی کہ ہندوستاني زبانوں کے متعلق صحیح اور مستند ذرایع سے معلومات حاصل کرسکتي - مجھے یاد ہے کہ جب اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ میں نظر بند کیا گیا ' اور بہار گورنمنٹ کے حکام اور پولیس افسر (جنکو اُردو زبان سے بمقابلۂ بنگال زیادہ تعلق ہے) تلاشي کیلیے آئے ' تو انہوں نے میري تمام کتابوں کو بھي ایک خوفناک لٹریچر سمجھکر نہایت احتیاط کے ساتھہ قبضہ میں کرلیا - یہ تمام کتابیں عربي اور فارسي زبان میں تہیں ' اور تاریخ ' فقہ ' فلسفہ کا معمولي مطبوعہ ذخیرہ تھا جو بازاروں میں فروخت ہوتا رہتا ہے - صرف ایک کتاب " مطالب عالیہ " نامي قلمي تھي جو سب سے زیادہ پر اسرار سمجھی گئي - لطف یہ ہے کہ انکی فہرست ڈپٹي کمشنر کي درخواست سے مجھے ھي مرتب کرني پڑي - کیونکہ تفتیش جرائم کے اس پورے کمیشن میں ایک شخص بھي اس قابل نہ تھا کہ کتابوں کے ٹائیٹل پیج کو صحت کے ساتھہ پڑھہ لیتا !

میں نے نظر بندي کے زمانے میں چارسال تک اپني ڈاک کیلیے خود هي سنسر شپ کے فرائض بهي انجام دیے هیں' کیونکه جو سرکاري افسر اس غرض سے مقرر کیا گیا تها ' وہ اسقدر قابل آدمی تها که اردو کے معمولی لکھے ہوے خطوط بهی نہیں پڑهه سکتا تها - وہ اکثر میري ڈاک صرف دستخط کرکے بهیج دیتا ' اور شب کو آکر مجهسے اسکا ترجمه لکهوا لیتا !

جبکه نظر بندي میں میں اپنی ڈاک کی خود هی نگرانی کررها تها ' توشمله اور دهلی کے حکام اپني کار فرمائي پر نہایت نازاں تهے' اور سمجهتے تهے که انهوں نے اپنے ایک خطرناک دشمن کو بالکل مجبور اور معطل کردیا هے !

اِسوقت بهی میرے قلمي مسودات کلکته پولیس کے قبضه میں هیں - ان میں سب سے زیادہ خوفناک جرم ' تاریخ ' تفسیر قرآن ' اور لٹریچر هے !

میں یہاں عربی داں اشخاص کی دلچسپی کیلیے ان کتابوں کے چند نام درج کردیتا هوں ' جنهیں نہایت خوفناک سمجهکر پولیس نے شمله بهیجا تها ' اور عرصه تک سر چارلس کلیو لینڈ کے حکم سے میري نظر بندي کے دیگر معاملات کي طرح انکي بهي تحقیقات هوتي رهي :

فتح القدیر شرح هدایه - طبقات الشافعیه سبکي - ازالة الخفا - کتاب الام - مدونۂ امام مالک - مطالب عالیه امام رازي - شرح حکمة الاشراق - شرح مسلم الثبوت بحــــر العلوم - کتاب المستصفي - کتاب اللمغ -

اصل یه هے که کسي جرم کیلیے جو لٹریچر سے تعلق رکهتا هو' کوئي ایسي عدالت منصفانه کار روائي نہیں کرسکتي جو ذاتي طور پر راے قائم نه کرسکے - یعنے خود اس زبان سے واقف نہو - لیکن موجودہ بیورو کریسي علاوہ بیورو کریسي هونے کے غیر ملکي بهي هے ' اسلیے هرگوشه میں اجنبي اقتدار کي غلامي کے نتائج کام کر رهے هیں - عدالتیں هندوستان کي هیں اور هندوستانیوں کیلیے هیں ' لیکن انکي زبان جزیرۂ برطانیه کي هے' اور اکثر حالتوں میں ایسے افراد سے مرکب هیں جو ملکي زبان کا ایک لفظ بهي نہیں جانتے !

یہي وجہ ھے کہ اب ھم اس گورنمنٹ سے اور کچھہ نہیں چاھتے - صرف یہ چاھتے ھیں کہ جسقدر بھي جلد ممکن ھو' وہ اپنے سے بہتر اور حقدار کیلیے اپني جگہ خالي کردے -

(موجودہ حالت قدرتي ھے)

(١٨) میں جیسا کہ ابتدا میں لکھہ چکا ھوں' خاتمۂ سخن میں بھي دھراؤنگا - آج گورنمنٹ جو کچھہ ھمارے ساتھہ کر رھي ھے' وہ کوئي غیر معمولي بات نہیں ھے جسکے لیے خاص طور پر اُسے ملامت کي جاے - قومي بیداري کے مقابلے میں مقاومت اور جبر و تشدد تمام قابض حکومتوں کیلیے طبیعت ثانیہ (سکینڈ نیچر) کا حکم رکھتا ھے' اور ھمیں یہ توقع نہیں رکھني چاھیے کہ ھماري خاطر انساني طبیعت بدل دي جائیگي -

یہ قدرتي کمزوري افراد اور جماعت' دونوں میں یکساں طور پر نمود رکھتي ھے - دنیا میں کتنے آدمي ھیں جو اپنے قبضہ میں آئي ھوئي چیز صرف اسلیے لوٹا دینگے کہ وہ اُسکے حقدار نہیں ؟ پھر ایک پورے براعظم کیلیے ایسي امید کیونکر کي جا سکتي ھے ؟ طاقت کبھي کسي بات کو صرف اس لیے نہیں مان لیتي کہ وہ معقول اور مدلل ھے - وہ تو خود بھي طاقت کي نمود کا انتظار کرتي ھے' اور جب وہ نمودار ھو جاتي ھے تو پھر نا واجب سے نا واجب مطالبہ کے آگے بھی جھک جاتي ھے - پس کشمکش اور انتظار ناگزیر ھے' اور ایک ایسی قدرتی بات ھے جسکو بالکل دنیا کے معمولی اور روز مرہ کاموں کیطرح بلا کسي تعجب و شکایت کے انجام پانا چاھیے -

میں یہ بھي تسلیم کرتا ھوں کہ تاریخ نے اس بارے میں انساني ظلم و تعدي کے جو ھیبت ناک مناظر دکھلائے ھیں' انکے مقابلے میں موجودہ جبر و تشدد کسي طرح بھي زیادہ نہیں کہا جاسکتا - البتہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کمي اسلیے ھے کہ ابھي ملک کا جذبۂ قرباني ناتمام ھے' یا اسلیے ھے کہ ظلم زیادہ مکمل نہیں ؟ مستقبل اسکو واضح کردیگا -

جس طرح اس کشمکش کا آغاز همیشه یکساں طور پر هوا ہے، اسي طرح خاتمه بهي ایک هي طرح هوا ہے - همیں معلوم ہے که اگر همارا جذبۂ آزادي و حق طلبي سچا اور اٹل ثابت هوا، تو یهی گورنمنٹ جو آج همیں مجرم ٹهرا رهي ہے، کل کو فتح مند محب الوطنوں کی طرح همارے استقبال پر مجبور هوگي !

(بغـاوت)

(١٩) مجهه پر سڈیشن کا الزام عائد کیا گیا ہے، لیکن مجھ " بغاوت " کے معنی سمجهه لینے دو - کیا " بغاوت " آزادي کي اُس جد و جهد کو کهتے هیں جو ابهي کامیاب نهیں هوئي ہے ؟ اگر ایسا ہے تو میں اقرار کرتا هوں - لیکن ساتهه هي یاد دلاتا هوں که اسي کا نام قابل احترام حب الوطني بهي ہے جب وہ کامیاب هو جاے - کل تک آیر لینڈ کے مسلح لیڈر باغي تهے، لیکن آج ڈي ویلرا اور گریفتهه کیلیے برطانیۂ عظمی کونسا لقب تجویز کرتي ہے ؟

اسي آیر لینڈ کے پارنل (Parnel) نے ایک مرتبه کها تها : "همارا کام همیشه ابتدا میں بغاوت اور آخر میں حب الوطنی کی مقدس جنگ تسلیم کیا گیا ہے "

(قانون " قضاء بالحق ")

(٢٠) میں مسلمان هوں، اور میرے یقین کیلیے وہ بس کرتا ہے، جو میري کتاب شریعت نے بتلایا ہے - قرآن کهتا ہے - جسطرح ماده اور اجسام میں انتخاب طبیعی (Natural Selection) اور بقاء اصلح (Survival of the fittest) کا قانون جاري ہے، اور فطرة صرف اسی وجود کو باقي رهنے دیتي ہے جو صحیح و اصلح هو - ٹهیک اسیطرح تمام عقائد و اعمال میں بهي یهي قانون کام کر رها ہے - آخري فتح اسي عمل کي هوتي ہے جو حق اور سچ هو، اور اسلیے باقي و قائم رهنے کا حقدار هو - پس جب کبهي انصاف اور نا انصافي میں مقابله هوگا، تو آخر کي جیت انصاف هي کے حصه میں آئیگي : و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب اللہ الامثال - (١٣ : ١٨) زمیں پر وهي چیز باقي رهیگي جو نافع هو - غیر نافع چهانٹ دي جائیگي -

٥٢٤٦

یہي وجہ ہے کہ قرآن کي اصطلاح میں سچائي کا نام " حق " ہے ' جسکے معنی ھي جم جانے اور ثابت ھو جانے کے ھیں - اور جھوٹ اور بدی کا نام باطل ہے ' جسکے معنی ھي مٹ جانے کے ھیں : ان الباطل کان زھوقا - باطل تو صرف اسي لیے ہے کہ مٹ جاے !

پس آج جو کچھہ ھورھا ہے ' اسکا فیصلہ کل ھوگا - انصاف باقي رھیگا - نا انصافي مٹادي جائیگي - ھم مستقبل کے فیصلہ پر ایمان رکھتے ھیں !

البتہ یہ قدرتي بات ہے کہ بدلیوں کو دیکھکر بارش کا انتظار کیا جاے - ھم دیکھہ رہے ھیں کہ موسم نے تبدیلي کي تمام نشانیاں قبول کرلي ھیں - افسوس ان آنکھوں پر جو نشانیوں سے انکار کریں !

میں نے انھي تقریروں میں جو میرے خلاف داخل کي گئي ھیں' کہا تھا : " آزادي کا بیج کبھي بار آور نہیں ھوسکتا جب تک جبر و تشدد کے پاني سے اسکي آبیاري نہو "

لیکن گورنمنٹ نے آبیاري شروع کردي ہے !

میں نے انھي میں کہا تھا : " مبلغین خلافت کی گرفتاریوں پر کیوں مغموم ھو ؟ اگر تم فی الحقیقت انصاف اور آزادي کے طلبگار ھو ' تو جیل جانے کیلیے طیار ھو جاؤ - علي پور کا جیل اسطرح بھر جاے کہ اسکي کوٹھریوں میں چوروں کیلیے جگہ باقي نہ رہے "

فی الحقیقت جگہ باقي نہیں رھي ہے - پریسیڈنسي اور سنٹرل جیل کا بڑا حصہ معمولي قیدیوں سے خالي کردیا گیا - پھر بھي جگہ کافي نہ ھوئي - نیا جیل بنایا گیا - وہ بھي آناً فآناً بھرگیا - جگہ نکالنے کیلیے سینکڑوں قیدي رھا کردیے گئے' لیکن ان سے دگنے نئے آگئے - اب مزید نئے جیل بنائے جا رہے ھین !

(سرکاري وکیل ' پولیس ' اور مجسٹریٹ)

(۲۱) قبل اسکے کہ میں اپنا بیان ختم کروں ' اپنے اُن ھم وطن بھائیوں کي نسبت بھي ایک دو جملے کہونگا ' جو اس مقدمہ میں میرے خلاف کام کر رہے ھیں -

میں نے اوپر کہیں کہا ہے کہ " سي - آئی - ڈي کا کام جہالت اور شرارت دونوں سے مرکب ہوتا ہے" یہ میں نے اس ذاتي علم کي بنا پر کہا جو بے شمار مقدمات کي نسبت مجھے حاصل ہے - تاہم میں تسلیم کرتا ہوں کہ سي - آئی - ڈي کے جن آدمیوں نے میرے خلاف شہادت دي ہے ' اُنھوں نے اُس اعتماد کے سوا جو اپنے کام پر ظاہر کیا ہے ' کوئي بات بھي غلط نہیں کہی ہے -

میري تقریریں جو پیش کیگئي ہیں' ان میں بھي میں کوئي بات شرارت کي نہیں پاتا - جسقدر انکے اغلاط اور نقایص ہیں' غالباً صرف ناقابلیت کا نتیجہ ہیں - ایک دو مقامات ایسے ہیں جنکي نسبت خیال کیا جاسکتا ہے کہ دانستہ خراب کرکے دکھلاے ہیں - مثلاً جہاں جہاں میں نے لوگوں کو با امن رہنے ' ہڑتال نہ کرنے ' ہر طرح کے مظاہرات سے مجتنب رہنے کي تلقین کي ہے ' وہ بقیہ حصوں سے بھي زیادہ اُلجھے ہوے اور بے ربط ہیں - متعدد مقامات پر " امن " کو " ایمان " کردیا ہے جو وہاں بالکل بے ربط ہے - تاہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھي قاعدہ کے نقص اور ذاتي ناقابلیت کیوجہ سے ہے نہ کہ شرارت سے -

البتہ میرا یقین ہے کہ انہوں نے اپنے کام پر جو اعتماد ظاہر کیا ہے' اور جس غرض سے یہ کام انجام دیا ہے ' وہ ضرور معصیت ہے - لیکن ساتھہ ھي مجھے اُنکی کمزوري بھي معلوم ہے - وہ محض چند روپیوں کي نوکري کیوجہ سے ایسا کر رہے ہیں' اور اتنا قوي ضمیر نہیں رکھتے کہ سچائي کو ہر بات پر ترجیح دیں- پس میرے دل میں انکے لیے کوئی رنج اور ملامت نہیں ہے - میں اس کام کیلیے اُنہیں معاف کرتا ہوں ' اور دعا کرتا ہوں کہ خدا بھی معاف کردے -

پبلک پراسیکوٹر بھي جو ان مقدمات میں کام کر رہا ہے ' میرا ایک ہم وطن بھائي ہے - اسکي ضمیر یا راے میرے سامنے نہیں ہے - محض مزدوري ہے ' جو اس کام کیلیے وہ گورنمنٹ سے حاصل کرتا ہے - پس اسکي طرف سے بھي میرے دل میں کوئي رنج نہیں - البتہ میں ان سب کے لیے وھي دعا مانگونگا جو پیغمبر اسلام نے ایک موقعہ پر مانگي تھي : " خدایا ! ان پر راہ کھول دے ' کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں؟ "

(فاقض ما انت قاض !)

میں مجسٹریٹ کي نسبت بھي کچھہ کہنا چاھتا ھوں - زیادہ سے زیادہ سزا جو اسکے اختیار میں ھے، بلا تامل مجھے دیدے - مجھے شکایت یا رنج کا کوئي احساس نہ ھوگا - میرا معاملہ پوري مشینري سے ھے - کسي ایک پرزے سے نہیں ھے - میں جانتا ھوں کہ جب تک مشین نہیں بدلیگي، پرزے اپنا فعل نہیں بدل سکتے -

میں اپنا بیان اٹلي کے قتیل صداقت گارڈینیو برونو کے لفظوں پر ختم کرتا ھوں، جو میري ھي طرح عدالت کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا :

" زیادہ سے زیادہ سزا جو دي جاسکتي ھے، بلا تامل دیدو - میں یقین دلاتا ھوں کہ سزا کا حکم لکھتے ھوے جسقدر جنبش تمھارے دل میں پیدا ھوگي، اُسکا عشر عشیر اِضطراب بھي سزا سنکر میرے دل کو نہ ھوگا "

(خـــاتمـــہ)

مسٹر مجسٹریٹ ! اب میں اور زیادہ وقت کورٹ کا نہ لونگا - یہ تاریخ کا ایک دلچسپ اور عبرت انگیز باب ھے، جسکي ترتیب میں ھم دونوں یکساں طور پر مشغول ھیں - ھمارے حصہ میں یہ مجرموں کا کٹھرا آیا ھے - تمھارے حصہ میں وہ مجسٹریٹ کي کرسي - میں تسلیم کرتا ھوں کہ اس کام کیلیے وہ کرسي بھي اُتني ھي ضروري چیز ھے، جسقدر یہ کٹھرا - آؤ، اِس یادگار اور افسانہ بننے والے کام کو جلد ختم کردیں - مورخ ھمارے اِنتظار میں ھے، اور مستقبل کب سے ھماري راہ تک رھا ھے - ھمیں جلد جلد یہاں آنے دو، اور تم بھي جلد جلد فیصلہ لکھتے رھو - ابھي کچھہ دنوں تک یہ کام جاري رھیگا - یہانتک کہ ایک دوسري عدالت کا دروازہ کھل جاے - یہ خدا کے قانون کي عدالت ھے - وقت اُس کا جج ھے - وہ فیصلہ لکھیگا، اور اُسي کا فیصلہ آخري فیصلہ ھوگا ! و الحمد للہ اولا و اخرا -

احمد

۱۱ - جنوري سنہ ۱۹۲۲ع

پریسیڈنسي جیل - علي پور ــــ کلکتہ

آخـــري پيشـــي

(۹ - فروري سنه ۱۹۲۲ع)

صـــرف ايک ســـال قيـــد با مشقت !

" يـه اُس سے بہت کـم ھے جس کا ميں متـــوقع تھا ! "

۹ - فروري سے پہلے مولانا کي جانب سے حسب ذيل اُمور کا زباني اور بذريعه اخبار اعلان کيا گيا :

(۱) ۹ - فروري کو کوئي شخص عدالت کي کارروائي ديکھنے کيليے نه آے - نه کسي طرح کا ھجوم سڑکوں پر ھو -

(۲) يه يقيني ھے که اُنہيں سزا کا حکم سنايا جائيگا - پبلک کو چاھيے که پورے صبر و سکون کے ساتھه اسکي منتظر اور متوقع رھے - کوئي ھڑتال نہيں ھوني چاھيے - نه کسي طرح کا غير معمولي مظاھرہ کرنا چاھيے -

(۳) ۹ - کو لوگ جيل کي طرف بھي ھجوم نه کريں - اور نه اُنہيں ديکھنے کيليے جد و جہد کريں - صرف اپني معمولي روزانه جد و جہد جاري رکھيں ' اور جہانتک ممکن ھو اسکي سرگرمي بڑھائيں -

بعض کارکنان خلافت و کانگرس نے غلطي سے کارخانوں اور سرکاري محکموں ميں کام کرنے والوں کو ھڑتال کے ارادے سے نہيں روکا تھا اور خاموشي اختيار کرلی تھی - ۷ - کو جب مولانا کو معلوم ھوا تو اُنھوں نے فوراً رکواديا ' اور ھر جگهه يه بات پہنچا دي گئی که جو شخص انکے ليے کچھه کرنا چاھتا ھے ' اُس کے اظہار محبت و عقيدت کی صرف يہی راہ ھے که والنٹير بن جاے اور جيل جانے کيليے طيار ھو جاے - ھڑتال اور مظاھرہ نه صرف اصول کے خلاف ھے ' بلکه مقاصد کيليے مضر بھی ھے -

اگرچہ یہ تمام کارروائیاں علانیہ ہو رہی تھیں - افسران جیل کی موجودگی میں وہ تمام پیغامات دیتے تھے اور لکھواتے تھے' اور پھر اخبارات میں بھی شائع ہو جاتے تھے ' لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ارکان حکومت کو اطمینان نہ تھا -

مولانا اور مسٹر داس کے مقدمات میں عدالت کی جانب سے پے درپے التواء کیا گیا - گورنمنٹ کا تذبذب اور اضطراب بھی برابر ظاہر ہوتا رہا - نیز راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی تجویز اور نام نہاد مصالحت کی کارروائیاں بھی جاری رہیں - ان تمام اسباب سے پبلک کو یہ توقع ہوگئی تھی کہ شاید اُنہیں رہا کردیا جائے - زیادہ تائید اس بات کی کلکتہ اور بنگال کی مخصوص حالت سے بھی ہوتی تھی جس کی طرف سے مقامی گورنمنٹ کی تشویش روز بروز بڑھتی جاتی تھی ' اور بار بار یہ افواہیں مشہور کی جاتی تھیں کہ بہت جلد اُنہیں رہا کردیا جائیگا - گورنمنٹ کو بڑی تشویش مزدوروں کے ہڑتال سے تھی - علی الخصوص خضر پور ڈک کے مزدوروں اور شہر کے تمام خانساموں وغیرہ سے جو پندرہ بیس ہزار کی تعداد میں ہوٹلوں اور انگریزوں کے پرائیوٹ مکانوں میں کام کرتے ہیں- اُن کا ایک دن کیلیے بھی ہڑتال کرنا تمام انگریزی آبادی کی زندگی دشوار کردے سکتا ہے- اسی طرح ڈک کے مزدوروں کی جماعت بھی ایک ایسی جماعت ہے جو اگر کام چھوڑدے تو اس کا کام ایک دن کیلیے بھی دوسرے آدمی نہیں چلا سکتے - تمام تجارت اور مال کی درامد برامد اسی پر موقوف ہے -

خانساموں اور ڈک کے مزدوروں کی باقاعدہ یونین قائم ہے - دونوں نے فی الواقع ہڑتال کا اِرادہ کرلیا تھا - ڈک کے مزدور تو انکی گرفتاری پر ہڑتال کر بھی چکے تھے لیکن کانگریس کمیٹی نے بہ مشکل سمجھا بجھا کے کام پر لگایا -

اسی طرح تمام سرکاری کالجوں کے طلبا کی نسبت بھی گورنمنٹ کا خیال تھا کہ بمجرد اعلان سزا کے کالجوں سے نکل آئینگے - انہی اسباب سے فیصلہ میں تاخیر کی جارہی تھی -

لیکن مولانا نے ۷ - کو ایک پیغام تمام اخبارات میں اس مضمون کا شائع درایا کہ اُنکے مقدمہ کی نسبت کوئی غلط توقع لوگ نہ باندھہ لیں - یہ قطعی ہے کہ

اُنہیں سزا دي جائیگي - لوگوں کو چاهیے که پورے نظم و سکون کے ساتھه اُسکے سننے کیلیے طیار رهیں - هڑتال وغیرہ کیلیے اُنہوں نے کہا که " هم ایک سال سے کہتے آئے هیں که کامیابي اسي پر موقوف هے که خاموشي کے ساتھه لوگ گرفتار هوجائیں - چنانچه هزاروں آدمیوں نے اپنے تئیں گرفتار کرادیا - اب جب هم خود گرفتار هوے هیں تو همیں بھي اپنے لیے وهي پسند کرنا چاهیے جو همنے دوسروں کیلیے پسند کیا تھا - یه نہایت افسوس ناک غلطي هوگی اگر هماري سزا یابي کیلیے هڑتالیں کي گئیں ' یا همیں چھوڑ دینے کیلیے کسي ایک هندوستاني نے بھي کام چھوڑا "

اس پیغام نے نہایت تعجب انگیز اثر پیدا کیا جسکي خود گورنمنٹ کو بھي توقع نه تھی - تمام لوگ جو جوش و اضطراب میں بے قابو هو رهے تھے ' پتھر کي طرح اپني اپني جگهه جم گئے - هڑتال کا اِرادہ بالکل فسخ کردیا گیا - اور ۹ - کو عدالت اور جیل میں بھي کسي طرح کا هجوم نہیں هوا -

با ایں همه گورنمنٹ کے ارکان مطمئن نه تھے اور دیکھه رهے تھے که گیارہ بجے کے بعد کیا صورت پیش آتي هے ؟ اسلیے گیارہ بجے تک جیل میں کوئی خبر نہیں دي گئي که کارروائي کہاں هوگي ؟ کورٹ میں یا جیل میں ؟ جب گیارہ بج چکے اور کسي طرح کي بھیڑ عدالت میں نہیں هوئي ' تو مولانا طلب کیے گئے - بارہ بجے وہ پہنچے - اُسوقت ایک مقدمه کي کارروائي هو رهي تھی - لیکن مجسٹریٹ نے عارضي طور پر اُسے ملتوي کرکے مولانا کو طلب کیا - اور فیصله سنایا - فیصله یه تھا که ایک برس قید با مشقت -

مولانا نے فیصله سنکر مجسٹریٹ سے مسکراتے هوے کہا " یه تو اُس سے بہت کم هے جسکی مجھے توقع تھي ! " مجسٹریٹ هسنے لگا اور مولانا براهِ سے میں واپس آگئے -

یہاں کورٹ انسپکٹر موجود تھا جو اُنہیں اپنے آفس روم میں لے گیا اور کہا مجھے آپ معاف کرینگے اگر میں چند منٹ آپکو یہاں بٹھاؤں اور ضابطه کي کارروائي انجام دیدوں - مولانا نے کہا میں یه " چند منٹ " ایک سال با مشقت

میں شمار نہ کرونگا - یہاں اُس نے سزا کے رجسٹر میں حسب قاعدہ اُنکا نام، ولدیت عمر، حلیہ، قد، اور دستخط کا اندراج کرلیا - اُسکے بعد وہ جیل کی گاڑی میں مسلح پولیس کے ساتھہ روانہ کردیے گئے -

اس طرح کامل ساتھہ دن کے بعد یہ کہانی ختم ہوگئی - اور جس شخص کو ایک دن کیلیے بھی قید کرنا گورنمنٹ کیلیے آسان نہ تھا، اور بغیر اسکے ممکن نہ تھا کہ لاکھوں انسانوں کے اضطراب پر غلبہ حاصل کیا جاے، وہ اس آسانی اور خاموشی کے ساتھہ ایک برس کیلیے قید خانے میں بھیجدیا گیا ! یہ فی الحقیقت نون کواپریشن کے نظم و طاقت کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے !

عدالت کا فیصلہ (جیسا کہ توقع تھی) نہایت مختصر ہے - نہ تو استغاثہ کی تشریح کی گئی ہے، نہ الزام کے اثبات کے وجوہ و دلائل بیان کیے ہیں - حتی کہ یہ بات بھی اُس سے معلوم نہیں ہوسکتی کہ ملزم نے کن الفاظ کے ذریعہ ۱۲۴ - الف کا ارتکاب کیا ہے ؟ اور کیونکر اسکی تقریریں اس دفعہ کے ماتحت آتی ہیں ؟ البتہ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ملزم نے تقریروں کے تمام وہ حصے تسلیم کرلیے جو گورنمنٹ کے متعلق تھے - مگر وہ کیا ہیں ؟ ان پر کوئی توجہ نہیں کی گئی - بہتر یہ تھا کہ سزا کی بنیاد اسی بات پر رکھدی جاتی کہ ملزم نے نہایت صفائی کے ساتھہ اپنے " مجرم " ہونے کا بار بار اظہار کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ بحالت موجودہ آزادی اور حق کا مطالبہ ہی جرم ہے !

نقل و ترجمہ فیصلۂ عـــدالت

مقدمہ نمبری ۲۸ - سنہ ۱۹۲۲

قیصـــر ہنـــد

بنام

محي الدین احمد عرف مولانا ابوالکلام آزاد

فیصلـــہ

اس مقدمہ میں مولانا ابوالکلام آزاد زیر دفعہ ۱۲۴ - الف تعزیرات ہند مجرم قرار دیے جاتے ہیں ' کیونکہ اُنھوں نے پہلی جولائي سنہ ۲۱ - کو مرزا پور اسکوائر کلکتہ میں مسئلۂ خلافت' پنجاب ' اور آزادي وطن کے مضامین پر' اور نیز ۱۵ - جولائي سنہ ۲۱ - کو اُسي مقام پر مسئلہ ترک موالات وغیرہ پر اُردو میں تقریر کرتے ہوے' ایسے الفاظ استعمال کیے' جن کے ذریعہ گورنمنٹ قائم شدہ بروے قانون کے خلاف لوگوں میں نفرت و حقارت پھیلانے کي کوشش کی -

اِستغاثہ کي طرف سے جو شہادتیں پیش ہوئي ہیں ' اُن سے حسب ذیل واقعات ثابت ہوتے ہیں : مسٹر گولڈي ڈپٹي کمشنر پولیس اسپیشل برانچ نے یہ اطلاع پاتے ہي کہ یکم جولائی کو مرزا پور پارک میں کوئي جلسہ ہونیوالا ہے ' اپنے اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ' انسکٹر ایس - کے - گھوسال سب انسپکٹر محمد اسمعیل' اور ایس - سي کر کو جلسہ کي کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا -

افسران مذکور جلسہ میں شریک ہوے - اُنھوں نے تمام کار روائي اور تقریروں کے نوٹ لیے - ان میں ملزم کي تقریر بھي ہے جو اُس جلسہ کے صدر تھے - جلسہ میں تقریباً بارہ سو آدمیوں کا اجتماع تھا - جلسہ کا مقصد خلافت کے تین مبلغ : سعید الرحمن ' اجودھیا پرشاد ' اور جگدمبا پرشاد کي گرفتاري کے خلاف صداے احتجاج بلند کرنا تھي -

منجملہ اور مقرروں کے ملزم نے بھی اُردو میں ایک طویل تقریر کی - اُنکی تقریروں کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد نے اور کچھ حصے دوسرے پولیس کے افسروں نے لیے - یہ نوٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش ہوے - اُنھوں نے اُنپر اپنے دستخط ثبت کردیے -

ابو اللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اُسکی نقل مسٹر گولڈی کے پاس بھیجدی - دوسرے پولیس افسروں نے بھی اپنے اُسی لانگ ہینڈ نوٹ کی ایک مشترکہ رپورٹ افسر مذکور کے پاس بھیجدی تھی -

۱۵ - جولائی سنہ ۲۱ - کو مسٹر گولڈی نے اُسی اُردو شارٹ ہینڈ رپورٹر ابو اللیث محمد ، انسپکٹر بی - بی . مکرجی ، سب انسپکٹر محمد اسمعیل ، اور ایس - سی کر کو ایک دوسرے جلسہ کی کارروائیوں اور تقریروں کے نوٹ لینے کے لیے متعین کیا - جو اسی مقام پر ہونے والا تھا -

ملزم حاضرین جلسہ میں تھے - اُنھوں نے مذکورۂ بالا خلافت کے تین مبلغین : سعید الرحمن ، - جگدمبا پرشاد اور اجودھیا پرشاد ، کی سزا یابی کے خلاف اُردو میں تقریر کی ، اور لوگوں کو اس بات کی تلقین کی اور شوق دلایا کہ وہ بھی انکی پیروی کریں اور جیل جائیں - جلسہ میں ۱۰ - ہزار کا مجمع تھا - ابو اللیث نے ملزم کی تقریر کے نوٹ اُردو شارٹ ہینڈ میں لیے - اور دوسرے افسروں نے اُنکے کچھہ حصے لانگ ہینڈ میں لیے -

ابو اللیث نے اپنا نوٹ صاف کرکے اسکی نقل ، اور دیگر افسروں نے ایک مشترکہ رپورٹ مسٹر گولڈی کے سامنے پیش کردی -

ابو اللیث کی اُردو کی دونوں نقلوں کا ترجمہ سرکاری مترجم مسٹر باما چرن چٹرجی نے کیا ھے - مسٹر گولڈی نے نقل اور ترجمہ ملنے کے بعد ملزم کی مذکورہ تقریروں کے خلاف دفعہ ۱۲۴ - الف کے ماتحت گرفتار کرنے کی درخواست گورنمنٹ آف بنگال سے کی - اور ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۹۲۱ - کو سینکشن حاصل کیا -

اسنے اس سینکشن کی تصدیق بھی کردی ھے -

ابوالليث اور دوسرے افسروں نے حلفيه بيان كيا هے كه جو نوٹ انهوں نے ليے هيں' اور جو مشتركه رپورٹ انهوں نے داخل كی هے' وہ درست اور سچي هيں -

باما چرن چٹرجي نے بھي حلفيه بيان كيا هے كه دونوں نقلوں كا جو ترجمه اسنے كيا هے ' وہ صحيح اور اصلي هے - لهذا كوئي وجه نهيں كه ميں انكي سچائي ميں شبهه كروں -

ملزم نے ايک طويل بيان داخل كيا هے جو گورنمنٹ كي برائيوں كي داستان سے پر هے - اسميں نهايت تشريح كے ساتهه ان تمام كارروائيوں كو دكهايا هے جنكي وجه سے وہ گورنمنٹ كو " ظالم گورنمنٹ" كے نام سے تعبير كرتا هے' اور نيز اپني ان تمام كارروائيوں كا ذكر كيا هے جو ان غير قانوني كارروائيوں كے خلاف اُس نے كي هے - وہ كهتا هے كه اُسكي تقريروں كی نقل بالكل ناقص' غلط ' اور مسخ شده هے' اور محض بے جوڑ اور بعض مقامات پر بے معني جملوں كا مجموعه هے - ليكن بهر كيف وہ اُن تمام حصوں كو تسليم كرتا هے جنميں گورنمنٹ كي نسبت خيالات كا اظهار كيا گيا هے - يا پبلک سے گورنمنٹ كے خلاف جد و جهد كي اپيل كي گئي هے -

ميں نے نهايت احتياط سے يه تقريريں پڑهي هيں اور انپر كامل غور و خوض كے بعد اس نتيجه پر پهنچا هوں كه يه باغيانه هيں -

اور يه كه ملزم نے ان تقريروں كے ذريعه گورنمنٹ قائم شده از روے قانون كے خلاف نفرت و حقارت پهيلا نے كي كوشش كي -

ميں ملزم كو حسب دعوی استغاثه مجرم پاتا هوں - اور زير دفعه ۱۲۴ - الف تعزيرات هند ايک سال قيد با مشقت كي سزا ديتا هوں -

(دستخط) ٹي - سوينهو

چيف پريسيڈنسي مجسٹريٹ - كلكته

۹ - فروري سنه ۱۹۲۲

ضمیمه

۱

(از پیغام ۹ - دسمبر سنه ۱۹۲۱ع)

آخري منزل کے آثار پھر شروع ھوگئے

باز ھواے چمنم آرزو ست

وقت آگیا ھے که اسلام اور ملک کا ھر فرزند بھي

آخري آزمائش کے لیے طیار ھوجاے

وکم من فئة قلیلة ' غلبت فئة کثیرة باذن الله ' والله مع الصابرین !

" کتني ھي چھوٹي اور کم تعداد جماعتیں ھیں ' جو الله کے حکم سے بڑي تعدادوں پر غالب آگئیں ؟ مگر شرط کامیابي صبر ھے - کیونکه الله صبر کرنے والوں ھي کا ساتھه دیتا ھے ! "

مقدمۂ کراچي کي گرفتاریوں کے بعد حیراني و درماندگي کي جو خاموشي چھا گئي تھي ' بالاخر ٹوٹی اور گورنمنٹ نے آخري حملے کے لیے ھتیار اُٹھا لیے - وہ اب ایک نئي شان کے ساتھه آگے بڑھي ھے - اُس میں طاقت سے زیادہ طیش ھے ' اور طیش کے ساتھه غصه کي گھبراھٹ بھی مل گئي ھے - وہ گویا ضبط کرتے کرتے اُکتا گئي - اب حریف کي طرح مقابله نہیں کرے گي - غیظ و غضب میں بھرے ھوے آدمي کي طرح ٹوٹ پڑیگی - بنگال ' آسام ' یوپي ' دھلي ' اور پنجاب میں والنٹیر کورز توڑ ڈالي گئي ھیں - خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے دفتروں پر چھاپے مارے گئے ھیں - عہدہ داروں کو بے دریغ گرفتار کیا جا رھا ھے - اکثر حالتوں میں سفید ٹوپي اور گاڑھے کا لباس گرفتاري کیلیے

کافي جرم ھے - بنگال و آسام میں صرف پولیس افسروں کي مرضي کا نام حکومت اور قانون ھے - کلکته کي سڑکوں پر بے شمار آدمي گرفتار کرلیے گئے جو کاڑھا پہنے ھوے تھے ' یا چاند اور تارے کا نشان اُن کي ٹوپي پر تھا - جلسوں کی ممانعت کا آرڈر بھی ھر جگھه نافذ کردیا گیا ھے - گرفتاریاں بھی آخري حد تک پہنچ گئي ھیں - پنجاب میں لاله لاجپت راے جی اور اُن کے ساتھه چار اعلی عہده داران کانگریس گرفتار کرلیے گئے - جس کے صاف معنی یه ھیں که گورنمنٹ تحریک کے بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کرلینے کے لیے طیار ھوگئی ھے - گذشته دو ھفته کے اندر وائسراے اور گورنر بنگال کی طرف سے بار بار اعلان بھی ھوچکا ھے که اب گورنمنٹ کی جانب سے کسی طرح کی کوتاھی نه ھوگی -

(بے بســـي کا غصـــه !)

۱۷ - تاریخ کی فتح مند ھڑتال اور پرنس آف ویلز کے ورود کے کامیاب بائیکاٹ نے گورنمنٹ کو بے بس کردیا - بے بسي نے اب غیظ و غضب کي صورت اختیار کرلی ھے - گورنمنٹ صاف صاف کہه رھی ھے که آینده ھڑتال کو روکا جائیگا - کلکته میں پولیس پورا زور لگا رھی ھے که لوگ سہم جائیں اور ھڑتال نه ھوسکے - سول گارڈ کا قیام خلافت والنٹیرز کا جواب ھے ' اور اس ذریعه سے تمام آبادي کو مرعوب کیا جا رھا ھے -

والنٹیر کورز کو توڑ کر ' جلسوں کی ممانعت کرکے ' اور کارکنوں کو کثرت کے ساتھه گرفتار کرکے گورنمنٹ چاھتی ھے که تحریک کا خاتمه کردے - اس نے خیال کیا ھے که تحریک کی ھستی اور تبلیغ کے صرف تین ھی ذریعے ھیں : والنٹیرز ' جلسے ' لیڈر - ان سب پر به یک وقت وار کرکے وہ اپنے کام سے پوري طرح فارغ ھو جائیگي -

(تشدد اور برداشت کا مقابله)

ھم نے گورنمنٹ کے تشدد کا ھمیشه استقبال کیا ' ھم نے صرف استقبال ھی نہیں کیا بلکه آرزوئیں کی - گورنمنٹ نے کرانچي رزولیوشن کو جرم قرار دیا ' تو

هم میں سے هزاروں دلوں نے منتیں کیں کہ انہیں بھی گرفتار کرلیا جاے - لیکن گورنمنٹ برابر قدم اٹھا کے پیچھے هي هٹتي رهی - اب پھر اُس نے قدم بڑھایا ھے - هم اُس کا ' اُسکے تمام ساز و سامان کا ' اُس کے هر طرح کے جبر و تشدد کا ' اُس کے زیادہ سے زیادہ غیظ و غضب کا ' اُس کے اس آخري اعلان جنگ کا پوري آمادگي و قبولیت کے ساتھہ استقبال کرتے هیں ' اور همارا اعلان ھے کہ هم آخر تک میدان کو پیٹھ نہ دکھلائیں گے -

اب جبر و تشدد اور برداشت میں آخري مقابلہ شروع هوگیا ھے - فتح اس کي هوگي جو زیادہ طاقتور هوگا اور زیادہ دیر تک میدان میں ٹک سکے گا - اگر گورنمنٹ کي طاقت ملک کے برداشت سے زیادہ ھے' تو جیت اُس کي ھے - اگر ملک کي برداشت گورنمنٹ کي طاقت سے زیادہ ھے تو ملک کي فتح مندي کو کوئي طاقت روک نہیں سکتي -

(آخري منزل اور همارا فرض)

اگر سچ مچ گورنمنٹ کا یہ آخري وار ھے ' تو هم کو بھي سمجھہ لینا چاهیے کہ " سفر کي آخري منزل " آگئي ' اور اسلیے هم کو بھي آخري آزمائش کے لیے طیار هوجانا چاهیے - هم نے دو سال سے جس قدر اعلان کیے هیں ' اب وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر اعلان اپني حقیقت کے لیے مطالبہ کرے - هم نے دو سال سے جس قدر دعوے کیے هیں ' وقت آگیا ھے کہ اُن میں سے هر دعوا اپني سچائي کا دنیا کو یقین دلا دے - هم دو سال سے جو کچھہ کہہ رھے هیں' وقت آگیا ھے کہ دنیا کو کرکے دکھلا دیں - هم نے ایمان کا اعلان کیا ھے - هم نے خدا پرستي کا دعوی کیا ھے - هم نے سر فروشي اور جانستاني کا نعرہ لگایا ھے - هم نے قرباني و جانبازي کا هزاروں لاکھوں مرتبہ نام لیا ھے - هم نے حق پرستي کے عہد کیے هیں ' اور اسلام اور ملک سے عشق و محبت کا پیمان وفا باندھا ھے - هم نے نامردي اور بزدلي کي همیشہ حقارت کي - هم نے حق سے منہہ موڑنے اور خدا کو پیٹھہ دکھلانے پر لعنتیں بھیجیں - هم اُن پر هنسے جو تکلیفوں اور مشکلوں سے گھبرا گئے - هم نے اُن کي بدبختي و محرومي سے پناہ مانگي جو وقت پر اپنے دعووں میں پورے

نہ اُترے - ھم نے خدا کا نام لیا ' اور اُسکي شریعت کے حکموں کي اطاعت کي راہ میں قدم اُٹھایا - ھم نے خود ھي اپنے ایمان و نفاق کے لیے معیار بنادیا ' اور ھم نے تمام دنیا کو دعوت دي کہ وہ ھم میں سے مومنوں کو منافقوں میں سے چن لے - ھم نے کہا کہ ایمان کي گھڑي ھے اور اسلام کا فیصلہ ھے - پس مومن وہ ھے جو وقت کا فرض انجام دے ' اور منافق وہ ھے جو وقت پر پیٹھہ دکھلا دے : یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ ' فاما الذین اسودت وجوھھم ' اکفرتم بعد ایمانکم ' فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون - و اما الذین ابیضت وجوھھم ' ففي رحمت اللہ ' ھم فیہا خالدون !

یہ سب کچھہ ھم نے اپني مرضي اور اپني طلب سے کیا - خدا اور اس کے فرشتے ھماري زبانوں اور ھمارے دلوں پر گواہ ھیں - پھر اگر آج آزمایش کي گھڑي آگئي ھے اور منزل سامنے ھے جس کے لیے ھم اس قدر دعوے کرچکے ھیں ' تو کیا ھم عین وقت پر اپنے تمام دعوے بھلا دینگے ؟ کیا اپنے تمام اعلان واپس لے لیں گے ؟ کیا ھمارا دعوا دھوکا ثابت ھوگا ' اور ھمارا اعلان محض فریب کا تماشا ھوگا ؟ کیا ھم نے جو کچھہ کہا وہ جھوٹ تھا ؟ اور ھم نے اپنے ایمان اور حق کے لیے جو کچھہ سمجھا وہ دھوکا تھا ؟ کیا ھم خدا اور اس کي سچائي سے منھہ موڑ لینگے ؟ کیا ھم ایمان کي اس سب سے چھوٹي آزمائش میں بھي پورے نہ اُترینگے ؟ کیا مشکلیں ھم کو ھرا دینگي ؟ تکلیفیں ھمیں ڈرا دینگي ؟ اور گرفتاریوں کا ھراس ھمارے ایمان پر غالب آ جائیگا ؟

دنیا ھماري طرف تک رھي ھے - تاریخ کے صفحات ھمارے انتظار میں ھیں - ھزاروں لاکھوں شہیدان ظلم کي نگاھیں ھم پر لگي ھوئي ھیں - سمرنا اور ایشیاے کوچک کي خون آلود سرزمین سے ھمارے لیے صدائیں اُٹھہ رھي ھیں اور ھندستان کي پامال سرزمین کا ایک ایک ذرہ ھماري کھوج میں ھے - کیا ھمارا وجود ان سب کے لیے مایوسي ھوگا ؟ کیا ھماري نامرادي و بدبختي کي سرگزشتیں لکھي جائینگي ؟ کیا تاریخ کو ھم صرف اپني منحوس ناکامي ھي کي کہاني دے سکتے ھیں ؟ کیا آنے والي نسلوں کي زبان پر ھمارے لیے صرف نفرتیں اور لعنتیں ھي

هوسکتی هیں ؟ کیا هم دنیا کو اس بات کیلیے چهوڑدینگے که هماري ایمان سے محرومي اور همت سے تهی دستی پرگواهی دے ؟

آه ' یهي گهڑيي هے جواس کا فیصله کرے گي - یهي وقت هے جو همیشه کے لیے هماري فتح و شکست کا فیصله لکهه دےگا - آؤ ' اپني قسمت کي تعمیر کریں - اپني عزت و اقبال کو ڈوبنے سے بچالیں - اپني فتح کو شکست کے لیے نه چهوڑدیں - اسلام کے دامن کے لیے دهبه نه بنیں جوکبهي محو نه هو - هندوستان کي آزادي اور نجات کي اُمید تاراج نه کردیں ' جو صدیوں تک واپس نه مل‌سکے !

(راه عـــمـــل)

همارے کام کا راسته بالکل صاف هے - هماري کامیابي کے لیے کوئي روک نهیں - یقیناً خدا کي رحمتوں نے همارا ساتهه دیا ' اور هم پر ایسي راه عمل کهول دي که جب تک هم خود اپنے کو شکست نه دینا چاهیں ' کوئي همیں شکست نهیں دے سکتا -

هم نے اول دن هي سے قرباني اور استقامت کا اعلان کیا هے - " قرباني " سے مقصود یه هے که مقصد کي راه میں هرطرح کي تکلیف و مصیبت جهیلتے رهنا - " استقامت " سے مقصود یه هے که راه میں جمے رهنا اورکبهي اس سے منه نه موڑنا -

پهر بتلاؤ ' گورنمنٹ یا گورنمنٹ سے بهي کوئي بڑي طاقت اس کے مقابلے میں کیا کرسکتي هے ؟ کیونکر وه همیں روک سکتي هے ؟ اورکس طرح هم پر غالب آسکتي هے ؟ فوج هو تو اُسے شکست دي جاے ' قلعے هوں تو اُنهیں ڈها دیا جاے ' دیواریں هوں تو اُنهیں گرا دیا جاے ' هتیار هوں تو اُنهیں چهین لیا جاے - لیکن جو قوم قربان هونے اور مٹنے کے لیے طیار هوگئي هو اور صرف قربان هونا اور جان پر کهیل جانا هي اُسکي فوج اور هتیار هو ' اُس کا مقابله کس چیز سے کیا جائیگا ؟ جسموں کو مارا اور هتیاروں کو چهینا جاسکتا هے ' لیکن دلوں کے عشق اور روحوں کے ایمان کے لیے نه کوئي کاٹ هے ' نه کوئي آگ -

اچھا ' اب ایک ایک چیز کو گنو ' اور سونچو کہ ھمارے مقابلے میں کون کون سي طاقت لائي جاسکتي ھے ؟

گورنمنٹ ڈرانے کے لیے پوري طرح ھیبت ناک ھے - لیکن بے خوفي کے مقابلے میں کیا کریگي ؟

گورنمنٹ احکام نافذ کرکے ھمیں روک دے سکتي ھے - لیکن جن لوگوں نے ٹھان لیا ھو کہ کبھي نہ رکیں گے اور نہ رک کر سب کچھہ جھیل لیں گے ' ان کے مقابلے میں وہ کیا کرے گي ؟

گورنمنٹ گرفتار کرکے قید خانے بھردے گي - لیکن جو لوگ خود ھي قید ھونے کے ایسے طیار ھیں' ان کے لیے قید خانے کي نمایش کیا کام دے سکتي ھے ؟

سب سے آخري طاقت ھلاکي اور خونریزي کي طاقت ھے - بلا شبہ فوجیں جمع ھوسکتي ھیں - ھتیار چمک سکتے ھیں- توپیں گرج سکتي ھیں - لیکن جو لوگ موت کے لیے خود ھي طیار ھوچکے ھوں' ان کے سامنے موت آکر کیا کرلیگي ؟

(ھم کو ھمارے سوا کوئي زیر نہیں کرسکتا)

لیکن ھاں' جبکہ کرۂ ارضي کي سب سے بڑي مغرور طاقت بھي ھمارا کچھہ نہیں بگاڑ سکتي ' تو ایک طاقت ھے جو ھمیں پل بھر کے اندر پاش پاش کردے سکتي ھے -

وہ کون ھے ؟

وہ خود ھم ھیں ' اور ھماري خوفناک غفلت ھے اگر وہ وقت پر نمودار ھوگئي ھم پر ھمارے سوا کوئي غالب نہیں آسکتا - ھم ایمان اور استقامت سے مسلح ھوکر اتنے طاقتور ھیں کہ دنیا کا سب سے بڑا ارضي گھمنڈ بھي ھمیں شکست نہیں دے سکتا ' لیکن اگر ھمارے اندر اعتقاد اور عمل کي ایک ادنی سي کمزوري اور خامي بھي پیدا ھوگئي ' تو ھم خود آپ ھي اپنے قاتل ھونگے ' اور ھم سے بڑھکر دنیا میں اچانک مٹ جانے والي کوئي چیز بھي نہیں ملےگي -

همکو گورنمنٹ شکست نہیں دے سکتی - پر ہماري غفلت ہمیں پیس ڈالے گي - ہم کو فوجیں پامال نہیں کرسکتیں لیکن ہمارے دل کي کمزوري ہمیں روند ڈالے گي - ہمارے دشمن اجسام نہیں ہیں - عقائد اور اعمال ہیں - اگر ہمارے اندر ڈر پیدا ہوگیا ' شک و شبہ نے جگہ پالي ' ایمان کي مضبوطي اور حق کا یقین ڈگمگا گیا ' ہم قرباني سے جي چرانے لگے ' ہم نے اپني روح فریب نفس کے حوالہ کردي ' ہمارے صبر اور برداشت میں فتور آگیا ' ہم انتظار سے تھک گئے ' طلبگاري سے اُکتا گئے ' ہم میں نظم نہ رہا ' ہم اپني تحریک کے تمام دلوں اور قدموں کو ایک راہ پر نہ چلاسکے ' ہم سخت سے سخت مشکلوں اور مصیبتوں میں بھی امن اور انتظام قائم نہ رکھہ سکے ' ہمارے باہمی ایکے اور یگانگت کے رشتہ میں کوئی ایک گرہ بھي پڑگئي ' غرضکہ اگر دل کے یقین اور قدم کے عمل میں ہم پکے اور پورے نہ نکلے ' تو پھر ہماري شکست ' ہماري نامرادي' ہماري پامالي ' ہمارے پس جانے ' ہمارے نابود ہوجانے کے لیے نہ تو گورنمنٹ کي طاقت کي ضرورت ہے ' نہ اس کے جبر و تشدد کي - ہم خود ہي اپنا گلا کاٹ لینگے ' اور پھر صرف ہماري نامرادي کي کہاني دنیا کي عبرت کے لیے باقي رہ جاے گي !

ہماري طاقت بیروني سامانوں کي نہیں ہے کہ اُنہیں کھوکر دوبارہ پالیں گے - ہماري ہستي صرف دل اور روح کي سچائیوں اور پاکیوں پر قائم ہے' اور وہ ہمیں دنیا کے بازاروں میں نہیں مل سکتیں - اگر خزانہ ختم ہو جاے تو بٹور لیا جاسکتا ہے - اگر فوجیں کٹ جائیں تو دوبارہ بنالی جاسکتي ہیں - اگر ہتیار چھن جائیں تو کارخانوں میں ڈھال لیے جاسکتے ہیں - لیکن اگر ہمارے دل کا ایمان جاتا رہا تو وہ کہاں ملے گا ؟ اگر قرباني و حق پرستي کا پاک جذبہ مٹ گیا تو وہ کس سے مانگا جائیگا ؟ اگر ہم نے خدا کا عشق اور ملک و ملت کي شیفتگي کھو دي تو وہ کس کارخانے میں ڈھالي جائیگي ؟

(گورنمنٹ کي مخالفت یا اعانت ؟)

گورنمنٹ نے آخري حملہ کے لیے ہتیار اُٹھا لیے - لیکن پھر کیا ہوا ؟ کیا ہماري شکست ' ہماري پامالي ' ہماري ناکامیابي کے لیے کوئي بات بھي

دکھلا سکي ؟ یه الفاظ بھي ٹھیک نہیں - یوں پوچھنا چاھیے کہ کیا وہ کوئي ایک بات بھي ھماري مخالفت میں کرسکي ؟ وہ تو اور زیادہ ھمارا ساتھہ دے رھي ھے - عین ھماري آرزوؤں اور خواھشوں کے مطابق ھمیں کامیابي کي طرف کھینچ رھي ھے -

وہ زیادہ مخالف ھوئي تو اُس نے زیادہ گرفتاریاں شروع کردیں ، لیکن گرفتاریوں ھی کے لیے تو ھم نے اپنا پروگرام بنایا تھا ؟ وہ زیادہ سختي پر آئي تو اُس نے بڑے بڑے لیڈروں پر بھي ھاتھہ بڑھایا ، لیکن تحریک کي طاقت اور ترقي کے لیے بھي تو ھم اسی بات کے طلبگار تھے ؟ حتی کہ گرفتاریوں کے لیے گورنمنٹ کو بلاوے دیتے دیتے تھک گئے تھے ؟ وہ زیادہ مقابلے میں سرگرم ھوئي تو والنٹیرکورز توڑ ڈالي گئیں ، لیکن یہ تو عین ھماري دستگیري ھے اور سچ مچ کو ھمیں کام پر لگادینا ھے - کیونکہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے ھمیں کسي ایسي ھي بات کي تلاش تھي - ھم کب سے اس موقعہ کے انتظار میں راہ تک رھے تھے ؟ پھر یہ کیسي مخالفت ھے جو عین موافقت کا کام دے رھي ھے ؟ اور کیسا مقابلہ ھے جس کا ھر وار ھمیں ایک نیا ھتیار بخش دیتا ھے ؟ فی التحقیقت یہی ایمان و صبر کی راہ کا معجزہ ھے ، اور یہی وہ راز ھے کہ ایمان اور قربانی کے مقابلے میں طاقت کا سارا ساز و سامان بیکار ھو جاتا ھے - دنیا میں شکست دینے اور مٹانے کے جتنے بھی ھتیار ھیں ، اُن میں سے کوئی ھتیار بھی اس پر غالب نہیں آ سکتا -

(گورنمنٹ کي رھنمائي)

میں سچ سچ کہتا ھوں کہ اس وقت ھماري تحریک کي طاقت اور فتح کے لیے ھمارا بڑا سے بڑا طاقتور دوست اور رھنما بھي ھم پر وہ احسان نہیں کرسکتا تھا جو گورنمنٹ نے خلافت اور کانگرس والنٹیرکورز کو توڑ کر ھم پر کردیا ھے - اُسنے عین وقت پر ھماري مدد کي - وہ ھماري مدد کیوں کرتي ؟ لیکن اُسي کارساز قدرت نے اُس کے ھاتھوں کرائي جو ھمیشہ اپني نیرنگیوں کے اچھنبے دنیا کو دکھلاتا رھتا ھے - ٹھیک ٹھیک یہ اُسي وقت ھوا جبکہ ھم میں سے ھر دل بڑي بیقراري کے

ساتھہ اس کي ضرورت محسوس کررھا تھا - یہ گویا آسمان کي فیاض اور وقت شناس بارش ھے جو نہ تو پہلے آئي اور نہ دیرکرکے آئي - ٹھیک اُسي وقت آئي جبکہ تمام کھیت اس کي راہ تک رھے تھے : ومن آیاتہ ان یریکم البرق خوفا و طمعا !

اس وقت تحریک کي کامیابي کے لیے سب سے زیادہ ضروري اور ناگزیر عمل " سول ڈس اوبیڈینس " کا تھا - یعنی اس بات کا تھا کہ سول قوانین کی تعمیل سے انکار کردیا جاے اور قید خانے بھرکر گورنمنٹ کے تشدد کو تھکادیا جاے - اس کي کامیابي کے لیے کامل نظم و امن اور صبر و استقامت کي ضرورت تھي اور نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وقت پر اس کي شرطیں پوري ھوسکیں گي یا نہیں ؟

سول ڈس اوبیڈنیس کي دو صورتیں ھیں :

ایک یہ کہ کوئي خاص معین قانون ھو جو ھماري تحریک کے جائز اور با امن کاموں کو جبراً روکتا ھو ' اور صرف اسي کي عدم تعمیل سے کام شروع کیا جاے - یہ صورت محض دفاعي ھے - اور اسلیے سب سے زیادہ محفوظ اور کامیاب ھے - کیونکہ اس میں میدان عمل محدود رھتا ھے ' اور صرف وھي لوگ اس میں آسکتے ھیں جو اچھي طرح اس کے لیے طیار ھوں -

دوسري صورت یہ ھے کہ کوئي ایسا خاص قانون تو سامنے نہ ھو' مگر عام طور پر تمام سول قوانین کي تعمیل سے انکار کردیا جاے - اس میں زیادہ اولو العزمي اور دلیري ھے کیونکہ یہ دفاعي عمل نہیں ھے - جارحانہ ھے - لیکن ساتھہ ھي بہت نازک اور کٹھن بھي ھے - اس کو صرف دو چار آدمی کرکے نتیجہ نہیں پیدا کرسکتے جب تک بڑي جماعت اور پوري آبادی نہ کرے ' اور ظاھر ھے کہ پوری آبادی کا اس کي مشکلات پر غالب آنا اور تمام شرطوں میں پورا اُترنا آسان نہیں ھے -

آل انڈیا کانگریس کمیٹي نے جب کوئي پہلي صورت سامنے نہ دیکھي تو دوسري صورت اختیار کي - لیکن اس کے لیے ضروري شرطیں بھي ٹھہرا دیں - یہ شرطیں ایسي ھیں جو اسوقت صرف چند خاص مقامات ھي میں پوري ھوسکتي ھیں - اس لیے لوگوں کو مایوسي ھوئي اور تمام کارکن حلقے کام میں شریک نہ ھوسکے -

گورنمنٹ نے کرانچی کا مقدمہ کرکے فوج اور پولیس کا مسئلہ ہمارے لیے پیدا کردیا تھا - هم طیار هوگئے کہ اسي سے سول ڈس اوبیڈینس کے مقاصد حاصل کریں - هم نے پوري طرح کوشش کي اور کوئي دقیقہ اس مسئلہ کے اعلان اور اعتراف میں اُٹھا نہ رکھا ' لیکن گورنمنٹ بہت جلد چونک اُٹھي اور سمجھہ گئي کہ وہ هم پر وار نہیں کررهي هے ' بلکہ همارے وار کے لیے خود اپنے کو پیش کررهي هے - اس نے فوراً پینترا بدلا ' اور ایک شخص کو بھي کرانچي رزولیوشن کے تکرار و تصدیق کي بنا پر گرفتار نہیں کیا -

لیکن اب والنٹیر کورز کو خلاف قانون ٹھرا کر اُس نے نعم البدل دیدیا هے - هر اعتبار اور حیثیت سے یہ سول ڈس اوبیڈینس کے لیے بہترین راہ کھلي - هم گورنمنٹ سے اگر کوئي چیز مانگتے ' تو یہی مانگتے جو اُس نے خود بخود دے دي - اس راہ کي ساري دقتیں دور هوگئیں اور ساري خوبیاں مل گئیں - اب کامیاب اور بے خطر سول ڈس اوبیڈینس یہي هے کہ والنٹیرز کي جماعتیں از سرنو بھرتي کي جائیں اور گورنمنٹ کو چھوڑ دیا جاے کہ جہاں تک گرفتار کرسکتي هے' گرفتار کرتي جاے -

(سب سے بڑا کام)

اب خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے لیے صرف یہي ایک کام بڑا سے بڑا کام هے - هر اُس شخص کے لیے جو اسلام اور ملک کي محبت کا دعویدار هے' راہ عمل کھل گئی هے کہ فوراً اُٹھے اور سارے کام چھوڑ کر قومي والنٹیرز میں اپنا نام لکھوادے - اب وقت کي سب سے بڑي خدمت یہي هوگئي - کل تک همارے لیے بہت سے کام تھے ' اور هر کام خلافت اور سوراج کي خدمت تھا - هم تقریریں کرتے تھے' جلسے کرتے تھے ' دوروں میں نکلتے تھے ' خلافت اور کانگریس کمیٹیوں کے عہدوں پر مامور هوتے تھے ' لیکن آج وہ تمام کام غیر ضروري هوگئے - صرف یہي ایک کام خلافت ور سوراج کا اصلي کام هے - اب سب سے بڑا خادم اسلام و ملک وهي هے جو والنٹیر بن جاے - اور پورے صبر اور استقامت کے ساتھہ اپني ڈیوٹي پر کام کرکے جیل خانے چلا جاے -

(تین شرطیں !)

البتہ تمام کارکنوں کو اچھی طرح سمجھہ لینا چاھیے کہ کامیابی کے لیے تین شرطیں اٹل ھیں - جب تک وہ ان شرطوں کی طرف سے مطمئن نہ ھو جائیں ھرگز ھرگز اس راہ میں قدم نہ اُٹھائیں - کام کا کم ھونا برا نہیں ھے ' مگر کام کا بگاڑ دینا نا قابل معافی ھے - اگر اس نازک گھڑی میں ھم نے ذرا بھی غفلت کی ' تو ھم سے بڑھکر ھمارے لیے کوئی مجرم نہ ھوگا -

پہلی شرط " نظم " ھے - جو خلافت یا کانگریس کمیٹی یہ کام شروع کرے ' چاھیے کہ سب سے پہلے اپنی انتظامی قوت کو اچھی طرح دیکھہ بھال لے - انتظام کے لیے تین باتوں کی طرف سے اطمینان ھونا چاھیے :

(۱) تمام مقامی کارکن کسی ایک شخص کے حکموں پر چلتے ھوں ' اور پوری طرح اُس کی اطاعت کرتے ھوں - اگر خلافت اور کانگریس کمیٹی کے صدر کو ایسی طاقت حاصل ھے تو یہ منصب اسی کا ھے - اگر ایسا نہیں ھے تو جو شخص ایسا اثر رکھتا ھو ' عارضی طور پر والنٹیر کور کا نظام اس کے ماتحت کردینا چاھیے ' اور تمام کارکنوں کو پوری اطاعت کے ساتھہ اس کا ساتھہ دینا چاھیے -

(۲) مقامی آبادی پر کمیٹی کا پورا پورا اثر ھونا چاھیے - اس کو یقین ھونا چاھیے کہ وہ وقت پر سب کو اپنے قابو میں رکھہ سکے گی -

(۳) انتظام کے قائم رکھنے کے لیے کافی اور ھشیار کارکن ھونے چاھئیں ' تاکہ ھر وقت کام دے سکیں - اُن کو والنٹیرز میں شامل نہ ھونا چاھیے -

دوسری شرط " امن " ھے ' اور یقین کرنا چاھیے کہ اگر ھم امن قائم نہ رکھہ سکے تو ایک لمحہ کے لیے بھی یہ کام کامیاب نہیں ھوسکتا - ھم امن کو گورنمنٹ کیلیے نہیں چاھتے - خود اپنی کامیابی کے لیے چاھتے ھیں - گورنمنٹ تاک میں ھے کہ کوئی بات بھی بلوے اور بدنظمی کی ھو جاے ' اور پھر اُس کو قابو پانے کا موقعہ مل جاے - بمبئی کے واقعہ نے بتلادیا ھے کہ انتظام کی غفلت اور غیر ذمہ دار لوگوں کی شرارتوں نے کیسی خوفناک صورت اختیار کرلی ؟ پس چاھیے کہ ھم

سچے دل سے اس شرط پر یقین رکھیں ' اور خدمت دین و ملت کے پاک کام کو بدمعاشوں اور شریروں کی شرکت سے گندہ نہ ہونے دیں - ہم کو پوری ہشیاری اور نگہبانی کے ساتھہ اس کا اطمینان کرلینا چاہیے - اور جب تک اطمینان نہ ہو والنٹیرز کا نیا کام شروع نہیں کرنا چاہیے - یہ اطمینان دونوں جماعتوں کی طرف سے ہونا چاہیے - اُن کی طرف سے بھی جو والنٹیر بنیں ' اور اُن سب کی طرف سے بھی جو والنٹیرز کی قربانیوں اور گرفتاریوں کا نظارہ کریں - دونوں کے دلوں کو ٹٹول لینا چاہیے - دونوں کے دلوں پر اس کی ضرورت نقش کردینی چاہیے - والنٹیر وہی بنے جو گرفتار ہو جانے ' اور پھر بلا جرمانہ دیے ' بلا معافی مانگے ' بلا پیشانی پر بل لاے ' سزا جھیل لینے کے لیے طیار ہو - اسی طرح والنٹیرز کا کام صرف اُسی آبادی میں شروع کیا جاے جو ہر روز اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے عزیزوں کی گرفتاری دیکھے ' لیکن نہ تو اُسے خوف و ہراس ہو - نہ بیجا جوش اور بھڑک - اگر ولولہ اُٹھے تو اُنکی ریس کا - جوش پیدا ہو تو اُن ہی کی طرح خوش خوش قید ہو جانے کا !

تیسری شرط " استقامت " ھے - یعنی قربانی اور جانبازی کی راہ میں قدم اُٹھا کر پھر اس طرح جم جانا کہ نہ تو کوئی طمع ہلا سکے - نہ کوئی خوف ڈرا سکے - سمندر کی طرح پر جوش ' پہاڑ کی طرح مضبوط !

تزول الجبال الراسیات و قلبهم
علی العهد لا یلوی و لا یتغیر!

اس شرط کیلیے اور زیادہ کیا کہوں ؟ کامیابیوں کی جڑ ' فتح و مراد کا سرچشمہ ' ایمان کا خلاصہ ' عمل کی روح ' خدا کی رحمت کا وسیلہ اگر ھے تو صرف یہی ھے - اس کے سوا کچھہ نہیں - ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف علیهم و لا هم یحزنون ! جو خدا پر ایمان لاے اور اُس پر جم گئے ' تو پھر اُنکے لیے نہ تو کسی طرح کا ڈر ھے ' اور نہ کوئی غم !

بیگم صاحبہ مولانا کا تار بنام مہاتما گاندھی

ہم ذیل میں بیگم صاحبہ مولانا کا وہ تار درج کرتے ہیں ' جو انہوں نے مولانا کی سزا یابی کے بعد مہاتما گاندھی کو احمد آباد اور بردولی کے پتوں پر دیا تھا - لیکن سنٹرل ٹیلیگراف آفس کلکتہ نے اسے روک لیا -

" میرے شوہر مولانا ابو الکلام آزاد کے مقدمہ کا فیصلہ آج سنادیا گیا ' انہیں صرف ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی - یہ نہایت تعجب انگیز طور پر اس سے بدرجہا کم ہے جسکے سننے کیلیے ہم طیار تھے - اگر سزا اور قید قومی خدمات کا معاوضہ ہے تو آپ تسلیم کرینگے کہ اس معاملہ میں بھی انکے ساتھہ سخت نا انصافی برتی گئی - یہ تو کم سے کم بھی نہیں ہے' جسکے وہ مستحق تھے - میں آپکو اطلاع دینے کی جرأت کرتی ہوں کہ بنگال میں جو جگہ انکی خدمات کی خالی ہوئی ہے ' انکے لیے میں نے اپنی ناچیز خدمات پیش کردی ہیں - اور وہ تمام کام بدستور جاری رہینگے جو انکی موجودگی میں انجام پاتے تھے - میرے لیے یہ ایک بہت بڑا بوجھہ ہے لیکن میں خدا سے مدد کی پوری امید رکھتی ہوں - البتہ انکی جگہ صرف بنگال ہی میں خالی نہیں ہے - بلکہ تمام ملک میں ' اور اسکے لیے سعی کرنا میرے دسترس سے بالکل باہر ہے" -

" میں پہلے چار سال تک انکی نظر بندی کے زمانہ میں اپنی ایک ابتدائی آزمائش کرچکی ہوں ' اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس دوسری آزمائش میں بھی پوری اترونگی - گذشتہ پانچ سال سے میری صحت نہایت کمزور ہوگئی ہے ' دماغی محنت سے بالکل مجبور ہوں - اسلیے باوجود میری خواہش کے مولانا ہمیشہ اس سے مانع رہے کہ میں کسی طرح کی محنت اور مشغولیت کے کام میں حصہ لوں - لیکن میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ انکی سزا یابی کے بعد مجھے اپنی ناچیز ہستی کو اداء فرض کیلیے وقف کردینا چاہیے - میں آج سے بنگال پراونشیل خلافت کمیٹی کے تمام کاموں کو اپنے بھائی کی اعانت سے انجام دونگی " -

" انہوں نے مجھہ سے کہا ہے کہ انکے پر محبت و احترام سلام کے بعد یہ پیغام آپکو پہنچا دوں کہ اسوقت دونوں فریق میں سے کسی فریق کی حالت بھی فیصلہ یا صلح کیلیے طیار نہیں ہے - نہ گورنمنٹ ' نہ ملک ' اسلیے ہمارے آگے صرف اپنے تئیں طیار کرنے ہی کا کام درپیش ہے - بنگال جسطرح آج سب سے آگے ہے آئندہ منزل میں بھی پیش پیش رہیگا براہ عنایت " بردولی تعلقہ " پر بنگال پراونس کے نام کا بھی اضافہ کردیجیے - اور اگر کوئی وقت فیصلہ کا آئے ' تو ہم لوگوں کی رہائی کو اتنی اہمیت نہ دیجیے جتنی آجکل دی گئی ہے رہائی کو بالکل نظر انداز کرکے مقاصد کیلیے شرائط کا فیصلہ کرائیے " -

الهلال

جلد دوم (پانچ پرچے کم ھیں) قیمت پانچ روپیه

جلد سوم مکمل - قیمت چھه روپیه

هر دو جلدوں کے صرف چند نسخے باقی رهگئے هیں -

البلاغ

کی پہلی جلد (جسمیں شروع کے پانچ پرچے نہیں ھیں)

قیمت - چار روپیه

تذکره

(جلد اول)

مصنفه

مولانا ابو الکلام

تاریخ ' تفسیر قرآن ' فقه و حدیث ' ادب و محاضرات کے

مباحث کا ایک نادر مجموعه

قیمت تین روپیه

جامع الشواهد

غیر مسلموں کا مسجد میں داخله ' احکام شرعیه کی تفصیل ' هندوؤں

کی نسبت اسلامی احکام کی تحقیق - " آیۂ انما المشرکون نجس فلا

یقربوا المسجد الحرام " کی محققانه تفسیر -

قیمت ایک روپیه

منیجر البلاغ پریس نمبر ۴۵ - رپن لین کلکته